Presented By: https://jafrilibrary.com

مصائب آل محمدؐ پر ایک مفصّل کتاب

مصائبِ آلِ محمدؐ

مترجم

موسیٰ بیگ نجفی

حوزہ علمیہ جامعۃ المنتظر
ماڈل ٹاؤن - لاہور - پاکستان

Part 2

مصائب شہداء کربلا

28.8.2004

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

نام کتاب	:	مصائب آل محمدؑ
مؤلف	:	محمد محمدی اشتہاردی
مترجم	:	موسیٰ بیگ نجفی
تصحیح و نظر ثانی	:	بلال حسین مہدی
کمپوزنگ	:	جعفر سرور
قیمت		-/۲۰۰ روپے

کربلا

حق و باطل کی کشمکش اور ظلم و عدالت کے مابین جنگ کی سرزمین کربلا یہ ان آزاد و حریت پسندوں کی خوابگاہ ہے جنہوں نے موت کو ذلت پر ترجیح دی۔

حسینؑ، زینبؑ، کربلا، یہ تین نام
جن کے تصور سے پوری تاریخ ذہن میں آجاتی ہے۔

حسین کونؑ؟

رسول اعظم ﷺ کا فرمان **حُسَيْنٌ مِنِّي وَاَنَا مِنَ الْحُسَيْنِ** حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّي اُحِبُّهُ وَاُحِبُّ مَنْ يُحِبُّهُ

خدایا مجھے حسینؑ سے محبت اور حسینؑ سے محبت کرنے والوں سے محبت ہے۔

رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَمْتَصُّ لُعَابَ الْحُسَيْنِ كَمَا يَمْتَصُّ الرَّجُلُ التَّمْرَةَ

رسول اللہ ﷺ کو دیکھا زبان حسینؑ اس طرح چوس رہے تھے جیسے انسان کھجور چوستا ہے۔(احمد ابن حنبل)

امام حسینؑ نے بہن زینبؑ کو ساتھ لیا بچوں کو لیا منازل طے کرتے ہوئے کربلا میں وارد ہوئے، ہر قسم کے مصائب و آلام کا مقابلہ کیا۔

حسینؑ شہید ہوئے اور زینبؑ کبریٰ نے فوج کی کمان سنبھال لی۔

عورتوں، بیواؤں بچوں کا قافلہ قید کی حالت میں کوفہ، شام کے بازاروں درباروں سے ہوتا ہوا زندان شام میں سال گذارا

پھر یزید نے رائے عامہ سے مجبور ہوکر اہل بیت رسول ﷺ کی قید ختم کردی بھائی اور شہداء کا غم شام میں منایا سات دن واقعات کربلا عورتوں کے سامنے بیان کئے پھر قافلہ وارد کربلا ہوا بھائی کی قبر پر اپنے آپ کو ڈالتے ہوئے کہا بھائی میں تجھے کفن نہ پہنا سکی۔

بھائی دو شہروں کی شکایت کرتی ہوں ایک کوفہ دوسرا شام تیری بہنیں کئی گھنٹے کھڑی رہیں اور نام نہاد مسلمان کرسیوں پر بیٹھے رہے جن کے مٹانے کا قصد تھا وہ زندہ و جاوید اور یزید خود مٹ گیا۔

آخر کیوں؟

امام کا مقصد بلند وعالی تھا، وہ ہے اسلام کی اپنی اصلی حالت میں بقاء ترامیم کا سلسلہ شروع ہوگیا اور اب یزید کا مارشل لاء جس میں اس کا ہر قول و فعل قانون اسلامی کا درجہ حاصل کررہا تھا امام نے اپنا اور جان نثاروں کا خون پیش کرکے ان نام نہاد مسلموں کے چہرہ سے نقاب الٹ دی اور واضح کردیا۔

حَلَالُ مُحَمَّدٍ حَلَالٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَحَرَامُ مُحَمَّدٍ حَرَامٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ یہ لوگ اگر اسلام پر عمل پیرا ہوتے تو مسلم ورنہ اسلام کے احکام اٹل ہیں کسی کو ترمیم تغیر و تبدل اور تبدیلی کا حق نہیں۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

سفر شروع کرتے وقت اپنے بھائی محمد حنفیہ کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا

اِنّی لَمْ اَخرُجَ اَشِرا" وَلَابَطِرا" وَلَا مُفْسِدا" وَلَا ظَالِما" وانما خرجت لطلب الاصلاح فی امۃ جدی ارید ان امر بالمعروف وانھی عن المنکر واسیر بسیرۃ جدی وابی علی ابن ابی طالبؑ

میرا خروج خود پسندی فساد و ظلم کے لیے نہیں میرا مقصد اپنے جد کی امت کی اصلاح ہے میں امربالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دے رہا ہوں اپنے جد اور اپنے باپ علی ابن ابی طالب کی سیرت پر عمل پیرا ہوں۔

حر کے لشکر کو خطبہ دیتے ہوئے فرمایا

اَلَاتَرَوْنَ اَنَّ الْحَقَّ لَایُعْمَلُ بِہٖ وَاَنَّ الْبَاطِلَ لَایُتَنَاھٰی عَنْہُ

کیا دیکھ نہیں رہے کہ حق پر عمل نہیں ہورہا باطل سے روکا نہیں جارہا

فَاِنّی لَااَرٰی الْمَوْتَ اِلَّا سَعَادَۃً وَالْحَیَاۃَ مَعَ الظَّالِمِیْنَ اِلَّا بَرَمًا

میں موت کو سعادت اور ظالموں کے ساتھ زندگی کو ذلت و ھلاکت سمجھتا ہوں امام حسین کی قربانی سے دین اسلام محفوظ اور تعلیمات قرآن زندہ جاوید بن گیں امام کی شہادت سے بنی امیہ محکوم وتباہ ہوئے۔

تحول فکری ایجاد ہوا کہ فتح و نصرت تلوار و تیر وکلاشنکوف سے نہیں بلکہ خون دے کر بھی نصرت و فتح حاصل کی جاسکتی ہے۔

ملت مسلمہ کے پاس حسینؑ و اس کے رفقاء کی قربانی کی بدولت تعلیم و تربیت و اصلاح کا مرکز امام بارگاہ و مسجد کی صورت میں مہیا ہوگیا۔

جس پر قوم کئی ملین خرچ کرتی اور تربیت حاصل کرتی ہے حسین کی شہادت پر گریہ و زاری - عزاداری ظالموں کے منہ پر ایک طماچہ ہے۔

جس کے اثرات انمٹ و نقوش ابدی ہیں۔

زیر نظر سوگ نامہ 1370ھ میں شائع ہوا اس کی مقبولیت عامہ کہ اب چوتھی دفعہ چھپ رہا ہے اردو زبان میں منتقل کرنے کا کارنامہ جامعۃ المنتظر کے بزرگ و مشہور عالم دین حجۃ الاسلام جناب مولانا موسیٰ بیگ نجفی نے سرانجام دیا ہے اس قدر بزرگ عالم کا ترجمہ کتاب کی اہمیت کو اور دوبالا کردیتا ہے بعض مقامات کا ملاحظہ کیا ہے کتاب مفید اور ذاکرین و واعظین و مقررین سب کے لیے یکساں استفادہ کے قابل ہے۔

خداوند قدوس مترجم بزرگوار کی توفیقات میں اضافہ فرمائے اور اس طرح کی خدمات بجالانے کی قوت و طاقت عطا فرمائے۔

حافظ سید ریاض حسین نجفی
جامعۃ المنتظر لاہور
30 ز - ق 1419ھ مطابق 19 مارچ 1999

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَنَا مِنَ الْمُتَمَسِّکِیْنَ بِوِلَایَۃِ عَلِیٍّ وَّاَوْلَادِہٖ الطَّاھِرِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ وَاَشْرَفِ بَرِیَّتِہٖ سَیِّدِنَا وَنَبِیِّنَا اَبِی الْقَاسِمِ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ الطَّاھِرِیْنَ اَمَّا بَعْدُ

چند سال قبل میری نظر حجۃ الاسلام و المسلمین آقائی محمد محمدی اشتہاردی کی تالیف (سوگ نامہ آل محمدؐ) پر پڑی۔ میں نے اس کتاب کا مطالعہ کیا تومعلوم ہوا کہ یہ مصائب آل محمد کا ایک باب نہیں بلکہ ایک مکمل تاریخ ہے اسی وقت میں نے مصمم ارادہ کیا کہ اسے فارسی سے اردو قالب میں ڈھال کر پاکستان کے واعظین اور ذاکرین کی خدمت میں تحفتاً" پیش کروں تاکہ آل محمد کے مصائب عوام تک پہنچ سکیں۔ یہ کتاب ان عاشقان توحید کی داستان حیات کا اجمالی تذکرہ ہے۔ جنہوں نے تاریخ میں موت کا مفہوم ہمیشہ کے لیے بدل دیا اور موت کو شہد سے زیادہ شیرین ہونے کا عملی ثبوت پیش کردیا۔ جنہوں نے جام شہادت نوش کرکے رہتی دنیا تک آنے والی نسلوں کو یہ درس دیا کہ زندگی اور موت صرف خدا کے لیے ہے۔

یہ کتاب تاریخ کربلا کے ہر نشیب و فراز کی عکاسی ہے یہ کتاب تین حصوں پر مشتمل ہے۔

1- پہلے حصے میں چہاردہ معصومینؑ میں سے ہر ایک پر ڈھائے گئے مصائب کا انتہائی دلسوز مطالب کے ساتھ جدا جدا تذکرہ کیا گیا ہے۔

2- اس کتاب کے دوسرے حصے میں وہ شہداء کربلا کہ جن کو تین دن کا بھوکا اور پیاسا رکھ کر لق و دق صحرا میں تپتی ہوئی ریت پر شمشیر جفا سے شہید کیا گیا۔ اس قافلہ توحید کے مصائب کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

3- آخری حصہ میں وارثان تطہیر جن کو بے مقنعہ و چادر بے پلان اونٹوں پر بٹھا کر کوفہ و شام کے بازاروں سے گزارا گیا۔ ان اسیران کوفہ و شام کے مصائب کو قلمبند کیا گیا ہے۔

من جملہ اس کتاب کی خوبیوں میں سے ایک یہ ہے کہ انسانی دل کو خون رلانے والے عربی اور فارسی اشعار کا اردو میں ترجمہ کیا گیا ہے اور اعراب بھی لگادئے گئے ہیں تاکہ ہر آدمی آسانی سے پڑھ سکے۔

ہر صاحب نظر اس کتاب کا مطالعہ کرکے یہی فیصلہ دے گا کہ اس کتاب (مصائب آل محمدؐ) کے ہوتے ہوئے مصائب کی کسی اور کتاب کی ضرورت نہیں ہے۔ اتنی جامعہ اور ضخیم تقریباً" چھ سو 600 پر صفحات، پر مشتمل کتاب کا ترجمہ میں نے ایک ماہ کی کم مدت میں کیا ہے ہوسکتا ہے کچھ غلطیاں رہ گئی ہوں۔

قارئین سے گذارش ہے کہ وہ مجھے متوجہ کریں اور میں جناب آغا بلال حسین مھدی کا شکرگزار ہوں کہ جنہوں نے کتاب کی تصحیح میں میری معاونت کی۔

آخر میں میں اپنے والد مرحوم اور والدہ مرحومہ کے لیے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آل محمد کے صدقے میں ان کو اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے اور میری عاقبت بخیر ہو۔ (آمین یا رب العالمین)

دعاگو
موسیٰ بیگ نجفی
مدرس جامعۃ المنتظر - لاہور

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

فہرست

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
1	وصیت امام خمینیؒ	1
2	پیش لفظ	2
3	پیش گفتار	3
4	عزاداری امام حسینؑ کے ثواب کے بارے چند روایات	4
5	اھل بیتؑ کی مصیبت میں اشعار پڑھنے کا ثواب	5
6	عزاداری کا مقصد	6
7	آغاز عزاداری کی تاریخ	6
8	امام حسینؑ کا عزاداری کرنا	8
9	موجودہ کتاب کے بارے میں	9
	پہلا حصہ (مصائب چہاردہ معصومینؑ)	
10	(پہلے معصومؑ) حضرت رسول اکرمؐ کی رحلت	11
11	پیغمبر اسلام کا فاطمہؑ کو تسلی دینا	12
12	آغوش پیغمبر میں حسنؑ و حسینؑ	13
13	علیؑ و فاطمہؑ کا مرثیہ پیغمبرؐ کی جدائی میں	14
14	(دوسری معصومہؑ) حضرت فاطمۃ الزھرا کی شہادت	17
15	جناب فاطمہؑ کا در و دیوار کے درمیان آنا	17
16	جناب فاطمہ زھراءؑ کی وصیت	19
17	حضرت فاطمہ الزھراءؑ سے حضرت علیؑ کے چچا عباس کی ملاقات بغرض عیادت	20
18	فاطمہ الزھراءؑ کی شہادت کا غم انگیز لمحہ	21
19	حضرت امام علیؑ جناب فاطمہؑ کے جنازے پر	22
20	حضرت علیؑ فاطمہ الزھراءؑ کی قبر کے نزدیک	24
21	(تیسرے معصومؑ) حضرت علیؑ کے مصائب کا ذکر	27
22	حضرت علیؑ کی پانچ سالہ حکومت	27
23	خوارج کے حیلے و مکر	28
24	حضرت علیؑ کی شہادت کی خبر	29
25	حضرت علیؑ کے سر پر ضربت لگنے کا واقعہ	30
26	ابن ملجم اور ساتھیوں کے فرار کا واقعہ	31
27	حضرت زینبؑ کا سوال اور باپ کا جواب	32
28	حضرت علیؑ سے اصبغ ابن نباتہ کی ملاقات	33
29	حضرت امام حسینؑ کا رونا	34
30	حضرت علیؑ کے فرزند حضرت کے بستر کے قریب	35
31	حضرت علیؑ کے دفن کا واقعہ	37
32	امام حسنؑ کا خطاب	37
33	حضرت علیؑ کی قبر پر ایک نابینے فقیر کا اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنا	38
34	خوارج کے گروہ کو دنیا میں سزا	40
35	(چوتھے معصومؑ) امام حسنؑ کے مصائب کا ذکر	41
36	معاویہ کے آدم کش حیلے	41
37	خوارج کے حیلے	42
38	حضرت امام حسنؑ کو زہر دینا	42
39	امام حسینؑ سے وصیت کرنا	43
41	جعدہ کا اعتراض اور امام حسینؑ کا جواب	44
42	امام حسنؑ کے جنازے پر تیر	45
43	امام حسینؑ کا مرثیہ بھائی کی مصیبت پر	46
44	طشت میں جگر کے ٹکڑے	48
45	امام حسنؑ کی شہادت اور معاویہ کی مسرت	49
46	(پانچواں معصومؑ) امام حسینؑ کے مصائب کا ذکر	51
47	(چھٹے معصومؑ) امام سجادؑ کے مصائب کا ذکر	54
48	حضرت سجادؑ کو زہر دینا	55
49	حضرت امام سجادؑ کی اونٹنی کی موت کا دلسوز واقعہ	56
50	امام سجادؑ کے بدن پر زخموں کے نشان	56
51	(ساتواں معصومؑ) حضرت امام محمد باقرؑ کے مصائب کا ذکر	57
52	ھشام کے مظالم امام محمد باقرؑ پر	57
53	حضرت امام محمد باقرؑ قید خانے میں	58
54	حضرت امام محمد باقرؑ کو زہر دینا	58
55	حضرت امام محمد باقرؑ کی وصیت	59
56	(آٹھویں معصومؑ) حضرت امام جعفر صادقؑ کے مصائب کا ذکر	61
57	حضرت امام صادقؑ پر منصور کی سختی	61
58	حضرت امام جعفر صادقؑ کے گھر کو آگ لگانا	62
59	مسئلہ پوچھنے کے لیے ایک طریقہ اختیار کرنا	62
60	امام صادقؑ کے ساتھ منصور کا سختی سے پیش آنا	63
61	امام جعفر صادقؑ کی شہادت	63
62	امام کی وصیت صلہ رحمی اور نماز کے بارے میں	63
63	حضرت امام صادقؑ کی شہادت کی خبر سے منصور کا رد عمل	64
64	(نویں معصومؑ) امام موسیٰ کاظمؑ کے مصائب کا ذکر	66
65	فدک کے حدود	66
66	ایک عجیب واقعہ	67

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

67 محمد بن اسماعیل کا چغلخوری کرنا 67
68 علی بن اسماعیل کا چغلخوری کرنا 69
69 حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کو گرفتار کرنا 70
70 (مختلف قید خانے) عیسیٰ بن جعفر کے قیدخانے میں 70
71 فضل بن ربیع کے قیدخانے میں 71
72 فضل بن یحییٰ کے قید خانے میں 71
73 سندی بن شاہک کے قید خانے میں 71
74 ایک کنیز کا حضرت سے متاثر ہونا 72
75 حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کی شہادت کا واقعہ 73
76 طبیب کا امام موسیٰ کاظمؑ کے سرہانے آنا اور میت کے لبوں کی حرکت 74
77 حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کو قریش کے مقبرہ میں دفن کرنا 75
78 حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کی مناجات 75
79 حضرت موسیٰ کاظمؑ پر درود کے چند جملے 76
80 (دسویں معصومؑ) حضرت امام علی رضاؑ کے مصائب کا ذکر 79
81 امام رضاؑ ہارون کے زمانے میں 79
82 حضرت امام رضاؑ مامون کی خلافت کے زمانے میں 80
83 حضرت امام رضاؑ کا مکہ و مدینہ کو الوداع کہنا 81
84 حضرت امام رضاؑ نیشاپور میں 82
85 حضرت امام رضاؑ مرو میں اور ولایت کا مسئلہ 83
86 مامون کی نقشہ کشی کا بے اثر ہونا 83
87 حضرت امام رضاؑ کی شہادت 84
88 ابوصلت کی روایت اور امام جوادؑ کا حاضر ہونا 86
89 (گیارھویں معصومؑ) حضرت امام جوادؑ کے مصائب کا ذکر 90
90 ام الفضل سے شادی کا واقعہ 90
91 حضرت امام جوادؑ میدان علم کا دلاور 92
92 حضرت امام جوادؑ کا مدینے کی طرف لوٹنا 92
93 حضرت امام جوادؑ کی شہادت 93
94 (بارھویں معصومؑ) حضرت امام ھادیؑ کے مصائب کا ذکر 95
95 آل علیؑ کے ساتھ متوکل کی دشمنی 95
96 حضرت امام ھادیؑ کی سامرہ کی طرف جلا وطنی کرنا 95
97 حضرت امام ھادیؑ قیدخانے میں 96
98 متوکل کے دسترخوان پر شراب 97
99 حضرت امام ھادیؑ کی شہادت 97
100 (تیرھویں معصومؑ) حضرت امام حسن عسکریؑ کے مصائب کا ذکر 100
102 حضرت امام حسن عسکریؑ قید خانے میں 101

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وصیت امام خمینیؒ

امام خمینیؒ (قدس سرہ) کی وصیت عزاداری کے بارے میں

ہمیں سید الشہداءؑ نے کس طرح سے ہم آہنگ کیا ہے کیا ہم ان پر اظہار افسوس نہ کریں۔ کیا ہم ان پر گریہ نہ کریں یہ گریہ بر حسینؑ ہمارا مطمع نظر ہے خبردار! ہم کہیں شیاطین کے دھوکے میں نہ آجائیں۔ یہ ہم سے عزاداری کو چھیننا چاہتے ہیں۔ ان کے دھوکہ میں نہ آو۔ علماء کا فریضہ ہے کہ امام حسینؑ کی مظلومیت کا پرچار کریں باوقار طریقے سے جلوس نکالیں اور سینہ کوبی کریں۔ کچھ جوان آکر کہتے ہیں کہ اب رونے کا کیا فائدہ! اس قسم کے لوگ سراسر غلط کہتے ہیں اگرچہ ہم عمر بھر امام حسینؑ کے لئے گریہ کریں تو اس سے سید الشہداءؑ کو کوئی فائدہ نہیں ہے لیکن اس میں ہمارا فائدہ اور ہماری نجات ضرور ہے۔

(صحیفہ نور ج 8 ص 218)

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

237	شہداء کربلا کو کس طرح دفن کیا گیا	296
238	حضرت امام سجادؑ حضرت عباسؑ کے لاشہ پر	298
239	شہداء کربلا کی قبور کے بارے میں مناسب اشعار	299
240	کوفہ میں اہل بیتؑ کے مصائب	300
241	اہل بیتؑ کو کوفہ کے باہر روکے رکھنا	301
242	جناب ام کلثومؑ کا خطاب اور مرثیہ	301
243	مسلم مستری کا بیان	304
244	حضرت زینبؑ کا مرثیہ	305
245	جناب زینبؑ کا خطبہ	307
246	ابن زیاد کے دربار کے واقعات	310
247	مختار کا شدید اعتراض	312
248	ایک غیرت مند مسلمان کا نذر کرنا	313
249	جناب رباب کا مرثیہ پڑھنا	313
250	اہل بیتؑ کو قید کرنا	315
251	قیدخانے کے مصائب	315
252	امام حسینؑ کے سراقدس کا قرآن پڑھنا	316
253	عبداللہ بن عفیف نابینا کی شہادت	317
254	کوفہ سے شام تک کے مقامات کے مصائب	319
255	اہل بیتؑ قصر بنی مقاتل میں	319
256	امام حسینؑ کا ایک فرزند	321
257	قافلہ اہل بیتؑ عسقلان میں	321
258	قافلہ اہل بیتؑ بعلبک میں	322
259	دیر راہب میں امام حسینؑ کا سرمقدس	323
260	داخلہ شام اور سہل ساعدی کا واقعہ	325
261	اہل بیتؑ کا دربار یزید میں داخل ہونا	327
262	فاطمہؑ اور سکینہؑ کا جناب زینبؑ کے ساتھ پناہ لینا	330
263	حضرت امام رضاؑ کا کلام	330
264	یزید کی بے ہودہ باتیں	331
265	امام سجادؑ کے قتل کا حکم دینا	331
266	یزید کے دربار میں جناب سکینہؑ کی غمناک حالت	332
267	سفیر روم کا اعتراض	333
268	سات مصیبتیں امام سجادؑ کی زبان سے	334
269	حضرت امام سجادؑ کا خطبہ	336
270	ایک شامی مرد کی گستاخی	337
271	امام سجادؑ کی زبان سے مصائب کا بیان	338

پیش لفظ

یہ کتاب کافی عرصہ قبل 1370 سال شمسی میں وسیع پیمانہ پر شائع ہو چکی ہے لیکن قارئین کی دلچسپی کی بناء پر یہ کتاب جلد ہی نایاب ہوگئی ہے اب تھوڑی سی تجدید نظر کے ساتھ چوتھی اشاعت پیش خدمت ہے۔

باوجود مشکلات کے آئمہ معصومینؑ کو جب بھی انہیں موقع ملا امام حسینؑ کے نام کو زبان پر لائے اور حسینؑ کے نام کو زندہ رکھا۔

کیونکہ امام حسینؑ کے نام کو یاد رکھنا سرکش اور نافرمان لوگوں کے لئے خطرے کا باعث ہے اس لیے ہم یاد حسینؑ سے طاغوت کے خلاف انقلاب کا بیج مسلمانوں کے دلوں میں بونا چاہتے ہیں اور عزاداری حسینؑ کو زندہ رکھنا ہر اہل ایمان پر لازم ہے۔

اس امر کا بھی خیال رکھنا چاہیے کہ آئمہ طاہرینؑ کی عزاداری کی سنت کی تجدید پر ہی اکتفانہ کریں بلکہ ان کے کردار ، سیاسی افکار اور ان کے مبارزات کو بھی اپنا سرمشق قرار دیں جیساکہ امام سجادؑ نے فرمایا **اِنَّ اَبْغَضَ النَّاسِ اِلَی اللّٰہِ مَنْ یَقْتَدِیَ بِسُنَّۃِ اِمَامٍ وَلَایَقْتَدِیَ بِاَعْمَالِہٖ** خداوند تعالیٰ کے نزدیک وہ شخص زیادہ ناپسند ہے جو امامؑ کی سنت کی پیروی کرے لیکن امامؑ کے طریقہ کی پیروی نہ کرے۔ ہم نے پہلے کہا تھا کہ ہمارے آئمہ طاہرینؑ کو جب بھی موقع ملا حضرت امام حسینؑ اور ان کے انصار کی یاد کی تجدید کرتے تھے یہاں پر نمونہ کے طور پر دو واقعے بیان کرتا ہوں کہ جو اس کتاب میں مذکور نہیں۔

1- ایک دن امام سجاد علیہ السلام نے مدینہ کے بازار میں ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا۔ **اِرْحَمُوْنِی اَنَا رَجُلٌ غَرِیْبٌ** مجھ پر رحم کرو میں ایک غریب آدمی ہوں امام سجاد علیہ السلام نے اس سے فرمایا اگر تم اس مقام پر مرجاؤ تو کیا تمہارا جنازہ دفن کے بغیر رہ جائے گا؟

اس نے تعجب سے کہا اللہ اکبر کس طرح میرا جنازہ دفن نہیں ہوگا جب کہ میں لوگوں کے سامنے مر رہا ہوں اس وقت امام سجادؑ اپنے بابا کے مصائب کو یاد کرکے مضطرب ہوگئے اور فرمایا

وَا اَسَفَاہُ عَلَیْکَ یَا اَبَتَاہُ تَبْقٰی ثَلَاثَۃَ اَیَّامٍ بِلَا دَفْنٍ وَ اَنْتَ اِبْنُ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ہائے افسوس! اے بابا کہ آپ کا جنازہ تین دن دفن کے بغیر پڑا رہا حالانکہ آپ نواسہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

2- جس وقت منصور دوانیقی کے حکم سے امام جعفرصادق علیہ السلام کے گھر کو آگ لگائی گئی تو اس کے بعد ایک دن شیعوں میں سے ایک شخص حضرتؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے حضرتؑ کو دیکھا کہ بہت زیادہ غمگین ہیں اور آنکھوں سے آنسو جاری ہیں اس نے حضرتؑ سے اس کی وجہ پوچھی تو حضرتؑ نے فرمایا کہ کل جب ہمارے گھر میں آگ کے شعلے بلند ہوئے حالانکہ اس وقت میں گھر میں موجود تھا۔ گھر کی مستورات نالہ و فریاد کرتی ہوئیں ادھر ادھر بھاگ رہی تھیں ان مستورات کو آگ نہیں لگی تھی اس وقت مجھے اپنے جد امام حسین

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

171	عاشق رسولؐ حضرت جونؑ کی شہادت	185
172	حضرت امام حسینؑ کے موذن کی شہادت	188
173	اصحاب میں سے آخری شہید	189
174	اہل بیتؑ کے شہداء کی شہادت کابیان	189
175	امام حسینؑ کے فرزندوں کی تعداد	190
176	حضرت علی اکبرؑ کی شہادت	191
177	حضرت امام حسنؑ کی اولاد کربلا میں	197
178	حضرت قاسمؑ کی شہادت	198
179	حسن مثنیٰ کا زخمی ہونا	201
180	حضرت عبداللہ اصغرؑ کی شہادت	201
181	حضرت زینبؑ کے دو فرزندوں کی شہادت	203
182	عون و محمد کی شہادت کی خبر عبداللہ ابن جعفر کو	205
183	حضرت عباسؑ کی شہادت	205
184	حضرت عباسؑ کا بلند مقام	206
185	حضرت عباسؑ کے القاب	207
186	امام زمانؑ کا سلام حضرت عباسؑ پر	209
187	حضرت ابوالفضلؑ کی شجاعت	210
188	حضرت عباسؑ کے بھائیوں کی شہادت	211
189	زہیر بن قین کی ملاقات حضرت عباسؑ سے	211
190	جناب عباسؑ کی روانگی	213
191	حضرت عباسؑ کو باپ کی وصیت	214
192	حضرت عباسؑ کی شہادت	216
193	حضرت امام حسینؑ کا خالی ہاتھ فرات سے لوٹنا	218
194	حضرت عباسؑ کے زبان حال سے	219
195	حضرت عباسؑ اور امام حسینؑ کی گفتگو	221
196	حضرت زینبؑ کا گریہ کرنا	223
197	حضرت عباسؑ کی شہادت کا ایک اور نقشہ	224
198	کچھ مزید	227
199	عبداللہ رضیع کی شہادت	228
200	حضرت علی اصغرؑ کی شہادت	231
201	رباب کا زبان حال	233
202	سکینہؑ کی آمد حضرت علی اصغرؑ کے لاشے پر	235
203	دشمن کی زبان سے انصار امام حسینؑ کی شجاعت کا ایک نقشہ	236
204	حضرت امام حسینؑ کے مصائب	237
205	امام سجادؑ سے الوداع کرنا	238

272	حضرت زینبؑ کا خطبہ	340
273	حضرت امام سجادؑ کا خطبہ	345
274	جناب سکینہؑ کا جانسوز خواب	350
275	ھند کی ملاقات آل محمد کے قیدیوں کے ساتھ	351
276	حضرت رقیہؑ کی شہادت	353
277	حضرت رقیہؑ کا واقعہ تفصیل کے ساتھ	354
278	شام سے مدینہ تک اہل بیتؑ کے سفر کے واقعات	357
278	حضرت رقیہؑ کی یاد	359
280	قافلہ اہل بیتؑ شہداء کی قبروں کے نزدیک	360
281	چہلم کے واقعات	364
282	جابر اور عطیہ کون ہیں؟	366
283	امام حسینؑ کی زیارت کا ثواب	368
284	شہداء کی قبروں سے وداع کرنے کا واقعہ	368
285	حضرت سکینہؑ کا مرثیہ	369
286	اہل بیتؑ کے مدینہ میں داخل ہونے کے مصائب	
287	جناب کلثومؑ کا مرثیہ	370
288	مدینہ والوں کے نام بشیر کا پیغام	371
289	جناب ام البنین کی ملاقات جناب زینبؑ کے ساتھ	373
290	امام سجادؑ کا خطبہ مدینہ والوں کے لیے	373
291	اہل بیتؑ کا مدینے میں داخل ہونا	374
292	اہل بیتؑ کا جناب فاطمہ زہراؑ کی قبر پر جانا	377
293	محمد حنفیہ کی امام سجادؑ کے ساتھ ملاقات	379
294	مدینے میں عزاداری قائم کرنا	379
295	مصائب ام البنین	380
296	ام البنین کا مرثیہ اپنے فرزندوں کے لیے	381
297	جناب زہراؑ کی جناب عباسؑ کے ساتھ محبت	384
298	قیام مختار	385
299	مختار کون تھے؟	387
300	حضرت مختار کا دوبارہ قید میں جانا	387
301	مختار کے قیام کا آغاز	389
302	یزید کی ہلاکت	389
303	مختار کی کامیابی	390
304	ابن زیاد کو قتل کرنا	391
305	اہل بیتؑ کے دشمن اپنے انجام کو پہنچے	392

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

103	حضرت امام حسن عسکریؑ کی شہادت کا واقعہ	103
104	(چودھویں معصومؑ) حضرت امام محمد مہدیؑ کے مصائب کا ذکر	107
105	زیارت ناحیہ کے چند جملے	107
106	امام زمانہ کا درود و سلام	109
107	دعائے ندبہ کے چند جملے	112

دوسرا حصہ

مصائب شہداء کربلا

108	معاویہ کی وصیت یزید کو	114
109	یزید کا خط حاکم مدینہ کے نام	115
110	امام حسینؑ کی گفتگو ولید کے ساتھ	115
111	مروان اور ولید کی گفتگو	116
112	امام حسینؑ کی مدینے سے مکہ ہجرت	117
113	کوفہ والوں کے خطوط	118
114	حضرت مسلمؑ کا کوفہ میں امام کا خط پڑھنا	119
115	حضرت مسلمؑ کے مصائب کا ذکر	119
116	ابن زیاد کا دھوکہ	119
117	کوفہ والوں کی بے وفائی اور حضرت مسلمؑ کی تنہائی	120
118	حضرت مسلمؑ طوعہ کے گھر میں اور شہادت	121
119	حضرت مسلمؑ کی گفتگو ابن زیاد کے ساتھ	123
120	حضرت مسلمؑ کی وصیتیں	124
121	شہادت عبداللہ بن مسلم	127
122	ھانی بن عروہ کی شہادت	128
123	طفلان حضرت مسلمؑ کی شہادت	131
124	شیخ صدوق کی روایت	136
125	امام حسینؑ کا مکہ سے نکلنا	138
126	امام حسینؑ کا وصیت نامہ	138
127	امام حسینؑ کا خطبہ مکہ سے نکلتے وقت	139
128	اھل کوفہ کی منافقت	139
129	قاصد امام قیس ابن مسہر کی شہادت	140
130	حضرت علی اکبر کا دلکش کلام	141
131	امام کا لوگوں کو اپنی مدد کے لئے طلب کرنا	142
132	خوش بخت سردار زہیر ابن قین	143
133	نو عروس وھب کا واقعہ	145
134	وھب کی ماں کا زبان حال	146
135	وھب کی ماں کے مناجات	148
206	امام حسینؑ کی وداع کا ایک واقعہ	239
207	امام حسینؑ کا سکینہؑ سے وداع کرنا	241
208	امام حسینؑ کا جناب زینبؑ سے الوداع کرنا	242
209	جناب زینبؑ کا زبان حال	243
210	وداع کے وقت ایک جگرسوز واقعہ	246
211	امام حسینؑ کی شجاعت	247
212	امام حسینؑ آب فرات کے قریب	253
213	حضرت زینبؑ قتل گاہ کے قریب	255
214	تیر سہ شعبہ اور پتھر کا لگنا	256
215	امام حسینؑ کی گفتگو شمر کے ساتھ	258
216	امام حسینؑ کی نماز اور مناجات	259
217	عشق داور	261
218	ذوالجناح کی معصیت کا بیان	264
219	جناب سکینہؑ اور ذوالجناح	265

تیسرا حصہ

مصائب اسیران کوفہ و شام

220	دشمن کا لوٹ مار کرنا	268
221	سنگ دل دشمن کا کلام	271
222	جناب زینبؑ کا ناقابل فراموش واقعہ	271
223	جناب فاطمہؑ کا دلسوز واقعہ	272
224	خیموں کو آگ لگانا	273
225	جناب زینبؑ امام سجادؑ کے خیمہ کے قریب	274
226	چند بچے اور ایک خاتون کی شہادت	275
227	ساربان کا ظلم	275
228	شہداء کے سرمبارک	277
229	سر امام خولی کے تنور میں	278
230	خولی کی بیوی کا مرثیہ پڑھنا	278
231	شام غریباں کی معصیت	281
232	شام غریباں کے واقعات بہت زیادہ دلسوز ہیں	282
233	(گیارھویں محرم) کی معصیت پر ایک نظر	286
234	حضرت امام سجادؑ کے مصائب پارہ پارہ بدن کے ساتھ	292
235	اسیران کا لاشوں سے وداع کرنا	293
236	شہداء کربلا کا دفن کرنا	296

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrililibrary.com

136	حضرت مسلم و ہانی کی شہادت کی خبر	148
137	حضرت مسلمؑ کے لئے عزاداری کرنا	149
138	حر بن یزید ریاحی کی لشکر امام سے ملاقات	150
139	نماز جماعت کا واقعہ	151
140	امام کی حر کے ساتھ گفتگو	152
141	امام کا خطبہ بیضہ کے مقام پر	153
142	امام حسینؑ کا کربلا میں ورود	154
143	عمر سعد کا کربلا میں ورود	156
144	امام کے پیغام رسان بریر کی گفتگو عمر سعد کے ساتھ	158
145	امام کی گفتگو عمر سعد کے ساتھ	159
146	عمر سعد کا جھوٹا خط ابن زیاد کے نام	160
147	(نویں محرم کے واقعات)	161
148	دشمن کی امان کو رد کرنا	162
149	شب عاشورہ کے واقعات (اصحاب کی وفاداری)	164
150	امام حسینؑ کا امام مھدیؑ کو یاد کرنا	165
151	شب عاشورہ حضرت زینبؑ کا اضطراب	165
152	شب عاشورہ خدا کے ساتھ راز و نیاز کی باتیں کرنا	168
153	شب عاشور نافع بن ھلال کا یادگار واقعہ	168
154	دشمن کے راستے میں خندق کھودنا	169
155	بریر کا مذاح کرنا	169
156	شب عاشورہ آدھی رات کو دو جگھوں پر اجتماع	170
157	حضرت امام حسینؑ کا خواب دیکھنا	170
158	روز عاشورہ کے واقعات	171
159	امام حسینؑ کے اصحاب	172
160	حر بن یزید ریاحی کی آمد	173
161	حر کی ایک فریاد	175
162	حضرت حر کی شہادت	176
163	امام سجادؑ کا کلام حر کی لاش پر	178
164	حر کے فرزند بکیر کی شہادت	178
165	مسلم بن عوسجہ کی مصیبت کا بیان	179
166	حبیب ابن مظاہر کی مصیبت کا بیان	180
167	بنی اسد کی ایک جماعت کا واقعہ	181
168	حضرت حبیب ابن مظاہر کی شہادت کا بیان	182
169	بنی اسد کے ایک شیر دل سن رسیدہ شخص کی شہادت	184
170	جناوہ اور اس کے بیٹے کی شہادت	184

کے اھل بیتؑ یاد آگئے کہ عاشور کے دن کس طرح انھوں نے مل کر خیموں پہ حملہ کیا۔ اس وقت دشمن آواز دیتا تھا کہ باغیوں کے گھروں کو جلا دو۔

امید ہے کہ یہ کتاب اس مقصد میں فائدہ مند ثابت ہوگی۔ (حوزہ علمیہ قم: محمد محمدی اشتھاردی)

پیش گفتار

امام حسین علیہ السلام دنیا میں تشریف ہی اس لیے لائے کہ ہر دور اور ہر خطے میں ظلم و جور، غرور و تکبر اور استبداد و طاغوت کے خلاف فیصلہ کن احتجاج کریں اور ان کے مقابلے میں حقیقی جذبات کی آگ کو شعلہ ور کر دیں، صرف یہیں تک نہیں بلکہ ابد تک خدا کی یاد اور پیغمبرانؑ الٰہی کے پاکیزہ نظام اور مکتب فکر کی شمع فروزاں کریں لھذا یہ بات ہرگز درست نہیں کہ امام حسینؑ اسلامی قرن اول کی عبقری شخصیت ہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ آپ ہر دور اور ہر قرن و صدی میں اپنے عظیم مشن کے حوالہ سے رہبرو رہنما کی حیثیت رکھتے ہیں اور اس سے بھی بالاتر یہ کہ سالوں، مہینوں، ہفتوں، دنوں، گھنٹوں، دقیقوں اور لمحوں کی دوش پر آپ کا پرچم وجود بلند نظر آتا ہے کیونکہ آپ اپنے مقدس ہدف کا نمونہ تھے۔ آپ کا ہدف اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ تمام باطل خداؤں کی نفی اور ذات حق تعالیٰ کی خدائی کا اقرار اور آئین الٰہی کا مکمل اجراء ونفاذ کیا جائے بنابرایں حق تو یہ ہے کہ امام حسینؑ ہرگز فراموش نہ ہوں اور ان کی یاد دین الٰہی و شریعت محمدیہؐ کے احیاء کا سبب اور ظلم وباطل کے شعلوں کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے خاموش کردینے کا مضبوط ذریعہ ثابت ہو۔

اس صورت حال میں نہایت ضروری بلکہ ایک اہم ترین مذہبی فریضہ ہے کہ آپ اور آپ کے باوفا ساتھیوں پر گزرنے والے مصائب و آلام کہ جو انھوں نے اسلام کی راہ میں جھیلے کا تذکرہ کیا جائے اور کربلا اور کوفہ و شام میں ہونے والے مظالم اور خونچکاں واقعات کو یاد کیا جائے تاکہ اھل اسلام کے پاکیزہ جذبات واحساسات کی آتش کو روشن کرکے ظلم و جبر اور ناانصافی کے مقابلے میں ذہنی وفکری اور عملی جدوجہد کا راستہ ہموار کیا جاسکے اور دنیا کے انسانوں کو حسینؑ اور اصحاب حسینؑ کے عظیم ترین مقصد سے آشنا کرتے ہوئے دشمنان بشریت سے نبرد آزما ہونے کا عملی درس دیا جائے اسی لیے اسلامی تاریخ کے مستند حوالوں میں امام حسینؑ کے مصائب اور اھل بیت عصمتؑ پر یہ ڈھائے جانے والے مظالم کا تذکرہ خصوصیت کے ساتھ موجود ہے اور صرف یہیں تک نہیں بلکہ ان کے مصائب و آلام کے ذکر پر عظیم اجر و ثواب بھی مقرر کیا گیا ہے۔

Presented By: https://jafrililibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

دوسرا حصہ

مصائب شہداء کربلا
شہداء کربلاء کے مصائب امام حسینؑ کی شہادت تک

یزید کو معاویہ کی وصیت

امام حسین علیہ السلام 50 ہجری میں اپنے بھائی امام حسنؑ کی شہادت کے بعد بالفعل منصب امامت پر فائز ہوئے اور حضرت امام حسینؑ کی امامت کا زمانہ 50 ہجری سے 61 ہجری تک تھا جو کہ تقریباً" دس سال بنتے ہیں۔ اور اس سے مراد ظاہری و فعل زمانہ امامت ہے کہ جن میں سے 9 سال اور چار مہینے معاویہ کی خلافت کے زمانے میں گزارے اور آخری چھ مہینے یزید بن معاویہ کی خلافت کے زمانے میں گزارے۔ معاویہ اپنی خلافت اور آمریت کے چالیس سال بعد 15 رجب 60 ہجری کو اس دنیا سے چل گیا جب کہ صلح نامہ میں امام حسن علیہ السلام کے ساتھ یہ عہد کرچکا تھا کہ وہ اپنے لئے خلیفہ اور جانشین معین نہیں کرے گا اور باروایت دیگر 22 رجب کو اس کی موت واقع ہوئی۔

اس کے باوجود معاویہ نے اپنی زندگی میں یزید کے لئے لوگوں سے بیعت لی تھی اور رسمی طور پر اس کو اپنا ولی عہد بنایا تھا۔ لیکن جو اہل معرفت تھے جیسے امام حسینؑ - عبداللہ بن عمر- عبداللہ بن زبیر- عبدالرحمن بن ابوبکر انہوں نے یزید کی جانشینی اور خلافت کی مخالفت کی تھی۔ معاویہ نے بستر موت پر پڑے ہوئے اپنے بیٹے یزید سے کہا میں نے تمہارے لئے سب سے بیعت لے لی ہے اور تمام کو تیرا تابع بنادیا ہے لیکن تین شخصوں سے مجھے ڈر ہے کہ وہ تیری مخالفت کریں گے۔

1- حسینؑ بن علی علیہ السلام
2- عبداللہ بن عمر
3- عبداللہ بن زبیر

اور میری وصیت ان تینوں کے بارے میں یہ ہے کہ اگرچہ عبداللہ بن عمر تمہارے ساتھ ہے لیکن اس کو اپنی نگرانی میں رکھنا اس کا خیال کرنا اور عبداللہ بن زبیر یہ جہاں کہیں ملے اس کو قتل کر دینا اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے کردینا اگر اس کو موقع مل گیا تو وہ شیر کی طرح تجھ کو پھاڑ کھائے گا اور اگر موقع نہ ملے تو پھر یہ لومڑی کی چال کتے کے ساتھ چلتا ہے لیکن امام حسین علیہ السلام کا مقام جو رسول خدا کے ساتھ ہے اس کو تم جانتے ہو وہ

پیغمبر ﷺ کا خون اور گوشت ہے میں جانتا ہوں کہ عراق کے لوگ اس کی طرف مائل ہوجائیں گے لیکن اس کو تنہا چھوڑ دیں گے اس کے مقام کو تباہ کرکے رکھ دیں گے اگر وہ تمہارے ہاتھ آگیا تو اس کے حق اور مقام کو نگاہ میں رکھنا اور اس سے بیعت کا مطالبہ کرنا چونکہ ایک اعتبار سے اس کے ساتھ ہماری رشتہ داری بھی ہے لیکن اس کے ساتھ لڑائی کرنے سے پرہیز کرنا۔

یزید کا خط حاکم مدینہ کے نام

جب معاویہ اس دنیا سے چلا گیا تو یزید نے باپ کی وصیت کے مطابق مدینے کے حاکم ولید بن عتبہ بن ابوسفیان کو خط لکھا جو کہ اس کا چچا زاد بھائی لگتا تھا۔ خط کا مضمون یہ ہے کہ اے ولید فوراً" حسینؑ بن علیؑ سے میری بیعت لے اور کسی صورت میں بھی اس کو مہلت نہ دے ولید نے رات کے وقت ایک شخص کو بھیج کر امام حسینؑ کو بلوایا۔ جبکہ امام حسینؑ پہلے سے ہی حالات سے آگاہ تھے حضرت نے اپنے ساتھیوں کو بلایا اور ان سے کہا اپنے اسلحہ کو اٹھاؤ اور میرے ساتھ چلو ولید نے مجھے رات کے وقت بلایا ہے اور مجھے اطمینان نہیں ہے کہ وہ کہیں مجھے کسی کام پر مجبور نہ کرے اور میں اسے قبول نہ کروں اور کہیں وہ مجھے تکلیف نہ دے۔
اس بناء پر تم میرے ساتھ رہو اور جب میں اس کے پاس چلا جاؤں۔ تو تم باہر ٹھہرانا اور بصورت خطرہ جب میں آپ کو آواز دوں تو میرے دفاع کے لیے چلے آنا۔

امام حسینؑ کی گفتگو ولید کے ساتھ

امام حسینؑ رات کے وقت ولید کے پاس گئے جبکہ مروان بھی اس کے پاس بیٹھا تھا ولید نے معاویہ کے مرنے کی خبر حضرت امام حسینؑ کو دی تو آنحضرت نے معمول کے مطابق فرمایا۔ **اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ** اس کے بعد ولید نے یزید کا خط پڑھا اور حکم سنایا کہ حسینؑ سے میری بیعت لی جائے۔ امام حسینؑ نے فرمایا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ تم تنہائی میں یزید کی بیعت پر قناعت نہیں کروگے بلکہ تمہاری مراد یہ ہے کہ میں سب لوگوں کے سامنے علانیہ بیعت کروں ولید نے کہا ایسا ہی ہے امام حسینؑ نے فرمایا اس بناء پر اس موضوع کو کل تک رہنے دو اور تو بھی دیکھ لے اور میں بھی اس بارے سوچ لوں۔ ولید نے کہا ٹھیک ہے اب آپ واپس چلے جائیں کل صبح جماعت کے سامنے آپ سے بیعت لی جائے گی جب امام حسینؑ واپس جانے لگے تو اس وقت مروان نے ولید سے کہا کہ اگر اب حسینؑ تم سے جدا ہوگئے تو وہ ہرگز بیعت نہ کریں گے اور پھر وہ تمہارے ہاتھ کبھی بھی نہیں

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

آئیں گے یہاں تک کہ تمہارے درمیاں بہت زیادہ قتل و غارت ہوگی اس کو رو کو یہاں تک کہ وہ بیعت کرے ورنہ اس کی گردن کو بدن سے جدا کر دو تو امام حسینؑ نے مڑکر مروان سے کہا **اَنْتَ یَا بْنَ الزَّرْقَاءِ تَقْتُلُنِی اَمْ هُوَ کَذِبْتَ وَاللّٰهِ وَاَثِمْتَ** اے نیلی چشم والی کے بیٹے تم مجھے قتل کرتے ہو یا وہ خدا کی قسم تم نے جھوٹ بولا ہے اور بے جا باتیں کیں ہیں اس وقت امام حسینؑ حاکم مدینہ کے یہاں سے باہر آئے اور ساتھیوں کے ہمراہ گھر تشریف لائے۔

مروان اور ولید کی گفتگو

جب امام حسینؑ تشریف لے گئے تو مروان نے ولید سے کہا تو نے میری بات نہیں مانی اب خدا کی قسم کبھی بھی حسینؑ تمہارے ہاتھ نہیں آئے گا۔ ولید نے کہا تیرے حال پر وائے ہو اے مروان تم میرے لئے ایسے کام کا انتخاب کرتے ہو کہ جس میں میرے دین کی نابودی ہے خدا کی قسم میں پسند نہیں کرتا ہوں کہ اتنی حکومت و دولت کہ جس میں سورج ابھرتا ہے اور غروب کرتا ہے یہ میری ملکیت میں دی جائے اور اس کے مقابلے میں حسینؑ کو شہید کروں یہ کبھی نہیں کروں گا۔ عجیب بات ہے کہ فقط اس بات پر کہ اس نے کہا کہ میں بیعت نہیں کرونگا۔ اس کو قتل کروں خدا کی قسم مجھے گمان بھی نہیں ہے کہ میں ایسا کروں۔ جس سے خون حسینؑ کے متعلق بازپرس ہوگی اس کا ترازو ہلکا ہوگا اور یقیناً" اس کی بہت بڑی سزا ہے۔ تو مروان نے طنزاً" کہا اگر اس لئے تو نے حسینؑ کو چھوڑا ہے تو بہت اچھا کام کیا ہے۔

ان باتوں سے پتہ چلتا ہے کہ ولید اگرچہ ظالم حکومت کا ایجنٹ تھا لیکن اس میں تھوڑا بہت دین اور دیانت پائی جاتی تھی اور مروان نے صبح امام حسینؑ کے ساتھ ملاقات کی اور کہا اگر آپ میری بات مان لیں تو اس میں آپ کی نجات ہے اور میں پھر بھی آپ سے یہی کہوں گا کہ مؤمنین کے امیر یزید کی بیعت کرلو یہ طریقہ تمہارے لئے دنیا اور آخرت میں بہتر ہے۔ امام حسینؑ نے جواب دیا **وَعَلَى الْاِسْلَامِ السَّلَامُ اِذْقَدْ بُلِيَتِ الْاِسْلَامُ بِرَاعٍ مِثْلِ يَزِيْدَ وَلَقَدْ سَمِعْتُ جَدِّي يَقُوْلُ اَلْخِلَافَةُ مُحَرَّمَةٌ عَلٰى آلِ سُفْيَانَ**
ایسے اسلام پر میرا سلام جب کہ وہ یزید جیسے کے ہاتھ چڑھ جائے اور میں نے اپنے جدامجد سے سنا تھا کہ آپ نے فرمایا خلافتہ آل سفیان پر حرام ہے۔

ما سرذلت فرونا ریم درپیش کسی
سرفرازان و سرفراز نیز ها خواهیم کرد

ہم کسی کے سامنے ذلت سے سر نہیں جھکائیں گے سرفراز ہیں اپنے سرنیزوں پر بلند کرادیں گے

دستهائی که پی بیعت زما خواهد یزید
مابدست خود از پیکر جد...

وہ ہاتھ جو یزید بیعت کے لئے ہم سے طلب کررہا ہے ہم اپنے ان ہاتھوں کو اپنے جسم سے ...
(لیکن یزید کی بیعت نہ کریں گے)

ناز بالش درخورشان سرشو ریده نیست
بالش ازخاکستر مطبخ سر...

جس سر میں عشق خدا کی شورش ہو وہ تکیے کے لئے موزوں نہیں ہوتا ہم مطبخ کی خاک ... گے۔

امام حسینؑ کی مدینے سے مکہ ہجرت

امام حسینؑ کی ملاقات ولید کے ساتھ 60 ہجری 27 رجب ہفتہ کی رات ہوئی امام حسینؑ اس ... گھر میں رہے۔ ولید نے ہفتہ کے دن ایک جماعت کو امام حسینؑ کے پاس بھیجا تاکہ حضرت ا... کے سامنے یزید کی بیعت کریں امام حسینؑ نے اس جماعت سے جواباً" کہا کہ جن کو ولید نے ... کل صبح تک مہلت دیں تاکہ آج کی رات ہم اور آپ اس بارے میں کچھ سوچ سکیں تو و... دی اور امام حسینؑ اسی رات 28 رجب 60 ہجری کو اپنی اولاد اپنے بھائی بھتیجے اور اکثر خاندان ... محمد حنیفہ کے علاوہ سب رات کے وقت مدینہ سے مکہ کی طرف چلے گئے اور حضرت اپنے سا... شعبان جمعہ کی رات کو مکہ پہنچے۔

کوفہ والوں کے خطوط

معاویہ کے مرنے کی اور امام حسینؑ کی بیعت یزید نہ کرنے کی اور حضرت کے مکے میں آنے کی ... والوں کو پہنچ چکی تھیں۔ اور ایک دن کوفہ کے لوگ سلیمان بن صرد خزاعی کے گھر میں اک... رائے کے بعد ایک خط اس مجلس میں لکھا گیا کہ جس میں امام حسینؑ کو کوفہ آنے کی دعوت ... والے افراد جیسے سلیمان بن صرد مسیب بن نجبہ رفاعة بن شداد حبیب بن مظاہر اور دوسر... کچھ قاصد اس خط کو جلدی کے ساتھ مکہ میں امام حسینؑ کے پاس لے کر پہنچے اور دس ماہ ر... امام حسینؑ کے حوالے کیا کوفہ کے لوگوں نے اور بھی خطوط بھیجے تقریباً" سب کو ملا کر ایک ... ہیں ان خطوط میں سے ایک کا مضمون اس طرح لکھا ہوا تھا **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ**

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

اور کہا اے فرزند رسول تجھے خدا کی قسم آپ یہاں سے چلیں جائیں چونکہ جو امانت میرے ہاتھ میں ہے آپ کو نہیں دونگا اور آپ کے ساتھ جنگ بھی نہیں کرنا چاہتا ہوں تو عبیداللہ نزدیک آیا اپنا تعارف کرایا کہ میں ابن زیاد ہوں اور کہا دروازہ کھول دو کہ رات کافی ہوچکی ہے اور ایک مرد نے عبیداللہ کی یہ بات سنی تو وہ لوگوں سے کہنے لگا کہ متفرق ہوجاؤ یہ شخص امام حسینؑ نہیں ہے۔ اس طرح سے انہوں نے قصر کے دروازہ کو کھولا تو ابن زیاد محل میں داخل ہوا اور دروازے کو بند کردیا اور لوگ متفرق ہوگئے۔ اس رات کی صبح عبیداللہ نے اجتماعی خطبہ پڑھا اور لوگوں کو حکومت یزید سے بہت ڈرایا اور کہا کہ جو بھی ہماری مخالفت کرے گا ان کا خون اور مال ہمارے لئے مباح ہے میں محلے اور قبیلے کے بزرگوں کو خبردار کرتا ہوں کہ تم میں سے جو بھی یزید کے دشمنوں کو جانتا ہو اور ہمیں ان کے بارے میں نہ بتائے تو اس کو اس کے گھر کے دروازے پر پھانسی دی جائے گی اور ماہوار جو تنخواہ لیتا ہے وہ بھی بند کردی جائیگی۔

جب حضرت مسلم کو پتہ چلا کہ ابن زیاد کوفہ آگیا ہے۔ اور اس نے اپنے خطاب میں لوگوں کو دھمکی دی ہے اور حضرت کو یہ بھی پتہ چلا کہ شیعوں کے سرکردہ افراد بہت زیادہ سخت خطرے میں ہیں تو آپ حضرت مختار کے گھر سے ھانی بن عروہ کے گھر تشریف لے گئے۔ اور لوگ خفیہ طور پر ہانی کے گھر میں آتے جاتے تھے ابن زیاد نے اپنے غلاموں سے ایک کو بلایا جس کا نام معقل تھا اور تین ہزار درہم اس کو دیئے اور اس سے کہا کہ مسلم بن عقیل کو تلاش کرو جب وہ مل جائیں تو اس کے مددگاروں میں شامل ہوجاؤ اور جب تمہیں یہ مقام حاصل ہوجائے تو اسکے دوستوں کے نزدیک ہوجاؤ اور یہ رقم ان کو دیدو اور کہو کہ یہ رقم دشمنوں کے ساتھ جنگ کے لئے کام آئے گی اور ان کو رقم دینے کی وجہ سے وہ مطمئن ہوجائیں گے۔ اس کے بعد صبح اور شام مسلم کے پاس جاؤ اور یہ دیکھو کہ وہ کہاں ہیں اور کیا کرتے ہیں یہ ساری باتیں ہمیں بتاؤ معقل نے یہی کام انجام دیا اور حضرت مسلم کے ساتھی معقل کو اپنا آدمی سمجھتے تھے یہاں تک کہ یہ معقل حضرت کے پاس سب سے پہلے آتا تھا اور سب سے آخر میں جاتا تھا اور ساری باتیں ابن زیادہ کو پہنچاتا رہا۔

کوفہ والوں کی بے وفائی اور حضرت مسلم کی تنہائی

اس کے بعد ابن زیاد نے حکم دیا کہ ھانی بن عروہ کو میرے پاس لاؤ اور جب وہ گئے تو ان کو سخت سزا دی جس کی وجہ سے لوگ آہستہ آہستہ حضرت مسلم کو چھوڑ کر متفرق ہوگئے نوبت یہاں تک پہنچی کہ جس وقت حضرت مسلم نماز جماعت پڑھانے کے لئے مسجد میں آئے۔ جس نماز میں دس ہزار آدمی شرکت کرتے تھے اس میں تیس آدمیوں نے نماز مغرب میں شرکت کی جس وقت حضرت مسلم مسجد سے باہر نکلے تو کوئی بھی حضرت کے ساتھ

نہیں تھا یہاں تک کہ ایک آدمی بھی نہیں تھا۔ حضرت تنہا کوفے کی گلیوں، کوچوں میں چل رہے تھے حضرت مظلوم پریشان افراد کی طرح کبھی دائیں طرف کبھی بائیں طرف چلتے تھے یہاں تک کہ ایک گلی میں داخل ہوگئے اور نہیں معلوم کہ مسلم کہاں جائے اسی طرح چلتے تھے یہاں تک کہ ایک عورت کو دیکھا کہ وہ اپنے گھر کے دروازے پر کھڑی ہے اور وہ اپنے بیٹے کے انتظار میں تھی اس عورت کا نام طوعہ تھا حضرت مسلم نے اس سے فرمایا اے کنیز خدا تھوڑا سا پانی لے آؤ وہ عورت گھر چلی گئی اور ایک برتن میں پانی لے آئی اور حضرت کو دیا حضرت نے پانی پیا اس کے بعد وہیں پر بیٹھ گئے جب کہ طوعہ آپ کو نہیں جانتی تھی اور جب برتن اندر رکھ کر دو بارہ دروازے پر آئی تو کیا دیکھا کہ جناب مسلم دیوار کی ٹیک لگائے ابھی دروازے پر بیٹھے ہیں تو طوعہ نے کہا اے خدا کے بندے یہاں پر ٹھہرنا آپ کے لئے مناسب نہیں ہے اپنے گھر چلے جاؤ تو مسلم نے کہا میں مسافر ہوں اور مجھے یہاں پر کوئی پناہ دینے والا بھی نہیں ہے کہ رات اس کے پاس گزاروں۔

غریب کوفہ باچشم پراختر
بدان زن گفت ای فرخندہ مادر

کوفہ کے مسافر نے چمکتی ہوئی آنکھوں کے ساتھ اس عورت سے کہا کہ اے خوش بخت مادر

مرا سوزعطش بربودہ ازتاب
رسان برکام خشکم قطرہ آب

مجھے پیاس نے بے چین کردیا ہے میرے سوکھے ہوئے گلے میں اک قطرہ آب ڈال دے

حضرت مسلم طوعہ کے گھر میں اور شہادت

طوعہ ایک سن رسیدہ عورت تھی اور اھل بیت نبوت کو دوست رکھتی تھی لیکن حضرت مسلم کو نہیں پہچانتی تھی حضرت مسلم نے اس وقت فرمایا اے کنیز خدا اس شہر میں کوئی گھر نہیں ہے جہاں میں رات گزاروں کیا ممکن ہے کہ آج کی رات مجھے اپنا مہمان بنا دے ہوسکتا ہے کہ آئندہ کبھی تجھے اس کی جزا میں جناب زھراء سے جنت دلوادوں

طوعہ نے کہا تو کون ہے حضرت نے فرمایا میں مسلم بن عقیل ہوں کوفہ کے لوگ میرے پاس اکٹھے ہونے کے بعد مجھ سے جدا ہوگئے اور مجھ کو جھٹلا دیا اور مجھ کو تنہا چھوڑ گئے طوعہ کہنے لگی سچ بتایئے آپ مسلم ہیں حضرت مسلم نے فرمایا ہاں طوعہ نے کہا پھر تو آپ گھر تشریف لے آیئے حضرت مسلم گھر میں داخل ہوئے طوعہ نے حضرت کی خدمت کی اور کھانا پیش کیا لیکن حضرت نے کھانا تناول نہ فرمایا یہاں تک کہ طوعہ کا بیٹا گھر میں آیا جس کا نام بلال

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

تھا اس نے جناب مسلم کے بارے میں پوچھا لیکن طوعہ نہیں چاہتی تھی کہ اپنے بیٹے کو اس واقعہ سے آگاہ کرے لیکن بیٹے نے اصرار کیا کہ یہ بتاؤ کہ گھر میں کون ہے تو طوعہ نے اس کو قسم کھلائی کہ کسی کو بتائے گا نہیں اس نے قسم کھا کر کہا کہ میں کسی کو نہیں بتاؤں گا طوعہ نے کہا حضرت مسلم ہمارے مہمان ہیں تو یہ سن کر بلال خاموش ہوگیا اس رات صبح تک گھر میں رہا صبح عبدالرحمن بن محمد بن اشعث کے پاس گیا اور سارا واقعہ بتادیا عبدالرحمن اپنے باپ محمد بن اشعث کہ جو ابن زیاد کے ساتھیوں میں سے تھا اس نے عبیداللہ کو بتا دیا کہ مسلم طوعہ کے گھر میں ہے جب ابن زیاد کو واقعہ کا پتہ چلا تو محمد بن اشعث سے کہا کہ ابھی جاکر مسلم کو گرفتار کرکے میرے پاس لے آؤ وہ اٹھا اور عبیداللہ بن عباس سلمی کے ہمراہ ستر یا تین سو جنگجو کو لے کر طوعہ کے گھر کی طرف چل پڑا۔ جبکہ حضرت مسلم اس رات تھوڑی دیر سوئے اور پھر اٹھ کر حضرت عبادت میں مشغول ہوگئے طوعہ صبح کی اذان کے وقت حضرت مسلم کے لئے پانی لے گئی تاکہ وضو کریں لیکن دیکھا کہ حضرت جاگ رہے ہیں تو عرض کیا اے میرے مولا آج کی رات آپ سوئے نہیں حضرت مسلم نے فرمایا تھوڑی دیر میں سویا تھا اور عالم خواب میں، میں نے اپنے چچا امیرالمومنین علیؑ کو دیکھا کہ مجھ سے فرماتے تھے۔ **اَلْوَحَا اَلْوَحَا اَلْعَجَلَ اَلْعَجَلَ** جلدی جلدی میرے پاس آؤ میں گمان کرتا ہوں کہ یہ میری عمر کے آخری ایام ہیں حضرت نے وضو کیا اور نماز پڑھی نماز کے بعد تعقیب اور دعا میں مشغول ہوگئے اتنے میں دشمنوں کے لشکر کی آواز سنی حضرت نے اپنی دعا کو جلدی سے مکمل کیا اور تلوار کو اٹھا کر جنگ کے لئے آمادہ ہوئے اور اپنے آپ سے خطاب کرکے فرمایا نکلو اس موت کے لئے کہ جو ہر حالت میں آئے گی طوعہ نے کہا اے میرے مولا آپ موت کے لیے آمادہ ہوگئے۔ حضرت مسلم نے فرمایا ہاں اس کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے تم نے اپنا وظیفہ انجام دیا اور بہت زیادہ احسان کیا اور رسول خدا کی شفاعت تمہیں نصیب ہوگی اس وقت تین سو سپاہی ابن زیادہ کے لشکر کے حضرت کو گرفتار کرنے کے لئے طوعہ کے گھر میں داخل ہوئے اور حضرت اس خوف سے کہ کہیں طوعہ کے گھر کو آگ لگا نہ دیں اپنی تلوار کے ساتھ ان پر حملہ کیا نوبت یہاں تک پہنچی کہ ان کو گھر سے باہر نکال دیا۔ گھر کے باہر سخت لڑائی ہوئی اور کچھ سپاہی چھت پر چڑھ گئے اور حضرت پر پتھر پھینکنے لگے اور کچھ آگ حضرت کے اوپر پھینکتے تھے حضرت مسلم بھی اپنی تلوار کے ساتھ ان پر حملہ کرتے تھے اور ان کو بھیڑ، بکری کی طرح بھگا دیتے تھے ایک روایت میں ہے کہ حضرت مسلم نے گھر کے دروازے کو اٹھا کر سپر بنالیا تھا اور اس قدر جنگ کی کہ ایک سو اسی دشمن کے سوار کو ہلاک کیا۔ محمد بن اشعث نے ابن زیاد کو پیغام بھیجا کہ میری مدد کے لئے اور لشکر بھیج دیں ابن زیاد نے اس کے جواب میں کہا تمہاری ماں تمہارے غم میں بیٹھے کیا ایک آدمی نے اتنے آدمیوں قتل کردیا ہے۔ اگر تم کو اس سے زیادہ طاقتور آدمی کے مقابلے میں بھیجوں تو پھر تم کیا کرو گے ان کی مراد حضرت امام حسینؑ تھے ابن اشعث نے جواب دیا تو یہ سمجھتا ہے کہ شاید ہمیں کوفہ کے کسی سبزی فروش کے مقابلہ میں بھیجا ہے یا حیرہ

کے کسی کسان کے مقابلہ میں بھیجا ہے کیا تم نہیں جانتے ہو کہ تم نے مجھے ایک بہادر شیر ایک قوی مرد اور پیغمبر کی تلوار کی طرف بھیجا ہے ابن زیاد نے پانچ سو سوار کو پھر بھیجا اور کہا وائے ہو تمہارے اوپر اس کو امان دو ورنہ تم سب کو یہ ہلاک کرے گا اور دھوکے سے اس کو گھرفتار کرو محمد بن اشعث نے مسلم سے خطاب کیا اور بلند آواز سے کہا ہم نے تم کو امان دی ہے بلاوجہ اپنے آپ کو ہلاک نہ کرو لیکن حضرت مسلم اس کے امن سے مطمئن نہیں تھے حضرت رجز پڑھتے ہوئے دشمن پر حملہ کرتے تھے جس سے کافی لوگ ہلاک ہوگئے۔ دوبارہ محمد بن اشعث نے کہا ہم جھوٹ نہیں بول رہے اور تم کو دھوکہ نہیں دے رہے تو امن میں ہے ابن زیاد تمہارے چچا زاد بھائی ہیں وہ آپ کو قتل کرنا نہیں چاہتے حضرت کا بدن پتھروں اور تیروں کی وجہ سے زخمی ہوچکا تھا حضرت کے بدن سے زیادہ خون بہہ چکا تھا تھوڑی دیر آرام کے لئے حضرت جنگ کو جاری نہ رکھ سکے اور دیوار کا سہارا لے کر کھڑے ہوگئے تاکہ دوبارہ جنگ کے لئے آمادہ ہوں پھر محمد بن اشعث نے کہا تو امان میں ہے فرمایا کیا میں امان میں ہوں سب نے کہا ہاں کہ تو امان میں ہے اس وقت وہ ایک خچر لے آئے اور حضرت کو اس پہ سوار کیا گیا لیکن اسی وقت انہوں نے اپنے وعدے کو توڑ دیا اور سب حضرت کے پاس جمع ہوگئے اور تلوار کو ان کے ہاتھ سے چھین لیا اور حضرت مسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور فرمایا **هٰذَا اَوَّلُ الْغَدْرِ** یہ تمہارا پہلا مکرو جھوٹ ہے کہ تم نے امان کو توڑا۔

حضرت مسلم کی گفتگو ابن زیاد کے ساتھ

حضرت مسلم کو اسیر کرکے ابن زیاد کے پاس لے گئے جب حضرت مسلم ابن زیاد کے پاس آئے تو سلام نہ کیا تو زیاد کے دربان نے کہا کہ امیر کو سلام کرو حضرت مسلم نے جوابا" کہا خاموش ہوجاؤ وائے ہو تجھ پر یہ میرا امیر اور حاکم نہیں ہے تو ابن زیاد نے کہا کوئی حرج نہیں ہے سلام کرو یا نہ کرو تم کو قتل کیا جائے گا حضرت مسلم نے فرمایا اگر تم نے مجھے قتل کیا تو یہ کوئی نئی بات نہیں ہے پہلے بھی تجھ سے بدتر مجھ سے بہتر کو شہید کرچکا ہے ابن زیاد نے کہا اے مخالف سرکش تم نے اپنے پیشوا پر خروج کیا ہے مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ پارہ کیا ہے مسلم نے کہا اے ابن زیاد مسلمانوں کے اتحاد کو معاویہ اور اس کے بیٹے یزید نے پارہ پارہ کیا ہے فتنہ اور فساد کو تو نے اور تیرے باپ نے جو کہ نبی علاج کا غلام تھا اس نے برپا کیا ہے مجھے امید ہے کہ خدا مجھ کو سب سے بدترین مخلوق کے ہاتھ سے شہادت کا مقام عطا فرمائے گا۔ ابن زیاد نے کہا تمہیں جس چیز کی آرزو تھی خدا نے تمہیں اس آرزو تک نہیں پہنچایا اور جو اس کے اھل تھے خدا نے ان کو اس کو حوالے کیا مسلم نے کہا اے مرجانہ کے بیٹے کون اس کا اہل ہے کس میں اس کی صلاحیت ہے ان زیادہ نے کہا یزید بن معاویہ تو حضرت مسلم نے فرمایا خدا کی

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

حمد ہے کہ ہم خدا کی رضا پر راضی ہیں خدا تمہارے اور ہمارے درمیان حکم! کرے گا ابن زیاد نے غصے کی وجہ سے مسلم علیؑ و حسنؑ اور حسینؑ کو ناسزا باتیں کہیں حضرت مسلم نے فرمایا **اَنْتَ وَ اَبُوْکَ اَحَقُّ بِالشَّتِیْمَۃِ فَاقْضِ مَا اَنْتَ قَاضٍ یَا عَدُوَّ اللّٰہِ** تو اور تیرا باپ شتم اور گالی کے سزاوار ہیں جو کچھ تم کرنا چاہتے ہو کرو اے خدا کے دشمن پھر ابن زیاد نے بکر بن حمران کو حکم دیا کہ حضرت کو محل کے اوپر لے جاکر قتل کرو بکر بن حمران حضرت مسلم کو محل کے اوپر لے گیا حضرت مسلم تسبیح اور خدا کے ذکر میں مشغول تھے اور پیغمبر پر درود بھیجتے تھے اور کہتے تھے کہ خدایا تو خود ہی ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ فرما بکر بن حمران کو حضرت مسلم سے ایک سخت ضربت لگی تھی جس کی وجہ سے اس کے دل میں حضرت مسلم کا کینہ تھا حضرت کو قصر کے اوپر لے گیا اور قصر کے اوپر سے زمین کی طرف جھکایا اور حضرت کی گردن کو جدا کردیا اور سر مبارک کو زمین پر پھینک دیا اس کے بعد حضرت کے بدن کو زمین پر پھینکا اس کیفیت کے ساتھ حضرت کو شہید کردیا گیا۔

حضرت مسلم کی وصیتیں

ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت مسلم سخت مجروح اور کمزور تھے اور حضرت کو امیر کرکے حاکم کے قصر میں لے گئے۔ حضرت کو سخت پیاس لگی تھی اور دروازے کے قریب ایک جماعت ابن زیاد سے اجازت لینے کے انتظار میں کھڑی تھی کہ عمرو بن حریث بھی ان میں تھا اور پانی کا ایک کوزہ اس کے پاس تھا حضرت مسلم نے فرمایا تھوڑا سا پانی مجھے پلا دو اس وقت آپ محل کی دیوار کا تکیہ کرکے بیٹھ گئے عمرو بن حریث نے اپنے غلام کو بھیجا وہ پانی کا ایک برتن لے آیا اور اس نے حضرت مسلم کو پانی دیا حضرت مسلم نے پانی کا برتن ہاتھ میں لیا حضرت نے پانی پینے کے لئے جام منہ کے قریب کیا تو زخمی رخسار کہ جس سے ابھی خون بہہ رہا تھا اس کے خون سے جام پر ہوگیا۔

تو حضرت نے وہ پانی پھینک دیا اسی طرح تین مرتبہ کیا جب تیسری مرتبہ آپ پانی پینا چاہتے تھے تو حضرت کے اوپر کے دانت اس برتن میں کٹ کر گر گئے تو آپ نے اس وقت فرمایا **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ لَوْ کَانَ لِیْ مِنَ الرِّزْقِ الْمَقْسُوْمِ شَرِبْتُہٗ** تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں اگر یہ پانی میری قسمت میں ہوتا تو اس کو ضرور پیتا (میری قسمت میں یہی کچھ لکھا ہے کہ میں پیاسا رہوں) اسی وقت ابن زیاد کا آدمی آگیا اور حکم دیا کہ حضرت کو قصر کے اندر لے جائے حضرت مسلم قصر میں داخل ہوئے تو ابن زیاد نے اپنی گستاخانہ گفتگو کے بعد کہا تھا" تمہیں مارا جائے گا حضرت مسلم نے فرمایا اب جب کہ میں قتل ہوجاؤں گا تو اب مجھ کو اجازت دیں کہ کسی سے اپنی وصیت بیان کروں ابن زیاد نے اجازت دی حضرت مسلم نے عمر سعد کی طرف دیکھا حضرت نے اس سے فرمایا اے ابن

سعد میرے اور تمہارے درمیان رشتہ داری ہے میں آپ کو ایک وصیت کرنا چاہتا ہوں تو تم اس کو انجام دینا لیکن میری وصیت خفیہ طور پر ہوگی عمر سعد نے حضرت مسلم کی وصیت سننے سے انکار کردیا ابن زیاد نے اس سے کہا اپنے چچا زاد بھائی کی وصیت کو قبول کرلو تو پھر عمر سعد اٹھا اور مسلم کے ساتھ محل کے کونے میں گیا جہاں ابن زیاد دونوں کو دیکھ رہا تھا حضرت مسلم نے عمر سعد سے فرمایا۔

-1 میں نے اس شہر میں نو سو درہم قرض لئے ہیں میری زرہ اور تلوار کو بیچ کر میرا قرض ادا کردینا۔

-2 دوسری وصیت یہ ہے کہ جب میں شہید ہوجاؤں تو میرا بدن ابن زیاد سے لے کر مجھے دفن کرنا

-3 کسی کو امام حسینؑ کے پاس بھیجیں تاکہ ان کو اس سفر سے روکیں اور ان سے کہیں کہ حالات بدل گئے ہیں آپ کوفہ تشریف نہ لائیں چونکہ میں نے خط لکھا تھا کہ لوگ آپ کے ساتھ ہیں اب میں گمان کرتا ہوں کہ حضرت امام حسینؑ راستے میں ہوں گے اور کوفہ کی طرف آرہے ہونگے عمر سعد نے ابن زیاد کے پاس آکر حضرت مسلم کی وصیتوں کو ذکر کیا تو ابن زیاد نے اس سے کہا امین شخص خیانت نہیں کرتا اگر تو امین شخص ہوتا تو مسلم نے خفیہ طور پر جو وصیت کی ہے اس کو آشکار نہ کرتا۔

لیکن قرض کا ادا کرنا وہ تمہاری مرضی ہے اور دفن کرنا وہ بھی ہماری طرف سے منع نہیں ہے۔ حسینؑ کے بارے میں یہ ہے کہ اگر وہ ہمارے کام میں مداخلت نہیں کریں گے تو ہم بھی اس کو نہیں چھیڑیں گے ابن زیاد پھر حضرت مسلم کی طرف متوجہ ہوا اور گستاخی میں حد سے تجاوز کر گیا یہاں تک کہ اس نے کہا تم کو ان امور سے کیا کام مگر کیا تم مدینہ میں شراب نہیں پیتے تھے۔

مسلم نے فرمایا خدا کی قسم تم جھوٹ بولتے ہو میری نسبت تم شراب کے سزاوار ہو شراب خوری کا سزاوار وہ ہے کہ (کتے کی طرح) جو اپنی زبان مسلمانوں کے خون سے تر کرے اور خدا نے جن کے قتل کرنے کو حرام قرار دیا ان کو قتل کرے ابن زیاد میں اب مزید سننے کی گنجائش نہ تھی چونکہ کافی شرمندہ ہوچکا تھا اور اپنے جلاد کو حکم دیا کہ قصر کے اوپر جاکر حضرت کی گردن کو تن سے جدا کردے۔

عجب غمی است به عالم شهادت مسلم
مباد حالت کس همچو حالت مسلم

دنیا میں جناب مسلم کی شہادت کا ایک عجیب غم ہے مسلم کی سی حالت دنیا میں کسی کی نہ ہو۔

زقصه اش شنوی یک سخن اگر به جهان
شوی زغصه هلاک ازهلاکت مسلم

تو دنیا میں اس کے واقعے میں سے ایک شعر سن لے تو مسلم کی موت کے غم میں اپنی زندگی سے ہاتھ دھو لے۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

خدا به داد دل لی غریب بیکس رس
که کس نه کرد درآن شهر نصرت مسلم

پروردگار اس بے کس کی فریاد کو پہنچ کہ اس کی اس شہر میں کسی نے بھی مدد نہیں کی

زاهلبیت لو سی هزار تن یک تن
نماند و شد متفرق جماعت مسلم

اس کے تیس ہزار مددگار اکٹھے نہ رہے اور مسلم کی جماعت متفرق ہوگئی

هزار لعنت حق برزیاد و ابن زیاد
که لب گشود بنا حق به لعنت مسلم

خدا کی زیاد اور ابن زیاد پر ہزار بار لعنت ہو جس نے ناحق مسلم پر لعنت کی

چه گویم آه که کردش ببام قصر شهید
طپان به خاک تن چاک و رایت مسلم

ہائے افسوس کیوں اس کو محل کی چھت پر سے گرا کر شہید کیا گیا مسلم کا جھنڈا اور پاک جسم خاک پر تڑپ رہا تھا۔

چه گویم آه که برگرد کوچه و بازار
رسن بپا و نمودند اهانت مسلم

کیا کہوں افسوس کہ کوچہ و بازار میں مسلم کو پیروں میں رسی باندھ کر گھسیٹا اور اس کی توہین کی۔

چه گویم آه نبودش حنوط و غسل وکفن
نکرد ناله کسی درمصیبت مسلم

کیا بیان کروں افسوس کہ مسلم کی لاش کو نہ غسل دیا گیا اور نہ کفن دیا گیا نہ حنوط کیا اور نہ کسی نے مسلم کی مصیبت پر آہ و زاری کی۔

چه گویم آه دوطفلش پس ازشهادت او
شدندکشته به تیغ ازعداوت مسلم

کیا بیان کروں افسوس کہ مسلم کے دو بیٹے ان کی شہادت کے بعد تلوار سے قتل کیے گئے۔

دمی مهلت دهیدم برشما من تازه مهمانم
اگر مهمان نباشم آخر لے مردم مسلمانم

لمحہ بھر کے لیے مجھے مہلت دو میں تمہارا نیا نیا مہمان ہوں اور اگر مہمان نہ سمجھو تو مسلمان تو ہوں۔

نثار مهمان سازند مردم سیم وزراما

من از دست شما نابخردان چون شمع سوزانم

لوگ مہمان پر سے سونا چاندی قربان کردیتے ہیں مگر میں اے بے عقلو تمہارے ہاتھوں شمع کی طرح جل رہا ہوں۔

گروهی برسرم آتش بریزند از درو ازبام
گروه دیگر ازعدوان نمایند سنگبارانم

ایک گروہ نے میرے سر پر مکانوں کی چھت پر سے آگ پھینکی ہے دوسرے گروہ نے دشمنی کی وجہ سے مجھ پر پتھر برسائے ہیں۔

به من رحمی نمائید ودهیدم جرعه آبی
که رفته از کفم صبر وقرار ازبس که عطشانم

مجھ پر رحم کرو اور مجھے ایک گھونٹ پانی دو پیاس کی وجہ سے میرا صبر وسکون ختم ہوگیا ہے۔

امید زندگی هر گز ندارم لحظه دیگر
ولے بهر حسینم دردم مردن پریشانم

مجھے ایک لمحے کے لیے بھی زندگی کی امید نہیں ہے لیکن مرتے وقت میں حسینؑ کے لیے پریشان ہوں۔

عبداللہ بن مسلم کی شہادت

حضرت مسلم کا ایک فرزند تھا جس کا نام عبداللہ تھا عاشور کے دن اپنے ماموں امام حسینؑ کے مددگاروں میں تھا طرماح کی شہادت کے بعد حضرت امام حسینؑ کی خدمت میں آیا اور میدان میں جانے کی اجازت مانگی۔ امام نے فرمایا بیٹا حضرت مسلم کا شہید ہونا تمہارے لیے اور پورے خاندان کے لیے کافی ہے عبداللہ نے عرض کیا چچا جان میں کس طرح اور کس منہ سے اپنے جد رسول خدا سے قیامت کے دن ملاقات کرونگا اگر میں تمہاری مدد نہ کروں اے میرے آقا ہرگز ایسا نہیں ہوگا بلکہ آپ کے راستے میں جنگ کرونگا یہاں تک کہ خدا سے ملاقات کروں تو امام حسینؑ نے اجازت دی اور وہ میدان میں چلا گیا اور اپنے بازو کو نمایاں کیا اور اس طرح سے رجز پڑھا۔ میں بنی ہاشم سے ہوں فرزند رسول خدا کی حمایت کرونگا جو کہ علیؑ کی نسل سے شیر مرد ہے تم کو تلوار کے ساتھ شکست دونگا خدا کے دربار میں قیامت کے دن رستگاری کی امید رکھتا ہوں۔ اس کے بعد فوج پر حملہ کیا اور بہت سے ملاعین کو فی النار کیا آخر میں ایک تیر اس معصوم کے گلے میں لگا جس سے زمین پر گر گیا اور اس کے آخری کلمات یہ تھے کہ بابا جان مسلم میری کمر ٹوٹ گئی تو امام حسینؑ یہ آواز سن کر عبداللہ کے زخمی بدن پر

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

تشریف لائے اور فرمایا **اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ** خدایا خاندان عقیل کے قاتل کو قتل فرما ایک دوسری روایت میں ہے کہ عبداللہ ابن مسلم حضرت علی اکبرؑ کے بعد شہید ہوئے اور بنی ہاشم کا یہ دوسرا آدمی تھا جو میدان میں گیا اور اس طرح سے رجز پڑھا۔ **اَلْيَوْمَ اَلْقٰى مُسْلِماً" وَهُوَ اَبِى - وَعُصْبَةً بَادُوْا عَلٰى دِيْنِ النَّبِىِّ** آج اپنے باپ مسلم اور ان نوجوانوں کے ساتھ ملاقات کرونگا کہ جنھوں نے دین اسلام کی خاطر اپنا سرکٹوایا اور تین مرتبہ فوج پر حملہ کیا اور ان میں سے ایک جماعت کو مارڈالا اس وقت یزید بن اقاد نے ایک تیر عبداللہ کو مارا اور عبداللہ نے اپنے ہاتھ کو تیر کے آگے سپر بنایا لیکن تیر نے ہاتھ میں سوراخ کردیا اور پیشانی تک پہنچا کہ ہاتھ پیشانی کے ساتھ پیوست ہوگیا اور آپ تیر کو اپنی پیشانی سے نہ نکال سکے اور عرض کیا خدایا ہمارے دشمنوں کو ہلاک فرما جس طرح انھوں نے ہمیں مارا ہے اور اسی وقت ایک ظالم آگے بڑھا جس نے اپنے نیزے کو آپ کے دل پر مارا اور آپ کو شہید کردیا اس کے بعد یزید بن اقاد عبداللہ کے لاشے کے سرھانے آیا اس نے تیر کو اس معصوم کے پیشانی سے نکالا اور تیر کا پھل پیشانی کے اندر پڑا رہا۔

ھانی بن عروہ کی شہادت

ھانی بن عروہ کوفے کے بزرگوں شیعوں میں سے تھے اور مذحج قبیلے سے تعلق رکھتے تھے روایت میں ہے کہ اس نے پیغمبرﷺ کے زمانے کو بھی درک کیا تھا اور حضرت کے اصحاب میں سے شمار ہوتے تھے شہادت کے وقت ان کی عمر 89 سال تھی ھانی کوفہ میں ایک عظیم شخصیت شمار ہوتے تھے۔ مروج الذہب میں مسعودی کے نقل کے مطابق ھانی کی اجتماعی نفوذ اس قدر تھی کہ چار ہزار زرہ پوش سوار اس کے ساتھ سوار ہوتے تھے اور آٹھ ہزار پیادہ اس کے فرمان کے تابع تھے ھانی نے جہاں تک ہوسکا حضرت مسلم کی حمایت کی اور حضرت کے میزبان رہے اور آپ لوگوں کو ابن زیادہ کے خلاف بھڑکاتے تھے جب حضرت ھانی کو گرفتار کیا گیا تو حضرت مسلم کی شہادت کے بعد ابن زیاد نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ جس کا نام رشید تھا کہ وہ حضرت ہانی کی گردن کو بازار کوفہ میں بدن سے جدا کردے۔ ایک اور نقل کے مطابق اس سن رسیدہ بزرگ کو کہ جس کی عمر 89 سال تھی اس کو میدان کناسہ میں اس کو شہید کیا گیا اور اس کو پھانسی دی گئی۔ سید بن طاؤس نقل کرتے ہیں کہ ابن زیاد کے حکم سے آپ کو گھر سے باہر نکالا گیا آپ بار بار کہتے تھے اے قبیلہ مذحج کہاں ہو اے قبیلہ مذحج میری فریاد کو پہنچو۔ ابن زیاد کے جلاد نے ھانی سے کہا کہ گردن آگے بڑھاؤ تاکہ تلوار مارنے میں آسانی ہو ھانی نے فرمایا خدا کی قسم ایسا سخی نہیں ہوں کہ میں اپنے قتل میں تمہارا ساتھ دوں آخر ابن زیاد کے ایک ترکی غلام کہ جس کا نام رشید تھا اس نے جناب ہانی کی گردن پر تلوار ماری لیکن تلوار سے گردن جدا نہ ہوئی اور ھانی نے کہا **اِلَى اللّٰهِ الْمَعَادُ**

اَللّٰهُمَّ اِلٰى رَحْمَتِكَ وَرِضْوَانِكَ برگشت خدا کی طرف ہے خدایا میں تمہاری رحمت اور رضا کی طرف آرہا ہوں اس کے بعد اس غلام نے حضرت ھانی کی گردن پر دوسری ضرب لگائی اور ہانی اسی وقت شہید ہوگئے ابن زیاد نے حضرت مسلم اور حضرت ہانی کے سرمبارک کو یزید کے پاس بھیجا اور ایک خط بھی لکھا کہ جس میں اس نے سارا واقعہ بیان کیا یزید نے ابن زیاد کے خط کا شکریہ ادا کیا اور تاکید کے ساتھ حکم دیا کہ حضرت امام حسینؑ اور اس کے انصار کے مقابلہ کے لئے آمادہ ہوجاؤ یہ بھی منقول ہے کہ یزید نے حکم دیا کہ ان دونوں بزرگواروں کے سرمبارک کو دمشق کے دروازے کے اوپر آویزاں کیا جائے۔ عبداللہ بن زبیرا سدی نے حضرت مسلم اور ھانی کی مصیبت پر یہ مرثیہ پڑھا۔

فَاِنْ كُنْتَ لَا تَدْرِيْنَ مَاالْمَوْتُ فَانْظُرِىْ
اِلٰى هَانِىٍ فِى السُّوقِ وَابْنِ عَقِيْلٍ

اِلٰى بَطَلٍ قَدْهَشَّمَ السَّيْفُ وَجْهَهُ
وَآخَرُ يَهْوِىْ مِنْ طِمَارِ قَتِيْلٍ

اَصَابَهُمَا اَمْرُ الْاَمِيْرِفَاَصْبَحَا
اَحَادِيْثَ مَنْ يَسْرِىْ بِكُلِّ سَبِيْلٍ

تَرَىٰ جَسَداً" قَدْ غَيَّرَالْمَوْتُ لَوْنَهُ
وَنَضْحَ دَمٍ قَدْسَالَ كُلَّ مَسِيْلٍ

اگر تمہیں معلوم نہیں کہ موت کیا ہے تو ہانی اور مسلم کے بدن کو بازار میں دیکھو۔ ایک پہلوان وہ ہے کہ جس کو تلوار لگی اور دوسرا وہ ہے کہ جس کو شہید کرکے جس کے بدن کو بلندی سے زمین پر پھینکا گیا امیر کے حکم سے ان دونوں کو گرفتار کیا گیا۔

اور یہ حالات کی وجہ سے مجبور ہوگئے اور ان شہداء کے واقعہ کو مجالس میں ذکر کیا جائے کہ ان کے بدن کو سر کے بغیر دیکھو گے کہ موت نے جس کا رنگ تبدیل کردیا ہے اور ان کے خون کو دیکھو گے کہ جو ہر طرح سے بہایا گیا ہے

گر تو بخواھی کہ مرگ بینی باچشم
مسلم وھانی نگر برسر بازار

اگر تو چاہتا ہے کہ موت کو اپنی آنکھوں سے دیکھے - تو مسلم اور ہانی کو بازار میں دیکھ

پیل تنی کز زتیغ چھرہ مجروح
کشتہ دیگر زبام گشتہ نگونسار

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

ایک قوی ہیکل شخص نے تلوار سے اس کا چہرہ زخمی کرکے اسے قتل کردیا اور مسلم کو محل سے نیچے پھینک دیا

دست زنازادہ ای بہ خونشان آغشت
شد سخن روز ایں جنایت و کشتار

زنا زادے کے ہاتھ ان کے خون سے رنگین ہوئے اور اس کشت و خون اور جرم کی بات مشہور ہوگئی۔

پیکری ازمرگ رنگ گشتہ دگر گون
جسمی خونش روان بہ دامن کھسار

وہ جسم موت کی وجہ سے جس کا رنگ خراب ہوگیا وہ جسم جس کا خون پہاڑ کے دامن پر بہا

ذلیل اور اوباش قسم کے لوگوں نے حضرت مسلم اور ہانی کے بدن کو ایک رسی کے ساتھ باندھا اور بازار میں کھینچتے تھے جب مذحج کے قبیلے کو پتہ چلا تو وہ اپنے گھوڑوں پر سوار ہوکر ان ذلیل لوگوں کے پاس آئے اور ان کے ساتھ جنگ کی یہاں تک کہ ان دونوں بزرگواروں کے جنازے ان سے چھین لیے اور ان کو دھویا اور دفن کردیا عرب شاعر حضرت مسلم کے مرثیہ میں کہتا ہے۔

رَمَوکَ مِنَ القَصرِ اِذاوَثقُوکَ
فَهَل سَلِمَت فِیکَ مِن جَارِحَةٍ

تَجُرّبَاسوَاقِهِم فِی الجِبَالِ
اَلَستَ اَمِیرَهُم البَارِحَةِ

اَتَقضِی وَلَم تَبکِکَ البَاکِیَاتِ
اَمَالَکَ فِی المِصرِ مِن نَائِحَةٍ

لَئِن تَقضِ نَحبًا فَکَم فِی زَرُودٍ
عَلَیکَ العَشِیّةُ مِن صَائِحَةٍ

تجھ کو اس حالت میں قصر سے زمین پر پھینک دیا جب کہ تجھے باندھا گیا تھا کیا تمہارے اعضاء میں سے کوئی عضو سالم رہا ہوگا تمہارے جنازے کو رسی میں باندھ کر بازاروں میں کھینچا گیا کیا تو اس سے پہلے ان کا امیر نہیں تھا؟ تو اس دنیا سے چلا گیا اور رونے والے تجھ پر نہیں روئے کیا کوفہ کے شہر میں کوئی نہیں تھا کہ جو تجھ پر گریہ اور ندبہ کرے آپ جلدی ہمارے درمیان سے چلے گئے اور جب زرود کی سرزمین پر آپ کی شہادت کی خبر پہنچی تو وہاں پر آپ کے عزیزوں اور دوستوں کے گریہ کی آواز آپ کی جدائی میں بلند ہوئی روایت میں آیا ہے کہ

وَامَرَ اِبنُ زِیَادٍ بِسَحبِ مُسلِمٍ وَهَانِی بِالحِبَالِ مِن اَرجُلِهِما فِی الاَسوَاقِ وَصَلبِهِمَا

بِالکُنَاسَةِ مَنکُوسَینِ وَاَنفَذَالرَّاسَینِ اِلیٰ یَزِیدَ فَنَصَبَهُمَا فِی دَرْبٍ مِن دِمِشقٍ ابن زیاد نے حکم دیا کہ حضرت مسلم اور ھانی کے پاؤں کو رسی کے ساتھ باندھ دیں اور بازار میں کھینچا جائے اس کے بعد حضرت کے بدن کو بغیر سر کے کوفہ کے مقام کناسہ میں الٹا کرکے لٹکایا گیا اور ان دونوں بزرگواروں کے سروں کو یزید کے پاس بھیجا گیا اور یزید نے ان سروں کو دمشق کے بازار میں لٹکایا۔

طفلان حضرت مسلم کی شہادت

حضرت مسلم کے دو فرزند بھی ساتھ تھے ایک کا نام ابراہیم اور دوسرے کا نام محمد تھا ان دونوں کی عمر دس سال سے کم تھی محمد ابراہیم سے بڑا تھا ان دونوں کی شہادت کے بارے بہت سے اقوال ہیں ان میں سے ایک قول یہ ہے کہ ابراہیم اور محمد اپنے پدر بزرگوار کے ہمراہ کوفہ میں تھے اور خفیہ طور پر باپ کے ساتھ رہتے تھے حضرت مسلم نے جب خطرہ محسوس کیا تو شریح قاضی کو بلوایا اور محمد اور ابراہیم کو اس کے سپرد کیا اور سفارش کی کہ ان سے محبت کرنا شریح نے ان دونوں کو اپنے گھر میں رکھا یہاں تک کہ حضرت مسلم شہید ہوگئے جناب مسلم کی شہادت کے بعد ابن زیاد نے حکم دیا کہ ایک منادی کوفہ میں یہ اعلان کرے جس کو بھی حضرت مسلم کے یتیم بچوں کا علم ہو اور پھر مجھے نہ بتائے تو اس کا خون بہانا جائز ہے۔ جس وقت شریح نے یہ اعلان سنا تو ان دونوں یتیموں کے پاس آیا اور رویا اور ان سے بہت زیادہ محبت کی ان معصوم بچوں نے پوچھا اے شریح یہ بتاؤ کیوں روتے ہو شریح نے کہا تمہارا باپ شہید ہوگیا ہے جب ان دونوں بچوں نے یہ بات سنی تو بہت زیادہ روئے فریاد اور واویلا بلند کرنے لگے اور کہتے تھے **وا ابتاہ واغربتاہ** شریح ان کو تسلی دیتا تھا اور خاموش کراتا تھا اس کے بعد ابن زیاد کے اعلان کے متعلق ان کو آگاہ کیا تو وہ معصوم بچے ڈر گئے اور خاموش ہوگئے شریح نے ان سے کہا تم میری انکھوں کا نور اور میرے دل کا میوہ ہو میں کسی کو بھی موقع نہیں دونگا کہ ابن ززیاد وغیرہ کی طرف سے تمہارے اوپر کوئی ہاتھ اٹھائے میں یہ سوچتا ہوں کہ میں تم کو ایک امین شخص کے حوالے کروں تاکہ جو تمہیں مدینے کی طرف روانہ کرے پھر شریح نے اپنے بیٹے کو بلایا جس کا نام اسد تھا اور اس سے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ ایک قافلہ مدینے کی طرف جانے والا ہے ان دونوں بچوں کو اس قافلے تک پہنچا دو اور کسی امین شخص کے سپرد کر دینا جو انہیں مدینہ پہنچائے شریح نے ان دونوں بچوں کا بوسہ لیا اور ہر ایک بچے کو پچاس پچاس دینار دیئے اور انہیں خدا حافظ کہا جب رات کا ایک حصہ گزر چکا تو شریح کے بیٹے نے ان دونوں بچوں کو کندھے پر اٹھا کر شہر کوفہ کے باہر لے آیا اور کوفہ سے چند کیلومیٹر دور آئے تو پتہ چلا کہ قافلہ روانہ ہوچکا ہے۔ اسد نے ان سے کہا کہ قافلہ روانہ ہوچکا ہے وہ دیکھو دور سے کچھ سیاہی نظر آتی ہے تم جلدی جلدی جاکر ان سے جاملو اس کے

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

بعد ان کو خدا حافظ کہا اور واپس چلا آیا اور وہ دونوں بچے رات کی تاریکی میں جلدی جلدی چلتے تھے یہاں تک کہ وہ تھک گئے اور صبح ہوگئی اس وقت کوفہ کے ایک شخص نے ان کو دیکھ لیا اور ان کو پکڑ کر ابن زیاد کے پاس لے آیا ابن زیاد نے قید خانے کے دربان کو بلایا اور اس کے حوالے کیا دربان خاندان نبوت سے محبت کرنے والا تھا اس کا نام مشکور تھا جب اسے علم ہوا کہ ان کا تعلق آل محمد سے ہے تو وہ ان سے محبت کرنے لگا اور ان کا خیال رکھنے لگا یہاں تک کہ کچھ غذا اور کھانا پانی تیار کیا اور رات کے وقت ان کو آزاد کردیا اور ایک انگوٹھی بھی ان کو دی اور کہا اس راستے پر چلے جاؤں جب قادسیہ پہنچوں تو وہاں میرا بھائی ہے آپ ان سے اپنا تعارف کروانا اور یہ انگوٹھی اسے دیکھانا وہ یہ انگوٹھی دیکھنے کے بعد مطمئن ہوجائے گا اور وہ تمہیں مدینے کاراستہ بتائے گا اور مدینے پہنچانے میں مددگار ثابت ہوگا ابراہیم اور محمد رات کے وقت قیدخانے سے باہر نکلے اور قادسیہ کی طرف چل پڑے لیکن راستے سے ناوقف تھے اور رات بھی تاریک تھی صبح تک چلتے رہے لیکن صبح انہوں نے اپنے آپ کو کوفہ میں پایا اور وہ ڈرگئے اور کھجوروں کے ایک جھنڈ میں درخت کے اوپر چڑھ کر چھپ گئے اس دوران ایک حبشی کنیز وہاں پانی لینے کی غرض سے آئی کہ اچانک دو بچوں کا عکس پانی میں دیکھا جب اس کنیز نے اوپر دیکھا تو اس نے دو بچوں کو درخت پر پایا وہ پیارے اور حسین بچے تھے اس نے ان سے پیار کا اظہار کیا یہاں تک کہ وہ دونوں بچے درخت سے نیچے اتر آئے وہ کنیز ان بچوں کو اپنے گھر لے گئی اور بچوں کے ملنے کی خبر اپنی مالکہ کو دی کہ جو حارث کی بیوی تھی جب اس عورت نے ان بچوں کو دیکھا تو اپنی گود میں لیا ان سے پیار کیا اور کہنے لگی بتاؤ میرے عزیزو تم دونوں کون ہو انہوں نے کہا ہم حضرت محمد کی عترت سے ہیں اور ہم حضرت مسلم کے فرزند ہیں جب اس عورت نے ان کے بارے میں یہ جانا کہ یہ نبی کی عترت سے ہیں اور مسلم کے فرزند ہیں تو پہلے سے زیادہ ان کا احترام کرنے لگی کھانا اور پانی ان کے لیے پیش کیا اور اپنی کنیز سے بہت زیادہ خوش ہوکر اسے اپنی آغوش میں لے لیا اور اس سے کہا کہ میرے شوہر کو ان بچوں کے بارے میں کچھ نہ بتانا چونکہ وہ جانتی تھی کہ اس کا شوہر ایک فاسق اور درندہ ہے۔ ادھر ابن زیاد کو جب پتہ چلا کہ مشکور دربان نے حضرت مسلم کے بچوں کو آزاد کر دیا ہے تو اس نے حکم دیا کہ مشکور کو پانچ سو تازیانے مارے جائیں تو جب سپاہی اسے گرفتار کرنے کے لئے گئے تو وہ اس وقت خدا کی مناجات میں مشغول تھا سپاہی اسے پکڑ کرلے گئے اور اسے تازیانے مارنے لگے کہ اسی دوران وہ شہید ہوگیا ابراہم اور محمد نے کھانا کھایا پانی پیا اور سونے کے لیے بستر میں چلے گئے اور سوگئے جب آدھی رات ہوئی تو حارث بن عروہ گھر آیا جو کہ مکان کا مالک تھا لیکن بہت زیادہ غصے میں تھا اس کی بیوی نے غصے کی وجہ پوچھی تو کہا میں امیر ابن زیاد کی قصر کے قریب تھا کہ میں نے ایک منادی کو ندا دیتے ہوئے سنا کہ مشکور نے بچوں کو آزاد کردیا ہے جو بھی ان کو تلاش کرکے میرے پاس لائے گا۔تو میں اسے ایک ایسا انعام دونگا جو ہمیشہ کے لیے اس کی ضروریات کو پورا کر دے گا میں اس وقت سے لے کر اب تک گھوڑے پر سوار تھا

اور میں نے ہر جگہ پر بچوں کو تلاش کیا تمام سڑکوں کے چکر لگائے اتنے زیادہ چکر لگائے کہ میرے گھوڑے کا شکم پارہ ہوگیا۔ اور میں گھوڑے سے زمین پر گرگیا اور وہاں سے پیدل چل کر بڑی مشکل سے گھر پہنچا ہوں اور میں سخت پیاس کی وجہ سے ہلاک ہونے والا تھا اس کی بیوی نے کہا وائے ہو تجھ پر اے مرد خدا سے ڈرو اور اس دن سے ڈرو کہ جس دن محمدؐ تمہارا دشمن ہوگا ان بچوں پر ظلم کرنے کے لیے اپنے آپ کو تکلیف میں نہ ڈالو حارث نے کہا اے عورت خاموش ہوجاؤ اگر کہیں سے وہ مجھے مل جائیں تو امیر مجھے بہت زیادہ مال سونا چاندی دے گا اٹھو میرے لیے کھانا اور پانی لے آؤ عورت اٹھی کھانا اور پانی لے آئی حارث نے کھانا کھایا اور بستر پر جاکر سوگیا۔ ابراہیم اور محمد ایک علیحدہ کمرہ میں سوئے ہوئے تھے کہ اچانک محمد جو بڑا بھائی تھا بیدار ہوا اور اپنے بھائی ابراہیم سے کہنے لگا کہ میں نے خواب دیکھا ہے وہ بیان کروں ابراہیم نے کہا بیان کرو تو محمد کہنے لگا مجھے گمان ہے کہ ہم جلدی شہید ہوجائیں گے میں نے خواب میں اپنے جدامجد پیغمبر خداؐ اپنے نانا علی مرتضیٰؑ کو اپنی نانی فاطمہ الزہراؑ کو اپنے ماموں حسنؑ و حسینؑ کو ایک جگہ بہشت میں دیکھا ہے اور ہمارے والد بزرگوار بھی وہاں پر موجود ہیں اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں دیکھا تو رو دیے اور اس وقت ہمارے باپ مسلم کو دیکھ کر فرمایا اے مسلم کس طرح تم نے یتیم بچوں کو دشمنوں میں چھوڑا؟ تو ابا جان نے عرض کی یا رسول اللہ یہ دونوں کل میرے پاس آجائیں گے ابراہیم نے کہا میں نے بھی یہی خواب دیکھا ہے دونوں معصوموں نے اپنے بازو ایک دوسرے کی گردن میں ڈال دیئے اور ایک دوسرے کی خوشبو سونگھنے لگے اور جب ان دونوں کی گفتگو کو حارث نے سنا تو اسی وقت اٹھا اور چراغ اپنے ہاتھ میں لیا اور کمروں میں تلاش کرنے لگا یہاں تک کہ محمد اور ابراہیم کے قریب پہنچا اور دیکھا کہ دونوں ایک دوسرے کے گلے میں ہاتھ ڈالے ہوئے ہیں اس نے کہا کہ تم کون ہو اور یہاں کیا کر رہے ہو انہوں نے کہا **نَحْنُ اَضْیَافُکَ وَمِنْ عِتْرَۃِ نَبِیِّکَ وَابْنَیْ مُسْلِمِ بْنِ عَقِیلٍ** ہم تمہارے مہمان اور پیغمبر کی عترت سے ہیں ہم مسلم کے فرزند ہیں حارث نے کہا میں نے اپنے آپ کو اور اپنے گھوڑے کو تمہاری تلاش میں ہلاک کردیا ہے اور تم میرے گھر میں ہو اس وقت ان کو مارا اور دونوں کے کندھوں کو ایک دوسرے کے ساتھ باندھ دیا اور ان کو کمرے کے ایک گوشہ میں رکھ دیا اس کے بعد حارث کی بیوی آئی اور شوہر کے ہاتھ پاؤں چومتی تھی اور اس سے کہتی تھی کہ ان بچوں کو تکلیف نہ دو اور کہا اے میرے شوہر یہ دونوں یتیم بچے چھوٹے ہیں اور تمہارے پیغمبرؐ کے رشتہ دار ہیں ہمارے مہان ہیں ان سے ہاتھ اٹھالو۔

لیکن اس بے رحم ظالم نے اپنی بیوی کی منت کی کوئی پرواہ نہ کی وہ دونوں بچے اسی حالت میں صبح تک کمرے میں پڑے رہے حارث نے صبح کو اپنی تلوار اٹھائی اور اپنے غلام کو ساتھ لے کر ان دونوں بچوں کو فرات کے کنارے لے جانے لگا کہ حارث کی بیوی روتی ہوئی اس کے پیچھے دوڑی جب وہ قریب پہنچ جاتی تو یہ ظالم اسے تلوار کے ذریعے واپس کردیتا اور فرات پر پہنچ کر حارث نے اپنی تلوار غلام کو دی اور کہا کہ ان دونوں بچوں کی گردن کو جدا

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

کردو غلام نے اس کی بات نہ مانی تو حارث نے اسے اپنے ہاتھ سے شہید کو ڈالا پھر حارث نے تلوار اپنے بیٹے کو دی اور کہا کہ ان کی گردن کاٹ دو بیٹے نے کہا معاذ اللہ میں یہ کام انجام نہیں دوں گا ان دو بچوں نے کیا گناہ کیا ہے ان کو زندہ ابن زیاد کے پاس لے جاؤ حارث نے کہا ان کو قتل کئے بغیر کوئی صورت نہیں ہے مجھے اطمینان نہیں ہے ہو سکتا ہے کہ شیعوں کو پتہ چل جائے اور وہ انہیں میرے ہاتھ سے چھین لیں اس وقت وہ جنایت کار بے رحم انسان اٹھا اور اپنی تلوار کو نیام سے نکالا اور اپنے بیٹے کو مار ڈالا اس کے بعد حارث ان بچوں کی طرف متوجہ ہوا یتیم بچے روتے تھے اور کانپتے تھے انہوں نے کہا کہ آپ ہمیں تھوڑی سی مہلت دیں کہ ہم دو رکعت نماز پڑھ لیں اور ایک روایت کے مطابق یہ بھی ہے کہ ان کو مہلت نہیں دی گئی جب اس نے چاہا کہ بڑے بھائی محمد کو شہید کرے تو ابراہیم نے اپنے آپ کو تلوار کے آگے ڈال دیا لیکن اس نے اسے ہٹا کر محمد کی گردن کو بدن سے جدا کردیا اور اس کے بدن کو فرات کے پانی میں پھینک دیا تو چھوٹا بھائی اٹھا اور اپنے بھائی کے سرمبارک کو بوسہ دینے لگا حارث اس کی طرف متوجہ ہوا اور شہزادے کو بالوں سے پکڑا اور تلوار کے ذریعے اس کے سر کو بھی بدن سے جدا کر دیا اور اس کے بدن کو بھی فرات میں پھینک دیا اور ان سروں کو ایک بڑے تھیلے میں ڈال کر جلدی سے ابن زیاد کے پاس چلا گیا اور سروں کو اس کے سامنے رکھا تو ابن زیاد نے کہا یہ کس کے سر ہیں حارث نے کہا یہ تمہارے دشمنوں کے سر ہیں کہ میں نے انہیں پایا اور ان کو قتل کرکے ان کے سروں کو تمہارے پاس لے آیا ہوں تاکہ آپ اپنے وعدہ کے مطابق مجھے انعام دیں ابن زیاد نے کہا کونسے میرے دشمن حارث نے کہا یہ مسلم کے بیٹے ہیں ابن زیاد نے حکم دیا کہ سروں کو دھویا جائے اور ان کو صاف کیا جائے اور پھر میرے سامنے پیش کیے جائیں تھوڑی دیر بعد ایک طبق میں سروں کو دھو کر اس کے سامنے پیش کیا گیا تو سروں کو دیکھنے کے بعد ابن زیاد حارث کی طرف متوجہ ہوا اور کہا وائے ہو تجھ پر کیا تم خدا سے نہیں ڈرے کہ دو بے گناہ بچوں کو مار ڈالا اس وقت ابن زیاد نے ایک خادم کو کہا کہ جس کا نام مقاتل تھا اور جو اھل بیت کے محبوں میں سے تھا حکم دیا کہ اس ملعون نے میری اجازت کے بغیر ان دونوں بچوں کو قتل کیا ہے اس کو وہیں پر لے جاکر کہ جہاں اس نے ان بچوں کو قتل کیا ہے اسی طریقے سے اس کو بھی قتل کردو مقاتل اس حکم سے بہت زیادہ خوش ہوا پہلے حارث کے بازوں کو اچھی طرح سے باندھا اور اس کو ننگے پاؤں ننگے سر کوفہ کی گلیوں میں پھرایا اور حضرت مسلم کے بچوں کے سرمبارک بھی اس کے ساتھ تھے اور گلی کوچوں میں صدا بلند کرتا تھا۔

اَیُّهَا النَّاسَ هٰذَا قَاتِلَ الصَّبِیَّیْنِ اے لوگو یہ شخص حضرت مسلم کے فرزندوں کا قاتل ہے یہ سن کر لوگ گریہ کرتے تھے اور حارث پر لعنت بھیجتے تھے وہاں پر کافی لوگ جمع ہوگئے اور مقاتل کے ساتھ فرات کے کنارے گئے۔

جب وہاں پر پہنچے تو اس کے غلام اور بیٹے کی نعش کو دیکھا تو اس کے ظلم و سنگدلی پر بہت تعجب کیا۔

حارث نے مقاتل سے کہا کہ تمہیں ہزار دینار دونگا مجھے آزاد کر دو مقاتل نے کہا خدا کی قسم اگر تمام دنیا کا مال تمہارے پاس ہو اور وہ مجھے دیدو تب بھی تجھے آزاد نہیں کرونگا اور میں تو تجھے قتل کرکے بہشت کا خواہاں ہوں اس وقت حارث کے ہاتھ پاؤں کو کاٹا اور ان کو پانی میں پھینک دیا اس کے بعد اس کی آنکھوں کو نکالا کان اور پیٹ کو چیرا پھر اس کے بعد لوگوں نے اس کی ناپاک لاش کو آگ لگا دی۔

ظالما ما به سرسفره احسان توایم
بی پناهیم دراین بادیه مهمان تو ایم

اے ظالم ہم تیرے احسان کے دسترخوان پر بیٹھے ہیں اس جنگل میں بے پناہ ہیں اور تیرے مہمان ہیں

بند بردار زما بنده فرمان توایم
تانه گوئی به جهان مایه نقصان تو ایم

ہمیں کھول دے ہم تیرے فرمان بردار ہیں تاکہ تو یہ نہ کہے کہ ہم تیرے لئے دنیا میں نقصان کا باعث بنے ہیں۔

گیسوی ما بتراش و بنما حلقه بگوش
ببر آنگه سر بازار و تو مارا بفروش

ہمارے بال کاٹ دے اور ہمیں حلقہ بگوش بنالے پھر ہمیں بازار لے جا اور فروخت کردے

گراز این گونه روش نیست تورا خاطر شاد
خود ببر زنده تو مارا ببرابن زیاد

اگر اس طرح بھی تیرا دل خوش نہ ہو تو تو ہمیں ابن زیاد کے پاس پہنچادے

شاید آنجا کسی افتد به خیال میعاد
بخرد ما دو یتیم و بنماید آزاد

شاید وہاں کسی کو یوم حساب کا خیال آجائے وہ ہم دو یتیموں کو خرید کر آزاد کردے

تامگر باردگر چهره خواهر بینیم
بوطن باز رسیم و رخ ما دربینیم

تاکہ ہم بہن کا چہرہ دوبارہ دیکھیں اپنے وطن لوٹیں اور ماں کی صورت دیکھیں

آه وصد آه که حارث پس از آن گفت و شنید
از ره کین زکمر خنجر بیداد کشید

افسوس کہ حارث نے اس گفتگو کے بعد خنجر بیداد نکالا

هر دو رابست بهم پهلوی هم خوابا نید

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

لب خشکیده سر هر دو بیکبار برید

دونوں کو باہم باندھ دیا اور پیاس میں ہی دونوں کے سرتن سے جدا کردیئے

سر شان برد وتن هر دو به دریا افکند

جودی غمزده ازاین الم از پاافکند

دونوں کے سرلے گیا اور جسم دریا میں پھنک دیئے غم زدہ جودی اس صدمے کی وجہ سے گرپڑا

شیخ صدوق کی روایت

صدوق نے کتاب امالی مجلس 19 میں ذکر کیا ہے کہ حارث صبح کے وقت طفلان حضرت مسلم کے سرہانے آیا تو اپنے سیاہ فام غلام جس کا نام فلیح تھا بلایا اور اس سے کہا کہ ان دونوں بچوں کو میرے ساتھ فرات کے کنارے لے چلو تاکہ ان کے سروں کو تن سے جدا کرکے ابن زیاد کے پاس لے جاؤں اور دو ہزار درہم انعام لوں غلام ان دونوں بچوں کو لیکر فرات کی طرف چل پڑا جب وہاں پہنچے تو حارث نے غلام کو حکم دیا کہ ان کے سا قلم کرکے میرے پاس لے آؤ غلام اان کو فرات کے کنارے لے گیا اور تلوار کو آمادہ کیا تاکہ ان کی گردن کو جدا کرے تو ان دو بچوں میں سے ایک نے کہا تمہارا سیاہ رنگ بلال حبشی کے رنگ کے ساتھ کس قدر شباہت رکھتا ہے جو کہ رسول خدا کا مؤذن تھا غلام نے کہا میرے مولا نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں قتل کروں مگر تم کون ہو انہوں نے جواب دیا ہم تمہارے نبی محمد کی اولاد سے ہیں ابن زیاد کے قید خانے سے بھاگ نکلے تھے پھر ایک بوڑھی عورت نے ہمیں اپنے گھر مہمان کے طور پر ٹھہرایا۔

اب تیرا مولا ہمیں قتل کرنا چاہتا ہے سیاہ غلام نے جیسے ہی ان کو پہنچانا اپنے آپ کو ان کے پاؤں پر گرادیا اور پاؤں کے بوسے لیتا تھا اور کہتا تھا میری جان تم پر قربان ہو۔ اے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ کی اولاد خدا کی قسم ایسا کام نہیں کرونگا کہ کل قیامت کے دن پیغمبر میرے دشمن ہو جائیں پھر اپنی تلوار کو ایک طرف پھینک دیا اور پانی میں چھلانگ لگا کر دوسری طرف نکل گیا پیچھے سے حارث نے آواز دی اے غلام کیا تم میری نافرمانی کرتے ہو غلام نے کہا میں اس مقام پر تمہاری اطاعت کرونگا جہاں خدا کی نافرمانی نہ ہوتی ہو لیکن جب تم نے خدا کی نافرمانی کی تو میں تجھ سے دنیا اور آخرت میں بیزار ہوں حارث جب غلام سے مایوس ہوا تو اپنے بیٹے کو بلایا اس کو بھی غلام کی طرح حضرت مسلم کے بیٹوں کو قتل کرنے کا حکم دیا حارث کا بیٹا جب ان دو بچوں کو قتل کرنے کے لیے فرات کے کنارے پہنچا تو حضرت مسلم کے بچوں نے اس سے کہا اے جوان کیا اس جوانی میں جہنم کی آگ سے نہیں ڈرتے ہو اس نے پوچھا تم کون ہو انہوں نے جواب دیا ہم تمہارے نبی محمد کی عترت ہیں جب حارث کے بیٹے نے ان کو

پہچان لیا تو ان کے قدموں پر گرگیا اور پاؤں کا بوسہ لیا اور اس نے بھی غلام کی طرح اپنی تلوار کو ایک طرف پھینک دیا اور خود فرات میں چھلانگ لگا کر عبور کرکے دوسری طرف نکل گیا تو پیچھے سے حارث نے آواز دی بیٹا کیا تم بھی میری نافرمانی کرتے ہو بیٹے نے جواب دیا اگر میں خدا کی اطاعت کروں اور تمہاری نافرمانی کروں تو بہتر ہے اس سے کہ تمہاری اطاعت کروں اور خدا کی نافرمانی کروں حارث نے کہا اچھا میرے علاوہ کوئی اور ان کو قتل نہیں کرے گا۔ پھر اس نے تلوار کو نیام سے نکالا جب حضرت مسلم کے یتیم بچوں کی نظر تلوار پر پڑی تو ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور حارث سے کہا کہ ہمیں بازار لے چلو ہمیں بیچ کر اس کی رقم سے فائدہ اٹھاؤ ایسا کام نہ کرو کہ کل قیامت کے دن محمدؐ تمہارا دشمن ہو حارث نے کہا نہیں میں ضرور تمہیں قتل کرونگا اور تمہارے سروں کو ابن زیاد کے پاس لے جاؤنگا اور دو ہزار درہم انعام لونگا ان بچوں نے کہا اے حارث کیا تم ہماری رسول خدا کے ساتھ رشتہ داری کی وجہ سے ہم سے محبت نہیں کرتے ہو حارث نے کہا رسول خدا کے ساتھ تمہاری کوئی رشتہ داری نہیں ہے ان بچوں نے کہا ہمیں زندہ ابن زیاد کے پاس لے جاؤ تاکہ وہ ہمارے بارے میں جو فیصلہ کرے اس پر عمل کرنا حارث نے کہا کہ میں تمہیں قتل کرکے خدا کے نزدیک مقرب ہوسکتا ہوں بچوں نے کہا کیا ہماری کم عمری پر رحم نہیں آتا ہے حارث نے کہا خدا نے تمہارے بارے میں میرے دل میں کسی قسم کا رحم نہیں رکھا ہے ان بچوں نے کہا اب جب کہ تو ہمیں قتل کرنے کا ارادہ کرچکا ہے تو ہمیں اجازت دے تاکہ چند رکعت نماز پڑھ لیں حارث نے کہا جس طرح نماز پڑھنا چاہتے ہو پڑھ لو اگرچہ یہ تمہارے لیے فائدہ مند نہیں ہے بچوں نے چار رکعت نماز پڑھی اس کے بعد اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف بلند کیا اور فرمانے لگے **يَا حَيُّ يَا حَكِيمُ يَا اَحْكَمَ الْحَاكِمِينَ اُحْكُمْ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ بِالْحَقِّ** اے وہ خدا کہ جو تمام حاکموں سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے تو خود ہی ہمارے اور اس شخص (حارث) کے درمیان فیصلہ فرما حارث بڑے بھائی (محمد) کے پاس گیا اور سر کو بدن سے جدا کردیا اور اس کے سر کو ایک بڑے تھیلے میں ڈال دیا اس کے بعد چھوٹے بھائی (ابراہیم) کے پاس گیا کہ جس نے اپنے آپ کو اپنے بھائی کے خون سے رنگین کیا ہوا تھا اور کہہ رہا تھا کہ میں اپنے جد سے اس حالت میں ملاقات کرونگا کہ بھائی کے خون سے اپنے آپ کو رنگیں کیا ہوا ہے اس کے بعد حارث نے چھوٹے بھائی کے سر کو بدن سے جدا کردیا اور اس کے سرمبارک کو بھی تھیلے میں ڈال لیا اور ان دونوں کے بدنوں کو فرات میں پھینک دیا اور ان کے سروں کو ابن زیاد کے پاس لے آیا ابن زیاد تخت پر بیٹھا ہوا تھا اور ہاتھ میں خیزران کی چھڑی تھی حارث نے ان دو سروں کو ابن زیاد کے سامنے رکھا جب ابن زیاد نے ان دو سروں کو دیکھا تو تین مرتبہ اپنی جگہ سے اٹھا اور تین مرتبہ بیٹھا اور حارث سے کہا وائے ہو تجھ پر ان دو بچوں کا واقعہ کیا ہے بیان کرو حارث نے سارا واقعہ سنا دیا ابن زیاد نے ایک شخص کو حکم دیا کہ جہاں پر اس حارث ملعون نے ان بچوں کو قتل کیا ہے وہاں پر لے جاکر اس کو قتل کردو اور اس کے سر کو میرے پاس لے آؤ

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

اس شخص نے ایسا ہی کیا اور قتل کرکے اس کے سر کو لے آیا اس کے سر کو نیزے پر نصب کیا گیا بچے اس کے سر کو پتھر اور نیزے مارتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ رسول خدا کی ذریت کا قاتل ہے۔

امام حسینؑ کا مکہ سے نکلنا

اس سے پہلے بیان ہوچکا ہے ہم نے کہا تھا کہ امام حسینؑ اور ان کے ساتھی اتوار کی رات 28 رجب 60 ہجری کو مدینہ سے مکہ کی طرف روانہ ہوئے تھے اور 3 شعبان جمعہ کی رات مکہ میں پہنچے تھے۔ حضرت اپنے ساتھیوں کے ساتھ یزید کی ظالم حکومت کے خلاف راہ ہموار کررہے تھے اور دیگر افراد کے ساتھ رابطے قائم کررہے تھے یہاں تک کہ حضرت اور ان کے ساتھی آٹھ ذوالحجہ کو ترویہ کے دن 60 ہجری میں مکہ سے عراق کی طرف روانہ ہوئے اس بناء پر امام حسینؑ اور ان کے ساتھیوں نے 25 روز تک مکہ میں قیام کیا امام حسینؑ نے ذوالحجہ کے ابتدائی دنوں میں خطرے کا احساس کیا چونکہ یہ بھی خطرہ تھا کہ یزید کے خفیہ جلاد حضرت کو حرم میں ہی قتل نہ کردیں اور اس طرح خون حسین چھپ جائے اور قاتل کا پتہ نہ چل سکے یا حضرت کو کہیں گرفتار نہ کرلیں اور حضرت کو شام یزید کے پاس نہ لے جائیں۔ حضرت نے خانہ خدا کا طواف کیا صفا اور مروہ کے درمیان سعی کی اور احرام حج کو احرام عمرہ میں تبدیل کردیا چونکہ حضرت حج کو مکمل نہیں کرسکتے تھے امامؑ نے 8 ذوالحجہ کو اپنے خاندان اولاد اور شیعوں کو کہ جو حضرت کے ساتھ تھے کے ساتھ عراق کی طرف روانہ ہوئے ابھی تک حضرت مسلم کی شہادت کی خبر نہیں پہنچی تھی چونکہ جس دن امام حسین مکہ سے نکلے تھے اس دن ابن ضیاد نے خروج کیا تھا۔ مکہ سے نکلتے وقت امام نے ایک کاغذ طلب کیا اور یہ مختصر سا خط بنی ہاشم کے لیے لکھا۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مِنَ الْحُسَیْنِ بْنِ عَلِیٍّ اِلٰی بَنِیْ ہَاشِمٍ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّہٗ مَنْ لَحِقَ بِیْ مِنْکُمْ اِسْتَشْھَدَ وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنِّیْ لَمْ یَبْلُغِ الْفَتْحَ وَالسَّلَامُ خدا کے نام کے ساتھ یہ ایک خط ہے حسینؑ بن علیؑ کی طرف سے بنی ہاشم کے نام بعد حمد و ثناء کے جو بھی مجھ سے ملے گا شہید ہوگا اور جو بھی پیچھے ہٹے گا شہادت کی کامیابی سے محروم ہوگا۔

امام حسینؑ کا وصیت نامہ

امام حسینؑ نے عراق کی طرف روانہ ہوتے وقت ایک وصیت نامہ لکھا اور اپنے بھائی محمد حنفیہ کو دیا اس وصیت نامہ میں خدا کی یکتائی کا اقرار اور پیغمبر کی نبوت کی سچائی اور معاد کا اقرار کرنے کے بعد یوں فرمایا **اِنِّی لَمْ اَخْرُجْ**

Presented By: https://jafrilibrary.com

اَشِرًا وَّلَا بَطِرًا وَّلَا مُفْسِدًا وَّلَا ظَالِمًا وَاِنَّمَا خَرَجْتُ لِطَلَبِ الْاِصْلَاحِ فِیْ اُمَّۃِ جَدِّیْ وَ شِیْعَتِہٖ اَبِیْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ

میں نے کسی شر۔ سرکشی۔ ظلم اور فساد کے لیے قیام نہیں کیا بلکہ میں نے اپنے جد کی امت اور اپنے بابا علی بن ابی طالب کے شیعوں کی اصلاح کے لیے قیام کیا اور حرکت کی ہے۔ حاشیہ 2 اللھوف ص 66

جو بھی میری دعوت کو قبول کرے گا اس کا سر و کار خدا کے ساتھ ہوگا چونکہ حق خدا کی طرف سے ہے اور جو میری دعوت کو رد کرے گا تو میں صبر کرونگا یہاں تک کہ خدا میرے اور اس گروہ کے درمیان فیصلہ کرے گا خدا بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔ میرے بھائی یہ وصیت ہے میری طرف سے تیری طرف کامیابی خدا کی طرف سے ہے اور میں اس پر توکل کرتا ہوں اور اسی کی طرف بازگشت ہے۔

اس وقت امام نے اس خط کو لپیٹا اور آخر میں اپنی انگوٹھی کے ساتھ مہر لگائی اور اپنے بھائی کو دے دیا۔

امام حسینؑ کا خطبہ مکہ سے نکلتے وقت

امام حسینؑ نے مکہ سے نکلنے سے ایک دن پہلے ایک خطبہ اپنے ساتھیوں کو دیا اور یہ خطبہ خطبۃ الموت کے نام سے معروف و مشہور ہے اس خطبہ کے آخر میں فرمایا **مَنْ کَانَ بَاذِلًا فِیْنَا مُھْجَتَہٗ وَمُوَطِّنًا عَلٰی لِقَاءِ اللّٰہِ نَفْسَہٗ فَلْیَرْحَلْ فَاِنِّیْ رَاحِلٌ مُصْبِحًا اِنْشَاءَ اللّٰہُ** جو بھی چاہتا ہے کہ اپنے دل کے خون کو ہمارے راستے میں نثار کرے اور حرکت کے لیے آمادہ ہے ہمارے ساتھ کوچ کرے کہ میں کل صبح خدا کے ارادے کے ساتھ کوچ کرونگا

اھل کوفہ کی منافقت

امام حسینؑ اپنے اعزاء اور انصار کے ساتھ مکہ سے عراق کی طرف ایک منزل سے دوسری منزل کی طرف حرکت کرتے ہوئے مکہ سے تنعیم صفاح، ذات عرق، خزیمہ، زرود، حاجز، ذوحسم، ثعلبیہ، شقوق، زبالہ، بطن العقبہ، شراف، بیضہ، رحیمہ، قادسیہ، عذیب، قصربنی مقاتل، کربلاء کی بستیاں طے کرتے ہوئے کربلاء پہنچے راستے میں بہت سے حوادث پیش آئے۔

اور حضرت ہر مناسب موقع پر لوگوں کو اپنی مدد کے لیے دعوت دیتے رہے۔

امام نے راستے میں جاتے ہوئے کئی افراد سے ملاقات کی اور راستے میں امام کو اطلاع پہنچی کہ کوفے کے لوگوں

Presented By: https://jafrilibrary.com

کے دل آپ کے ساتھ ہیں لیکن ان کی تلواریں آپ کے خلاف ہیں ابھی کوفہ والوں کا ایمان بلند سطح پر نہیں ہے کہ ان کی بات پر اعتماد کیا جائے اور ان کو مجاہد سمجھا جائے اسی طرح پر صفاح کے مقام پر جو مکہ سے چند فرسخ پر ہے فرزدق سے ملاقات ہوئی کہ جو کوفہ کی طرف سے آرہا تھا امام نے اس سے پوچھا کوفہ کی حالت کیسی ہے۔

اس نے جواب میں کہا **قُلُوبُهُمْ مَعَكَ وَالسُّيُوفُ مَعَ بَنِي اُمَيَّةَ وَالْقَضَاءُ يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ** ان کے دل آپ کے ساتھ ہیں لیکن ان کی تلواریں بنی امیہ کے ساتھ ہیں قضا اور تقدیر خدا کی طرف سے ہے امام نے فرمایا تم نے سچ کہا تمام چیزیں خدا کی طرف سے ہیں ہر روز کوئی نہ کوئی نئی حالت ہوتی ہے اگر قضاء الٰہی سے میری مراد حاصل ہوئی تو خدا کی حمد اور شکر بجالاؤں گا ورنہ جس کی نیت حق ہے اور دل صاحب تقویٰ ہے اس کے لیے کوئی پرواہ نہیں اس کے بعد ذات العرق کے مقام پر امام نے بشر بن غالب سے ملاقات کی اور اس سے پوچھا کہ کیا حالت ہے اس نے بھی یہی کہا **السيوف مع بنى اميه والقلوب معك** تلواریں بنی امیہ کے ساتھ ہیں اور ان کے دل آپ کے ساتھ ہیں اور عذیب الهجانات کے مقام پر جو قادسیہ کے نزدیک ہے امام نے طرماح بن عدی اور اس کے ساتھیوں سے ملاقات کی ان سے پوچھا کہ کیا حالت ہے انہوں نے بھی پہلے والوں کی طرح جواب دیا مگر تھوڑے سے تفاوت کے ساتھ کہ کوفہ کے اشراف اور اعیان ابن زیاد کے ساتھ ملے ہوئے ہیں اور اپنے مال کو اس کے اختیار میں دیا ہوا ہے اور آپ کے خلاف آمادہ ہوئے ہیں لیکن باقی لوگوں کے دل آپ کے ساتھ ہیں لیکن ان کی تلواریں آپ کے خلاف برہنہ ہیں۔

قاصد امام قیس ابن مسہر کی شہادت

جس وقت امام حسینؑ اپنے ساتھیوں کے ساتھ حاجز کے مقام پر پہنچے تو امام نے قیس بن مسہر صیداوی کو اپنا نمائندہ بنا کر کوفے کی طرف بھیجا اور امام نے ایک خط لکھ کر اس کو دیدیا اس خط میں حمد اور ثناء کے بعد اس طرح لکھا کہ مسلم بن عقیل کا خط مجھے ملا اس کے مطابق تم نیک - اچھی رائے - اتحاد اور مدد کے لیے تیار ہو چکے ہو اور میری مدد کے لیے تم آمادہ ہوگئے ہو میں خدا سے چاہتا ہوں کہ ہماری ملاقات تمہارے ساتھ خیروخوبی کے ساتھ انجام پائے اور تم اس راستے میں ثابت قدم رہو میں منگل کے دن ترویہ کے روز 8 ذوالحجہ کو تمہاری طرف روانہ ہوا ہوں اور اپنے سے پہلے اپنی ایک نمائندے قیس کو تمہاری طرف بھیج رہا ہوں تم جلدی سے اپنے کاموں کو منظم کرو خدا نے چاہ تو جلداز جلد تمہارے پاس آجاؤں گا۔ قیس بن مسہر اپنے گھوڑے پر سوار ہوکر جلدی سے چل پڑا اور جب قادسیہ کے مقام پر پہنچا تو وہاں پر حصین بن نمیر اور اس کے ساتھیوں نے اس کو گرفتار کرلیا اور ابن زیاد کے پاس لے گئے۔ قیس نے امام حسین کے خط کو اپنے منہ میں رکھ لیا اور چبا چبا کر کھا

گیا تاکہ کوئی بھی حضرت امام حسین کے خط سے آگاہ نہ ہو ابن زیاد نے اس سے پوچھا کہ تو کون ہے قیس نے کہا کہ میں امیرالمومنین علی کے شیعوں میں سے ہوں ابن زیادہ نے پوچھا کہ تم نے خط کو چبا کر کیوں کھایا قیس نے کہا اس لیے کہ تمہیں پتہ نہ چلے کہ اس میں کیا لکھا ہوا تھا ابن زیاد نے پوچھا کہ خط کس نے اور کس کے نام لکھا تھا قیس نے کہا خط امام حسینؑ کی طرف سے اہل کوفہ کے لوگوں کی طرف تھا کہ جن کے نام کو میں نہیں جانتا ہوں ابن زیاد نے جب قیس کے جوابات سنے تو غضبناک ہوا اور کہا منبر کے اوپر جاؤ جھوٹے اور جھوٹے کے بیٹے حسینؑ بن علیؑ پر لعنت بھیجو قیس منبر پر چلا گیا حمد اور ثناء کے بعد کہا اے لوگوں حسینؑ مخلوق خدا میں سے بہترین مخلوق ہے رسول خدا کی پیاری بیٹی فاطمہ کا فرزند ہے میں اس کی جانب سے تمہاری طرف آیا ہوں میں حاجز کی سرزمین سے جدا ہوا ہوں اس کی دعوت کو قبول کرلو اور اس کے ساتھ مل جاؤ اس کے بعد عبیداللہ اس کے باپ اور بنی امیہ پر لعنت بھیجی اور علیؑ، حسنؑ اور حسینؑ کے لیے استغفار کیا اور اس پر ابن زیاد اس قدر غضبناک ہوا کہ اس نے حکم دیا کہ اے جلاد اس کو دارالامارہ کے اوپر لیجا کر اوپر سے نیچے پھینک دے اور قیس کو اس طریقے سے شہید کیا گیا۔

امام اپنے ساتھیوں کے ہمراہ مقام ذی حسم پر پہنچے تو وہاں پر دنیا کی بے وفائی کے بارے میں ایک خطبہ پڑھا اور آخر میں اپنی نہضت کے فلسفہ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا **اَلَا تَرَوْنَ اِلَى الْحَقِّ لَا يُعْمَلُ بِهِ وَاِلَى الْبَاطِلِ لَا يُتَنَاهٰى عَنْهُ لِيَرْغَبُ الْمُؤمِنُ فِي لِقَاءِ اللّٰهِ مُحِقّاً فَاِنِّي لَا اَرَى الْمَوْتَ اِلَّا سَعَادَةً وَالْحَيَاةَ مَعَ الظَّالِمِيْنَ اِلَّا بَرَماً**

کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ حق پر عمل نہیں ہورہا ہے اور باطل سے نہیں روکا جارہا ہے اس بناء پر مومن کا لقاء خدا کے لیے شہادت طلب کرنا سزاوار اور ضروری ہے میں اس حالت میں موت کو سعادت اور ظالموں کے ساتھ زندگی گزارنے کو ایک رنج تصور کرتا ہوں۔

حضرت علی اکبر کا دلکش کلام

ثعلبیہ کی سرزمین پر ظہر کے وقت امام حسینؑ تھوڑی دیر کے لیے سوئے اس کے بعد بیدار ہوئے اور فرمایا میں نے خواب دیکھا ہے کہ جس میں ایک ھاتف کہتا تھا تم جلدی سے راستہ عبور کرتے ہو لیکن موت جلدی سے تمہیں بہشت کی طرف لے جارہی ہے تو حضرت علی اکبر نے عرض کیا بابا کیا ہم حق پر نہیں ہیں امام حسینؑ نے فرمایا بیٹا کیوں نہیں کہ جس کی طرف تمام بندوں کی بازگشت ہے ہم حق پر ہیں تو علی اکبر نے عرض کیا **اذاً" لَا نُبَالِي بِالْمَوْتِ** اس بناء پر ہمیں موت کی کوئی پرواہ نہیں

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

چوبشنوی سخن اهل دل مگوکه خطااست
سخن شناس نئی جان من خطا اینجا است

جب کسی اھل دل کی بات سنو تو نہ کہو کہ یہ غلط ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ تم خود سخن شناس نہیں ہو جو کہ ذات خود غلطی ہے۔

امام کا لوگوں کو اپنی مدد کے لیے طلب کرنا

امام حسین راستے میں جاتے ہوئے لوگوں کو اور ہر قوم کے سرداروں کو اپنی مدد کے لیے طلب کرتے تھے اس معاملے میں بعض سفید رو ہوئے اور ان کا انجام اچھا ہوا اور بعض روسیاہ اور بدبخت ہوگئے یہاں پر بطور نمونہ تین واقعات کو پیش کرتا ہوں ملاحظہ فرمائیں۔

امام اپنے ساتھیوں کے ہمراہ جب قصربنی مقاتل میں پہنچے تو وہاں پر گھوڑے سے اتر آئے امام نے دیکھا کہ ایک خیمہ بیابان میں نصب کیا گیا ہے اس کے قریب ایک گھوڑا کھڑا ہے اور ایک نیزہ زمین میں نصب کیا گیا ہے امام نے اس خیمے کے مالک کے بارے میں کسی کے ذریعے پوچھا تو انہوں نے کہا یہ خیمہ عبیداللہ بن حر جعفی کا ہے امام نے اس کے خاندان میں سے ایک کو اس کے پاس بھیجا کہ جس کا نام حجاج بن مروق تھا اور اس کو مدد کی دعوت دی حجاج اس کے پاس گیا اور امام حسینؑ کے آنے کا سارا واقعہ بیان کیا اور اس سے کہا اگر تم حرم امام حسینؑ کے لیے ان کے دشمن کے ساتھ جنگ کروگے تو اس کا اجر تم کو خدا سے ملے گا اگر اس راستے میں تم مرگئے تو شہادت کا مقام ملے گا عبیداللہ نے کہا خدا کی قسم میں کوفے سے باہر نہیں آیا مگر دشمنوں کی کثرت کی وجہ سے جو کہ سب کے سب حسینؑ کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے آمادہ ہوئے ہیں اور شیعوں نے ان کو تنہا چھوڑ دیا ہے اور میں نے جان لیا ہے کہ وہ حسینؑ کو شہید کردیں گے اور میں ان کی مدد نہیں کروں گا اور نہ میں ان کو دوست رکھتا ہوں کہ میں ان کو دیکھوں اور نہ وہ مجھے دیکھیں اس کے بعد واپس آکر حجاج نے امام کو سارا واقعہ بیان کیا تو امام حسینؑ اپنے خاص آدمیوں کے ہمراہ عبیداللہ کے پاس تشریف لے گئے اس نے امام کا شایان شان احترام کیا امام حسینؑ کو صدر مجلس میں بٹھایا اور کہا کہ اب تک میں نے کسی کو حسینؑ سے زیادہ حسینؑ نہیں پایا اور کسی کے لیے میرا دل نہیں جلا جیسا حسینؑ کے لیے جلا کہ چند مستورات اور بچوں کے ساتھ لیے چلا ہے اور جب میں نے امام کی داڑھی کو دیکھا تو کوے کے رنگ کی طرح سیاہ پایا میں نے عرض کی داڑھی سیاہ ہے یا خضاب لگایا ہے امام نے فرمایا اے حر کے فرزند میں بوڑھا ہوچکا ہوں میں سمجھ گیا کہ حضرت نے اپنی داڑھی پر خضاب کیا ہے پھر امام نے تھوڑی دیر آرام کیا اور آرام کرنے کے بعد امام نے خدا کی حمد اور ثناء کے بعد فرمایا اے

عبیداللہ بن حر تمہارے وطن کوفہ والوں نے میری طرف ایک خط بھیجا ہے کہ ہم سب نے آپ کی مدد کرنے پر اتفاق کیا ہے اور انہوں نے مجھ سے خواہش کی ہے کہ میں ان کی طرف جاؤں اور میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ تمہاری گردن پر بہت زیادہ گناہ ہیں کیا تم توبہ کرنا چاہتے ہو کہ جس کی وجہ سے تمہارے گناہ محو ہو جائیں عبیداللہ نے کہا کہ وہ توبہ کیا ہے امام نے فرمایا وہ توبہ یہ ہے کہ نواسہ رسول ﷺ کی مدد کرو اور میرے کے دشمنوں کے ساتھ جنگ کرو عبیداللہ نے کہا خدا کی قسم میں جانتا ہوں کہ جو بھی آپ کے ساتھ ہوگا آخرت میں خوش بخت ہوگا لیکن اس قسم کے توفیق کی امید نہیں رکھتا ہوں تاکہ اپنے لیے کوئی کام انجام دوں اور کوفے میں آپ کی مدد کرنے والا کوئی باقی نہیں رہا ہے لیکن میرے پاس یہ ایک گھوڑا ہے کہ خدا کی قسم میں نے اس گھوڑے کے ساتھ جس کا پیچھا کیا میں نے اس کو پکڑا اور جس کسی نے میرا پیچھا کیا مگر وہ مجھ تک نہیں پہنچا یہ گھوڑا آپ کا مال ہے اسے آپ اپنی مدد کے لیے لے لیں اور جب امام حسینؑ اس سے مایوس ہوگئے تو اس سے فرمایا جب تم اپنی جان نثار کرنے کے لیے تیار نہیں ہو تو نہ ہمیں تمہارے گھوڑے کی ضرورت ہے اور نہ ہی تمہاری ضرورت ہے۔

وَمَاكُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّيْنَ عَضُدًا" ہم گمراہ لوگوں کو اپنا بازو قرار نہیں دیتے ہیں میں تجھ کو نصیحت کرتا ہوں اگر تم ہماری آواز سننا نہیں چاہتے ہو اور ہماری جنگ میں شریک نہیں ہونا چاہتے ہو تو تمہیں اختیار ہے لیکن جان لو کہ جو بھی ہماری آواز کو سنے گا اور پھر ہماری مدد کے لیے نہ آئے گا خداوندتعالی اس کو منہ کے بل جہنم میں ڈالے گا عبیداللہ ایسے حساس لمحات میں بھی دنیا سے منہ نہ پھیر سکا اور حسین کے ساتھ نہ ملا لیکن بعد میں پشیمانی کا اظہار کرتا تھا اور حسرت کرتا تھا کہ کیوں امام کی مدد کے لیے نہیں گیا اب موقع ہاتھ سے نکلنے کے بعد پشیمانی کا کیا فائدہ اور بدبختی اس کے لیے باقی رہی۔

خوش بخت سردار زہیر ابن قین

زہیر بن قین نے اپنے رشتہ داروں کے ساتھ ایک قافلہ تشکیل دیا اور کوہ سے مکہ کی طرف حج انجام دینے کے لیے چلا اور راستے میں انہوں نے امام حسینؑ کے روانہ ہونے کا واقعہ سنا اور وہ امام کے شیعوں میں سے تھا لیکن وہ اس کے باوجود آمادہ نہیں تھا کہ دلیرانہ طور پر امام کے ساتھ ملے اور ان کے ساتھ کربلاء چلا جائے۔

اس لیے مکہ سے واپسی پر ان کی کوشش تھی کہ ان کا قافلہ امام حسینؑ کے قافلہ کے ساتھ نہ ملے کیونکہ اگر حسینؑ نے ان کو دیکھ لیا اور مدد کی دعوت دی تو زہیر کے لیے بہت سخت ہوگا کہ وہ مدد سے انکار کرے اور وہ سمجھتا تھا کہ بہتر ہے کہ دور دور سے اس واقعہ کو دیکھے لیکن اتفاق سے زہیر کا قافلہ راستے میں ایک جگہ پر آرام

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

کرنے کے لیے بیٹھ گیا کہ وہاں سے قریب ہی امام حسینؑ کا قافلہ بھی آرام کے لیے ٹھہرا ہوا تھا ایک جماعت نے نقل کیا ہے کہ ہم زہیر بن قین بجلی کے قافلہ میں تھے مکہ سے جو راستہ کوفہ کی طرف جاتا تھا اس راستے میں بنی امیہ کے ڈر سے ہم امام حسینؑ کے قافلہ کے ساتھ مل کر نہیں چلنا چاہتے تھے اور ہم ناپسند کرتے تھے یہ کہ ہمارا اور امام حسینؑ کا قافلہ ایک جگہ پر جمع ہو لیکن مجبوری کی بناء پر جہاں امام حسینؑ کا قافلہ تھا وہاں پر ہم نے بھی قیام کیا ہم بیٹھے ہوئے تھے اور کھانا کھا رہے تھے کہ اچانک امام حسین کی طرف سے ایک شخص ہمارے پاس آیا اور بعدا ز سلام خطاب کیا اور کہا اے زہیر بن قین اباعبداللہ حسین نے مجھے تمہاری طرف بھیجا ہے یہ کہنے کے لیے کہ آپ ان کے پاس آئیں پس جو کوئی بھی ہمارے ساتھ بیٹھا ہوا تھا خاموش اور مبہوت ہو کر بیٹھ گیا اور جو کچھ ہمارے ہاتھ میں تھا رکھ دیا اچانک زہیر کی بیوی دلہم کھڑی ہوگئی اور زہیر سے خطاب کیا کہا سبحان اللہ فرزند رسول تمہاری طرف پیغام بھیجتا ہے اور تم اس کی طرف نہیں جاتے ہو کیا ہوگا کہ اگر آپ ان کے پاس جاکر ان کی بات سن کر واپس آجائیں۔ زہیر اپنی غیرت مند بیوی کی بات سن کر ایک مرتبہ حرکت میں آیا اور کھڑا ہوا اور فوراً امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تھوڑی دیر نہیں گزری تھی کہ وہ واپس لوٹا اور اس کا چہرہ چمک رہا تھا اس نے حکم دیا کہ خیموں کو جمع کرکے تمام اسباب سفر کو امام حسین کے قافلے کے ساتھ ملا دو اور اپنی بیوی سے کہا میں نے تجھ کو طلاق دی تم آزاد ہو تم اپنے رشتہ داروں کے پاس جاسکتی ہو چونکہ میں دوست نہیں رکھتا ہوں کہ تو میری وجہ سے گرفتار بلاء ہو اس کے بعد اپنے ساتھیوں سے کہا جو شخص میرے ساتھ آنا چاہتا ہے (جس کو کربلاء آنے کی خواہش ہے بسم اللہ) وہ آئے ورنہ یہاں میری اور تمہاری آخری ملاقات ہے سن لو میں تمہارے لیے ایک حدیث نقل کرتا ہوں ایک مرتبہ ہم نے ایک دریائی علاقے میں دشمنان خدا کے ساتھ جنگ کی اور ہم کامیاب ہوئے اور کچھ غنائم ہمارے ہاتھ میں آئے اور سلمان فارسی بھی ہمارے ساتھ تھے اس نے ہم سے کہا کیا اس کامیابی پر جو غنائم ہاتھ آئے ہیں اس سے تم خوش ہو تو میں نے کہا ہاں اس وقت سلمان نے فرمایا کہ جس وقت آل محمد کے جوانوں کے آقا حسین علیہ السلام کی زیارت کروگے تو اس وقت ان کے ساتھ مل کر جو جنگ کروگے تو تم کو ان غنائم کے خوشی سے زیادہ خوشی حاصل ہوگی اس کے بعد کہا میں تم سب کو خدا کے سپرد کرتا ہوں اس کے بعد جناب زہیر امام حسین کے ساتھ مل گئے اور آخر وقت تک امام حسینؑ کے ہم رکاب رہے یہاں تک کہ شہادت کا شہد نوش فرمایا زہیر کا ایثار اور وفا اس حد تک پہنچ چکا تھا کہ عاشور کی رات امام حسین سے کہا کہ اگر میں ہزار بار بھی آپ کے راستے میں قتل ہو جاؤں اور زندہ کیا جاؤں تو پھر بھی آپ کو نہیں چھوڑونگا زہیر نے عاشورا کے دن اپنے ہاتھ کو امام حسینؑ کے قدموں پر رکھا اور عرض کی کہ مولا مجھے جنگ کی اجازت دیجئے امام حسینؑ نے اس کو اجازت دی وہ شیر کی طرح میدان میں آیا اور اس طرح رجز پڑھتا تھا۔ **اَنَا زُهَيْرٌ وَاَنَا بْنُ الْقَيْنِ اَذُوْدُكُمْ بِالسَّيْفِ عَنْ حُسَيْنٍ** میں زہیر قین کا بیٹا ہوں تلوار کے ساتھ تم کو امام حسین

کے حریم سے دور کرونگا اس نے ایک سو بیس دشمنوں کو قتل کیا اس کے بعد دشمن کے دو آدمیوں نے ان پر حملہ کیا اور ان کو شہید کردیا امام حسین زہیر کے سرہانے تشریف لائے اور فرمایا اے زہیر خدا تجھ کو اپنے نزدیک مقرب قرار دے اور تمہارے دونوں قاتلوں پر لعنت کرے۔

نو عروس وھب کا واقعہ

تین آدمیوں نے بیابان ثعلبیہ میں خیمہ لگایا ہوا تھا یہ حیوانات کا کاروبار کرتے تھے حیوانوں کو خریدتے تھے اور بیچتے تھے ان تینوں کے نام یہ تھے قمر، وھب، ھانیہ یہ لوگ پرسکون و آرام کی زندگی گزار رہے تھے وھب اپنے گوسفندوں کو چرانے کے لیے جنگل میں لے جاتا تھا اور رات کو واپس لوٹ آتا تھا ابھی اس کی نئی نئی ھانیہ کے ساتھ شادی ہوئی تھی اور یہ تینوں عیسائی تھے۔ امام حسینؑ اپنے ساتھیوں کے ساتھ کربلاء کی طرف جارہے تھے تو حضرت کی نظر ثعلبیہ کے صحراء میں دھوپ میں جلتے ہوئے خیمہ پر پڑی امام اس خیمہ کے نزدیک تشریف لے گئے دیکھا کہ ایک بوڑھی عورت وہاں پر بیٹھی ہے وہ وھب کی ماں قمر تھی امام نے اس کے روز گار اور حالات کے بارے میں پوچھا اس نے جواب دیا زندگی تو اچھی گزر رہی ہے لیکن ہم پانی کی وجہ سے پریشان ہیں اگر پانی ہوتا تو بہت اچھا تھا امام اس کے ساتھ خیمے کے پیچھے ایک پتھر کے قریب گئے امام نے اپنے نیزے کے ساتھ اس پتھر کو اس کی جگہ سے ہٹایا تو نیچے سے خوشگوار پانی نکل آیا بوڑھی عورت دیکھ کر بہت زیادہ خوش ہوئی اور امام کا شکریہ ادا کیا الوداع کرتے وقت امام حسینؑ نے اپنا واقعہ اس بوڑھی ماں سے کہا اور فرمایا ہم اس وقت یار و مددگار کے محتاج ہیں جب تمہارا بیٹا وھب واپس لوٹے تو اسے کہنا کہ وہ ہم سے ملے اور ہمارے ساتھ حق کا دفاع کرے اور ظلم کے ساتھ مبارزہ کرنے میں ہماری مدد کرے اس کے بعد امام تشریف لے گئے لیکن بوڑھی عورت حیران رہ گئی اور حضرت کی عظمت اور کرامت اور امام کی مہربانی نے اس کی فکر اور دل کو اپنے قبضہ میں اس طرح لے لیا تھا۔ کہ وہ چاہتی تھی کہ وہ بھی امام کے ساتھ حرکت کرے تھوڑی دیر کے بعد اس کی بہو اور اس کا بیٹا وھب واپس آئے تو انہوں نے ایک خوشگوار چشمہ اپنے خیمے کے قریب دیکھا تو انہوں نے اس کی وجہ پوچھی تو اس کی ماں نے سارا واقعہ ان کے لیے بیان کیا اور امام کے پیغام کو اپنے بیٹے تک پہنچایا یہ تینوں واقعہ سننے کے بعد مولا کے معتقد ہوگئے انہوں نے اپنے اسباب سفر کو اٹھایا اور امام کے قافلہ کی طرف روانہ ہوگئے اور امام کی خدمت میں پہنچ کر اسلام قبول کیا اور امام کے لشکر کے ساتھ مل کر مکمل عشق کے ساتھ امام کے ساتھ چلتے رہے یہاں تک کہ کربلاء پہنچ گئے وھب اور ھانیہ کی شادی کو نوروز گزر گئے تھے انہوں نے اپنی ازدواجی خوشی کربلاء میں آپ کے اھل بیتؑ کے ساتھ منائی اور کربلاء میں امام حسینؑ نے ان کو اپنے خاندان کے قریب رکھا آخر عاشورا کے دن شادی کے سترھویں روز کو وھب اور ھانیہ شہادت کے درجہ پر فائز ہوئے اور قمر بھی بہت بڑی

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

بہادری کے ساتھ حمایت کرتی تھی جس کی وجہ سے وہ خوش بخت ہوئی علاوہ ازیں وھب اور ھانیہ کی شہادت کس طرح ہوئی اس کی طرف توجہ فرمائیں جب عاشورا کا دن ہوا تو قمر نے وھب سے کہا بیٹا اٹھو اور فرزند رسول کی مدد کرو وھب نے کہا اے میری ماں ضرور مدد کرونگا اس میں کوتاہی نہیں کرونگا۔

وھب کی ماں کا زبان حال

فخر عرب وهب پسر ناز نين من
نوکد خدا جوان سعادت قرين من

اے میرے نازوں کے پالے ہوئے فخر عرب وھب اور میرے لیے میرے جوان نوخیز

روزى كه مازدين نصارى گنشته ايم
عقبى خريده ايم زدنيا گذشته ايم

جس دن ہم نے دین نصاری کو چھوڑ دیا ہے اسی سن سے دنیا کو ترک کرکے اور آخرت خریدی ہے

شد موسم خزان گلستان فاطمه
بار رحيل بسته جوانان فاطمه

فاطمہ کے باغ میں خزاں آگئی فاطمہ کے جوان سفر کرگئے

درحيرتم كه ديده زدنيا نبسته اى
مى بينى ايں قيامت و فارق نشنه اى

میں حیران ہوں کہ تو نے دنیا سے منہ کیوں نہیں موڑا تو یہ قیامت دیکھ رہا ہے

برخيز جان فداى شه ارجمند كن
مارا بنزد مادر او سربلند كن

اٹھ شاہ دین پر جان نثار کر اور ان کی مادر گرامی کے سامنے ہمیں سربلند کردے

وھب کی ماں اپنے بیٹے کو اس قدر دلیرانہ انداز میں میدان کی طرف دعوت دے رہی تھی کہ جیسے وہ چاہتی تھی کہ اپنے کبوتر کو میدان کی طرف پرواز کروائے اور شوق کے آنسو بہتے تھے کہ نو عروس امام حسینؑ کی رفاقت میں شہادت کا شہد نوش کررہا ہے اور اپنی داڑھی اور زلفوں کو اپنے خون سے خضاب کررہا ہے۔

وھب کی بیوی ھانیہ مسافرت کی وجہ سے اور یہ کہ وھب کی ابھی نئی شادی ہوئی تھی اس لیے ابتداء میں وھب کے میدان میں جانے کے لیے مائل نہیں تھی اور وھب کی جدائی کو برداشت کرنا اس کے لیے بہت سخت اور رنج آور تھا لیکن قمر اصرار کر رہی تھی کہ وھب میدان میں چلا جائے اور کہتی تھی اے بیٹا میں تجھ سے راضی

نہیں ہونگی یہاں تک کہ فرزند رسولؐ کی مدد کے لیے جاؤ اور تجھے امام حسینؑ کے جد کی شفاعت نصیب نہیں ہوگی مگر یہ کہ امام اور میں تجھ سے راضی ہوجائیں آخر میں ھانیہ نے بھی وہب سے کہا جس وقت تم شہید ہوجاؤ گے اور بہشت میں چلے جاؤ گے اور حورالعین کے ہم نشین ہو جاؤ گے اس وقت مجھے فراموش کردو گے اگر تم چاہتے ہو کہ میرے دل کو سکون حاصل ہو میں تمہارے بارے مطمن رہوں تو امام حسین کے پاس ان کے سامنے میرے ساتھ عہد کرو کہ تم مجھے فراموش نہیں کرو گے وھب اور ھانیہ دونوں امام کی خدمت میں حاضر ہوئے ھانیہ نے امام حسین سے عرض کیا میری دو حاجتیں ہیں

1- جس وقت وھب شہید ہو جائے گا تو میں سرپرست کے بغیر رہ جاؤں گی للذا مجھے آپ اپنے اھل بیتؑ کے ساتھ ملحق کردیں۔

2- جس وقت وھب شہید ہوگا تو وہ حورالعین کے ساتھ محشور ہوگا آپ گواہ رہیں کہ وہ مجھے فراموش نہ کرے ھانیہ کے دل سے نکلی ہوئی باتوں نے ایک مرتبہ امام حسینؑ کو رلا دیا اور حضرت امام حسینؑ کی آنکھوں سے آنسوؤں کے قطرات ٹپکنے لگے امام نے ھانیہ کو مطمئن کیا اور وعدہ کیا کہ تمہاری حاجتیں پوری ہوں گی۔ اس کے بعد مولا سے اجازت لے کر وھب میدان کی طرف نکلا بہت اچھا رجز پڑھا اور جنگ کی اور ایک جماعت کو قتل کیا اور پانی مانگنے کے لیے دوبارہ ماں کے پاس واپس لوٹا اور عرض کیا آیا آپ مجھ سے راضی ہوئیں قمر نے کہا میں تجھ سے راضی نہیں ہونگی یہاں تک کہ تم حسینؑ کے سامنے شہید ہوجاؤ تو وہ دوبار میدان کی طرف گیا اور عجیب حملہ کیا کہ انیس سواروں کو اور بیس پیادہ ملاعین کو قتل کیا اس کے بعد ایک ملعون نے اس کے دونوں ہاتھ کاٹ دیئے یہ دیکھ کر اس کی بیوی ھانیہ نے خیمے کا ایک ستون اٹھایا اور شوہر کے قریب آئی اور کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اٹھو پاک رکاب میں دشمنوں کے ساتھ جنگ کرو وھب نے اپنی بیوی کے لباس کو پکڑ کر خیموں کی طرف واپس بھیجا لیکن وہ کہتی تھی میں واپس نہیں جاؤنگی یہاں تک کہ تمہارے ساتھ شہید ہوجاؤں امام حسینؑ نے فرمایا ہماری طرف سے تمہیں بہترین جزاء ملے گی خیموں میں چلی جاؤ ھانیہ تو واپس ہوئی اور وھب جنگ کرتا رہا یہاں تک کہ اس کو اسیر کیا گیا اور عمر سعد کے پاس لایا گیا عمر سعد نے اس کی بہادری کو دیکھا تو اس سے کہا (**مَا اَشَدَّ صَوْلَتَکَ**) کس قدر تمہارا سخت حملہ تھا اس کے بعد حکم دیا کہ اس کی گردن کاٹ دی جائے اور اس کے سرمبارک کو امام حسینؑ کے لشکر کی طرف پھینکا جائے چنانچہ جب وھب کا سرخیام کی طرف پھینکا گیا تو قمر کی ماں نے اس کی سر کو اپنی آغوش میں لیا اس کے چہرے سے خون کو صاف کیا اور کہا کہ خدا کا شکر اور حمد ہے کہ تمہاری شہادت کی وجہ سے میں کامیاب ہوئی اس کے بعد اپنے فرزند کے سر کو دشمن کی طرف پھینک دیا اور کہا جو چیز راہ خدا میں دی ہے اس کو واپس نہیں لیتی ہوں اس وقت وھب کی ماں خیمے کے ستون کو اکھاڑ کر میدان کی طرف گئی اور دشمن کے دو آدمیوں کو مارا امام حسینؑ نے فرمایا اے وھب کی ماں خیموں میں

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

آجاؤ تمہارا بیٹا اس وقت رسول خدا کے ساتھ ہے وہ خیمے میں واپس آئی حالانکہ وہ کہتی تھی خدایا مجھے ناامید نہ کر امام نے اس سے فرمایا اے وھب کی ماں تمہاری امید پوری ہوگی۔

وھب کی بیوی ھانیہ نے اپنے آپ کو خون آلود شوہر وھب کی نعش پر گرادیا اوراس کے بدن سے خون صاف کرتی جاتی تھی اور کہتی تھی ھَنِیْئاً لَکَ الْجَنَّةُ بہشت تمہاری لئے خوشگوار ہو شمر نے جب اس کو دیکھا تو اپنے غلام رستم کو حکم دیا کہ اس کو قتل کردو رستم نے ایک عمود کی ضربت کے ساتھ اس نو عروس عورت کو شہید کردیا یہ پہلی عورت تھی کہ جو کربلاء میں امام حسینؑ کے حریم کے لیے دفاع کرنے میں شہید ہوئی وھب کی عمر شہادت کے وقت 25 سال تھی۔ عاشورا کے روز دس دن ہوچکے تھے کہ اس نے اور اس کے خاندان نے اسلام قبول کیا تھا اور وھب کے بدن پر تلوار نیزہ اور تیر کے ستر زخم کی نشان آئے تھے۔

وھب کی ماں کے مناجات

هردم هزار شکر تو ای داور وهب
کامد برآستان تولائق سروهب

اے وھب کے پروردگار ہر لمحے تیرا ہزار ہزار شکر ہے کہ وھب کا سر تیرے آستان کے قابل بن گیا۔

این شمر شوم کافر واین پای چکم دار
این فرق غرقه خون شده این حنجر وهب

یہ منحوس کافر شمر یہ جوتے پہنے ہوئے پاؤں یہ سر خون میں ڈوب گیا اور یہ وھب کا گلا

گفتی بگوئی تاتوچه آری به ارمغان
این بزم قرب کوی تو ایں همسر وهب

تو نے کہا تو کیا تحفہ لائی ہے یہ تیرے کوچے کی بزم قرب ہے یہ وھب کی زوجہ ہے

گفتی به راه من بنما ترک ازعیال
ایں نوعروس ان بدن اطهر وهب

تو نے کہا کہ میرے راستے میں عیال کو چھوڑ دے اس پاک جسم والے وھب کی یہ نئی دلہن حاضر ہے۔

گفتی سربریده و پیکر پر از جراح
ایں سرجدا وپیکر پر آزر وهب

حضرت مسلم اور ھانی کی شہادت کی خبر

عبداللہ بن سلیم اور مذری بن مشعل کہ دونوں بنی اسد کے قبیلے سے تھے نقل کرتے ہیں کہ جس وقت ہم امام حسینؑ کے ہمراہ زرود کے مقام پر پہنچے ہم نے ایک مسافر کو دیکھا کہ جو کوفے کے راستے سے آرہا تھا جب اس نے امام حسینؑ کو دیکھا تو راستہ بدل گیا اور امام نے اس کی طرف نگاہ کی گویا امام حسینؑ اس سے کسی چیز کے بارے مین معلومات حاصل کرنا چاہتے تھے لیکن وہ چلا گیا امام بھی چل پڑے ہم میں سے ایک نے کہا بہتر یہ ہے کہ ہم چل کر کوفہ کے بارے معلومات اس مرد سے حاصل کریں ہم دونوں اس کے پاس گئے اور ہم نے پوچھا کہ تم کون ہو اس نے کہا کہ قبیلہ بنی اسد سے تعلق رکھتا ہوں ہم نے کہا ہم بھی بنی اسد کے قبیلے سے ہیں وہاں کی کیا حالت ہے اس نے کہا جب میں کوفہ سے نکل رہا تھا تو میں نے دیکھا کہ مسلم اور ھانی کے جنازے کو رسیوں کے ساتھ باندھ کر کھینچا جارہا تھا اس کے بعد ہم امام کے خدمت میں حاضر ہوئے یہاں تک کہ ثعلبیہ کی سرزمین پر پہنچ چکے تھے ہم نے عرض کیا ہمارے پاس ایک نئی خبر موجود ہے اگر آپ چاہیں تو سب کے سامنے بیان کریں ورنہ علیحدگی میں بیان کریں گے۔ امام نے ہمیں اور اپنے اصحاب کو دیکھا اور فرمایا ہماری ان سے کوئی بات چھپی ہوئی نہیں ہے کھل کر بیان کرو تو ہم نے حضرت مسلم اور ہانی کی شہادت اور ان کے جنازوں کو بازار کوفہ میں رسیوں میں باندھ کر کھینچنے کے بارے میں حضرت کو بتادیا امام نے فرمایا **اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِمَا** اس عبارت کو باربار دہرایا ہم نے عرض کیا آپ کو خدا کا واسطہ آپ اس سفر سے واپس ہوجایئے اب تو معلوم ہوچکا کہ کوفہ میں آپ کا کوئی ناصر اور مدد گار نہیں ہے حضرت نے عقیل کی اولاد کی طرف دیکھا اور فرمایا تمہاری کیا رائے ہے مسلم شہید ہوچکے ہیں انہوں نے کہا کہ خدا کی قسم ہم واپس نہیں جائیں گے جب تک ان کے خون کا انتقام نہ لیں یاہم بھی ان کی طرح شہید نہ ہو جائیں امام حسینؑ نے فرمایا **لَاخَيْرَ فِى الْعَيْشِ بَعْدَ هٰؤُلَاءِ** مسلم اور ھانی کی شہادت کے بعد اس زندگی میں خیر نہیں ہے جب ہمیں یہ معلوم ہوا کہ حضرت نے کوفہ کی طرف جانے کے لئے مصمم ارادہ کرلیا ہے۔ تو ہم نے کہا کہ خدا اس کام کو آپ کے اوپر سے آسانی سے گزار دے۔ فرمایا خدا تجھ پر رحمت کرے ایک دوسری روایت کے مطابق منزل زبالہ میں حضرت امام حسینؑ کو مسلم کی شہادت کی خبر پہنچی۔

حضرت مسلم کے لیے عزاداری کرنا

جب حضرت مسلم کی شہادت کی خبر پہنچی ۔ تو اھل قافلہ کے گریہ اور بکاء نے بیابان کی فضا کو پر کردیا اور اور ان کی

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

آنکھوں سے آنسوؤں کے سیلاب جاری ہوگئے بعض وہ لوگ کہ جو مکہ سے دنیا کی لالچ میں امام کے ساتھ ملے تھے جب انہیں حضرت مسلم کی شہادت کی خبر پہنچی اور امام نے بھی موضوع کی حقیقت سے ان کو آگاہ کیا تو دائیں اور بائیں دیکھنے لگ گئے اور وہیں پر منتشر ہوگئے اور باقی صرف حضرت کا خاندان اور حضرت کے برگزید مدد گار رہ گئے تھے جب فرزدق نے امام حسینؑ سے ملاقات کی اور عرض کیا اے فرزند رسول خدا کس طرح آپ اھل کوفہ پر اعتماد کرتے ہیں یہ وہی لوگ تو ہیں کہ جنہوں نے آپ کے چچازاد بھائی مسلم اور اس کے مددگاروں کو شہید کیا تو امام حسینؑ کی آنکھوں سے آنسو کے قطرات ٹپکنے لگے اور فرمایا خدا مسلم پر رحمت نازل کرے (**فَلَقَدْ صَارَ اِلٰی رَوْحِ اللّٰهِ وَ رَيْحَانِهٖ وَجَنَّةٍ وَرِضْوَانِهٖ اَمَا اِنَّهٗ قَدْ قَضٰى مَا عَلَيْهِ وَبَقِيَ مَا عَلَيْنَا**) وہ روح ریحان بہشت و رضوان خدا کی طرف لوٹا اس کے ذمہ جو وظیفہ تھا اس نے انجام دیا اب ہماری باری ہے کہ جو کچھ ہمارے ذمہ ہے ہم اس کو انجام دیں۔

اس کے بعد کچھ اشعار دنیا کی بے وفائی کے بارے میں پڑھے محدث قمی بعض تواریخ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت مسلم کی ایک بچی تھی جس کی تیرہ سال عمر تھی بعض نے اس کا نام حمیدہ لکھا ہے یہ بھی قافلہ میں موجود تھی حضرت مسلم کی شہادت کی خبر کے بعد امام حسینؑ خیمہ میں تشریف لائے اور اس بچی کو بلایا اور معمول سے زیادہ اس سے محبت کی اس کو اپنے زانو پر بٹھایا اور اپنے ہاتھ کو اس کے سر اور پیشانی پر پھیرا تو اس بچی نے امام سے عرض کیا اے ماموں جان مجھ سے اس طرح محبت اور نوازش کرتے ہو جس طرح یتیموں کے ساتھ کیا جاتا ہے کیا میرے پدر بزرگوار مسلم کو شہید کردیا گیا ہے اور اس سے پہلے تو آپ کبھی میرے ساتھ اس طرح پیش نہیں آتے تھے یہ سن کر حضرت امام حسینؑ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے اور فرمایا اے میری بیٹی غمگین نہ ہو اگر مسلم زندہ نہ ہوئے تو میں تمہارے باپ کی جگہ پر ہوں گا اور میری بیٹیاں تمہاری بہنیں ہوں گی اور میرے بیٹے تمہارے بھائیوں کی جگہ ہونگے مسلم کی بیٹی اپنے باپ کی غربت اور مظلومیت کو یاد کرکے بہت زیادہ روئی اور مسلم کے بیٹوں نے عمامے اپنے سروں سے اتار دیئے اور تمام قافلے سے گریہ اور فریاد کی آوازیں بلند ہوئیں اور تمام اھل بیتؑ نے ان کے ساتھ ھمدردی کرتے ہوئے عزاداری کی امام حسینؑ مسلم کی شہادت سے غمگین اور رنجیدہ ہوئے۔

حر بن یزید ریاحی کی لشکر امام سے ملاقات کرنا

امام حسینؑ کی کوفے آمد کی خبر سن کر ابن زیاد دن رات فوج کو آمادہ کرنے اور اوضاع کو کنٹرول کرنے کی فکر میں تھا اس نے تیس ہزار کا لشکر ایک قول کے مطابق بیس ہزار آدمیوں کو مسلح کرکے تیار کیا اور ان کو فوج در فوج

راستے کی طرف روانہ کیا تاکہ امام کو کوفہ نہ آنے دیں سب سے کم تعداد جو لکھی گئی ہے وہ یہ کہ ابن زیاد نے بارہ ہزار فوج کو بھیجا لیکن غالبا" تیس ہزار تک مندرجہ ذیل ترتیب کے ساتھ لکھا گیا ہے حر ایک ہزار آدمیوں کے ساتھ مضایر بن رہینہ ، تین ہزار آدمیوں کے ساتھ ، شمر چار ہزار کے لشکر کے ساتھ ، یزید بن رکیاب دو ہزار کے لشکر کے ساتھ ، حصین بن نمیر چار ہزار کے لشکر کے ساتھ ، شبث بن ربعی ایک ہزار کے لشکر کے ساتھ ، کعب بن طلحہ تین ہزار کے لشکر کے ساتھ ، حجار بن ابجر ایک ہزار کے لشکر کے ساتھ نصر بن حرشہ دو ہزار کے لشکر کے ساتھ اور ابن زیاد مسلسل لشکروں کو بھیج رہا تھا یہاں تک کہ ان کی تعداد تیس ہزار ہوگئی اور حسینی قافلے نے رات مقام شراف میں گزاری امام نے صبح کو حکم دیا کہ تمام برتنوں اور مشکیزوں کو پانی سے بھرلیں اور سفر کو جاری رکھیں راستے میں ظہر کے وقت ساتھیوں میں سے ایک نے تکبیر کہی امام نے اس سے تکبیر کی وجہ پوچھی تو اس نے کہا کوفے کا نخلستان دکھائی دیتا ہے جو لوگ اس راستے سے واقف تھے جانتے تھے انہوں نے کہا یہ مقام کہاں اور کوفہ کہاں پھر ذرا غور سے دیکھا تو ایک لشکر جو کہ اسلح سے لیس ہے وہ آگے سے آرہا ہے امام نے فرمایا ہاں ایک آمادہ لشکر آرہا ہے امام نے اپنے اصحاب کے ساتھ مشورہ کیا کہ ان کے مقابلے کے لیے کہاں مورچہ لگانا چاہیے انہوں نے کہا یہیں نزدیک بائیں جانب ایک دیہات ہے وہ جگہ مناسب رہے گی اس کا نام ذوحسم ہے قافلہ وہاں چلا گیا وہاں پر خیموں کو نصب کرکے سب جوان دفاع کے لیے آمادہ ہوگئے۔

زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ ایک ہزار کا لشکر حر بن یزید ریاحی کی سرکردگی میں آیا لیکن اتنا معلوم ہوچکا تھا کہ وہ اس وقت جنگ کرنے کا قصد نہیں رکھتے ہیں امام نے حر کے قافلے کی تشنگی کا ان کے قیافہ سے مشاہدہ کرلیا اور اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ جو پانی تم اپنے ساتھ لائے ہو اس کو ان لشکر والوں اور ان لشکر والوں کے حیوانوں کو پلا دو حضرت کی حکم کے مطابق آخری آدمی کو بھی پانی پلا دیا علی بن طعان محاربی کہتا ہے کہ میں بھی اس دن حر کے لشکر میں تھا میں آخری فرد تھا لشکر کے پیچھے تھا وہاں پر پانی پلانے والا پہنچا جب امام حسینؑ نے میری اور میرے گھوڑے کی پیاس کو دیکھا تو فرمایا پانی پی لو میں نے پانی پیا اور میں نے اپنے گھوڑے کو بھی سیراب کیا۔

نماز جماعت کا واقعہ

حر اور امام کے درمیان کوئی گفتگو نہ ہوئی امام حسینؑ نے چاہا کہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ نماز پڑھیں حجاج بن مروق جعفی نے ظہر کی اذان دی امام نماز سے پہلے دونوں لشکروں کے درمیان کھڑے ہوئے اور حر کے لشکر کی طرف متوجہ ہوئے اور اسطرح اتمام حجت کیا حمد اور ثناء کے بعد فرمایا اے لوگو میں آپ لوگوں کی دعوت کے بغیر

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

نہیں آیا ہوں بلکہ تم نے خطوط اور قاصدوں کے ذریعے اصرار کیا اور مجھے آنے کی دعوت دی اور تم نے کہا ہمارے پاس پیشوا نہیں ہے آپ تشریف لائیں اور آپ کی راہنمائی کی وجہ سے ہم ہدایت کو کو پالیں گے اس لیے اب میں آیا ہوں اگر تم اپنے عہد پر باقی رہے تو میں تمہارے درمیان رہونگا ورنہ اپنے وطن واپس چلا جاؤنگا یہ سن کر سب خاموش ہوگئے اور اپنے سروں کو گریبان میں ڈال دیا یہاں تک کہ امام نے حر سے فرمایا تم اپنے اصحاب کے ساتھ نماز پڑھو حر نے کہا نہیں آپ نماز پڑھائیں ہم آپ کی اقتداء میں نماز پڑھیں گے پھر دونوں لشکروں نے امام کی اقتداء میں نماز ظہر ادا کی۔

امام کی حر کے ساتھ گفتگو

نماز ظہر ادا کرنے کے بعد امام حر کے لشکر کی طرف متوجہ ہوئے حمدوثنا اور پیغمبر پر درود کے بعد فرمایا اے لوگو اگر پاکدامنی اور تقوے کو اپنا شعار قرار دو گے اور صاحب حق کے حق کو پہچانو گے تو تمہارے اوپر خدا کی رحمت ہوگی ہم محمد کے خاندان سے ہیں حکومت اور رہبری کے سزاوار ہم ہیں اس کے علاوہ تمہارے خطوط بھی اسی مطلب کو بیان کرتے ہیں اچھی طرح غور اور فکر کرلو اگر تم چاہتے ہو تو ہم یہیں سے واپس ہوجاتے ہیں۔

حر نے کہا ہمیں ان خطوط کا کوئی علم نہیں ہے پھر امام کے حکم سے حضرت کے ساتھیوں میں سے ایک نے دو بڑے تھیلے کہ جو خطوط سے بھرے ہوئے تھے پیش کیے حر نے ان خطوط کو دیکھا اور کہا میں ان خط لکھنے والوں میں سے نہیں ہوں اور ہمیں آپ سے بھی کوئی کام نہیں ہے مجھے صرف یہ حکم ہے کہ جہاں پر بھی آپ سے ملاقات ہو میں آپ سے جدا نہ ہوں یہاں تک کہ میں آپ کو گرفتار کرکے ابن زیاد کے حوالے کروں امام حر کی اس بات سے بہت غضبناک ہوئے اور فرمایا موت اس فکر کی وجہ سے تمہارے زیادہ نزدیک ہے حر خاموش رہا اور امام نے اپنے اصحاب سے فرمایا اٹھو تاکہ واپس ہوجائیں حر نے قافلہ حسینی کے راستہ کو روکا اور مانع ہوا امام نے حر سے فرمایا تیری ماں تیرے غم میں بیٹھے تو ہم سے کیا چاہتا ہے حر نے کہا اگر عرب کا کوئی آدمی آپ کے علاوہ میری ماں کا نام اس طرح زبان پر لے آتا تو میں بھی اس کی ماں کا نام اسی طرح زبان پر لاتا لیکن خدا کی قسم آپ کی ماں کے نام کو اچھے الفاظ کے علاوہ زبان پر نہیں لایا جاسکتا ہے۔

امام نے فرمایا اب کیا چاہتے ہو حر نے کہا مجھے حکم دیا گیا کہ آپ کو ابن زیاد کے پاس لے جاؤں اسی طرح گفتگو جاری رہی بالآخر حر نے کہا حقیقت یہ ہے کہ میرا آپ کی ساتھ جنگ کرنے کا قصد نہیں ہے البتہ مجھے حکم دیا گیا کہ میں آپ سے جدا نہ ہوں یہاں تک کہ ابن زیاد کو خط لکھوں اور ابن زیاد کی طرف سے کوئی نیا پیغام آئے امید ہے کہ ہمارے درمیان کوئی برا حادثہ پیش نہیں آئے گا۔

حر نے امام سے عرض کی اے حسینؑ خدا کے لیے اپنی جان کی حفاظت کرو مجھے خوف ہے کہ اگر آپ نے جنگ کی تو آپ مارے جائیں گے۔ امام نے فرمایا **اَفَبِالْمَوْتِ تُخَوِّفُنِي وَهَلْ يَعْدُوْ بِكُمُ الْخَطْبُ اِنْ تَقْتُلُوْنِي** کیا تم مجھے موت سے ڈراتے ہو کیا مجھے قتل کرنے کے ساتھ تمہارا کام آسان ہو جائے گا۔

امام حسینؑ کے پر معنی اشعار

امام نے گفتگو کے آخر میں فرمایا میں وہی بات کرتا ہوں کہ جو کسی قبیلہ کے ایک مسلمان مرد نے کی تھی کہ جب وہ رسول خدا کی مدد کرنا چاہتا تھا تو اس کے چچا زاد بھائی نے اس سے پوچھا تھا کہ کہاں جاتے ہو وہاں پر قتل ہوجاؤ گے تو اس نے جواب ان اشعار میں دیا تھا۔

سَاَمْضِىْ وَ مَا بِالْمَوْتِ عَارٌ عَلَى الْفَتٰى
اِذَا مَا نَوٰى حَقًّا وَّجَاهَدَ مُسْلِماً
وَوَاسَى الرِّجَالَ الصَّالِحِيْنَ بِنَفْسِه
وَفَارَقَ مَثْبُوراً وَ خَالَفَ مُجْرِماً
فَاِنْ عِشْتُ لَمْ اَنْدَمْ وَاِنْ مِتُّ لَمْ اُلَمْ
كَفٰى بِكَ ذُلاًّ اَنْ تَعِيْشَ وَتُرْغَمَا

میں جارہا ہوں اور موت نوجوان کے لیے عیب نہیں ہوتی ہے جب کہ اس کی نیت حق ہو اور اسلام کی حالت میں جنگ کرے۔

نیک لوگوں کے راستے میں اپنی جان قربان کرے اور ہلاک ہونے والوں سے جدا ہوجائے اور مجرمین سے منہ پھیرے پس اگر اس صورت میں اور اس ہدف کے ساتھ زندہ رہا تو پشیمان نہیں ہوں گا اور نہ میرے لیے کوئی ملامت ہوگی لیکن تمہیں یہ ذلت گوارہ ہے کہ تم زندہ رہو لیکن تمہاری ناک کو مٹی کے ساتھ رگڑ جائے۔

جس وقت حر نے یہ اشعار سنے تو امام کے ہدف کو جان گیا کہ یہ جان دینے کے لیے تیار ہیں لیکن ذلت سہنے کے لیے تیار نہیں اس کے بعد حر ایک طرف ہٹ گیا اور اپنے لشکر کے ساتھ چل پڑا اور امام بھی اپنے لشکر کے ساتھ چل پڑے۔

امام کا خطبہ بیضہ کے مقام پرؒ

امام اور حر کا لشکر ایک دوسرے سے جدا جدا سفر کر رہے تھے یہاں تک کہ دونوں لشکر بیضہ کے مقام پر پہنچے تو امام نے وہاں بھی اتمام حجت کے لیے ایک خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے اپنے مطالب اور ہدف کو واضح فرمایا آغاز خطبہ

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

میں حمد و ثنا کے بعد فرمایا

اَیُّهَاالنَّاس اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَنْ رَاٰی سُلْطَانًا جَائِرًا مُسْتَحِلًّا لِحَرَامِ اللّٰهِ نَاکِثًا عَهْدَهٗ مُخَالِفًا لِسُنَّتِهٖ رَسُوْلِ اللّٰهِ یَعْمَلُ فِی عِبَادِ اللّٰهِ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ فَلَمْ یُغَیِّرْ عَلَیْهِ بِفِعْلٍ وَلَاقَوْلٍ کَانَ حَقًّا عَلَی اللّٰهِ اَنْ یُدْخِلَهٗ مُدْخَلَهٗ

اے لوگو رسول خدا نے فرمایا کہ جو کسی ظالم بادشاہ کو دیکھ لے کہ جو خدا کے حرام کیے ہوئے کو حلال اور خدا کے حلال کو حرام قرار دیتا ہے اور سنت رسولؐ کی مخالفت کرتا ہے خدا کے بندوں کے ساتھ ظلم اور تجاوز کرتا ہے لیکن کوئی بھی اس بادشاہ کے خلاف عمل کے ساتھ اور زبان کے ساتھ اعتراض نہیں کرتا تو خدا کے لیے سزاوار ہے کہ اس کو جہنم میں اس جگہ قرار دے جواس بادشاہ کے لیے ہے۔ اس کی بعد دونوں لشکر چل پڑے یہاں تک کہ ایک خط ابن زیاد کی طرف سے آیا اور خط میں لکھا تھا کہ یہ خط پہنچتے ہی حسینؑ اور اسکے ساتھیوں کو کسی بیابان جگہ پر روکو جس میں گھاس اور پانی نہ ہو۔

امام حسینؑ کا کربلا میں ورود

اس وقت امام حسینؑ کا قافلہ نینویٰ کے مقام پر پہنچا تھا۔امام نے حر سے فرمایا کہ وائے ہو تجھ پر چھوڑ دو ہمیں اس مقام پر (نینویٰ اور غاضریہ میں) حر نے کہا کہ میں آپ کو اجازت نہیں دے سکتا چونکہ ابن زیاد کا قاصد یہاں کے حالات کاجائزہ لینے آیا ہے وہ یہ دیکھناچاہتا ہے کہ کیا میں ابن زیاد کے حکم کے مطابق عمل کر رہا ہوں یانہیں میں مجبور ہوں کہ ابن زیاد کے حکم کے خلاف اس قاصد کے سامنے انجام دوں۔ حاشیہ - ارشاد مفید - ص 204 تاریخ طبری ج 4 - ص 325 ' اعلام الوری ص 203

زہیرابن قین جوکہ سپاہ اسلام کا سالار تھا نے امام سے عرض کیا فرات کے قریب ایک دیہات ہے جو مورچہ بندی کیلیے بہت موزوں ہے اب مناسب یہی ہے ہم اس جماعت کے ساتھ جنگ کریں لیکن امام نے فرمایا اس گاؤں کا نام کیا ہے تو معلوم ہوا کہ اس کا نام ہے عقر تو امام نے فرمایا **نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْعَقَرِ** میں پناہ مانگتا ہوں عقر سے یعنی (ہلاکت سے) اور میں ہرگز جنگ کا آغاز نہیں کروں گا۔ امام نے فرمایا اے حر ہمارا راستہ نہ روکو تاکہ ہم یہاں سے نزدیک فرات ہے وہاں چلے جائیں لیکن حر اور اس کے لشکر والے مانع ہوئے اس کشمکش کے بعد حسینی قافلہ چل پڑا یہاں تک کہ امام حسینؑ کا گھوڑا چلتے چلتے رک گیا تو امام نے پوچھا اس زمین کا کیا نام ہے۔ زہیر نے کہا طف (فرات کا ساحل) امام نے فرمایا کیا اس کا کوئی اور نام بھی ہے زہیر نے عرض کی اس کو کربلاء بھی کہتے ہیں۔ امام نے فرمایا خدایا میں تیری پناہ مانگتا ہوں کرب اور بلا سے غم اور رنج سے اس کے بعد فرمایا **هٰهُنَا**

مُنَاخُ رِکَابِنَا وَ مَحَطِّ رِحَالِنَا وَ مَسْفَکِ دِمَائِنَا یہیں پر ہمارے سواروں کی بیٹھنے کی جگہ ہے اور ہمارے اترنے کی جگہ ہے اور ہمارے خون کے بہنے کی جگہ ہے یہیں پر ہماری قبروں کی جگہ ہے اور میری جد رسول خدا نے اسی طرح مجھے خبردی تھی یہیں پر اتر جاؤ امام اور ان کے ساتھی دوسری محرم کو وہاں پر اترگئے اور حر کا لشکر بھی ایک طرف اترگیا۔ جناب ام کلثوم اپنے بھائی کے پاس آئیں اور عرض کیا بھائی یہ بیابان خوفناک دکھائی دیتا ہے۔ اور ایک عظیم خوف اس مقام پر مجھے محسوس ہورہا ہے امام نے فرمایا بمن مقام صفین کی طرف جاتے ہوئی ہم اسی جگہ پر اپنے بابا کے ساتھ اترے تھے میرے والد بزرگوار نے اپنے سر کو میری بھائی حسنؑ کے دامن میں رکھا ہوا تھا اور تھوڑی دیر کے لیے سوئے تھے میں بھی وہاں پر موجود تھا کہ میرے پدر بزرگوار بیدار ہوئے اور گریہ کرنے لگے میرے بھائی حسنؑ نے پوچھا کہ آپ کیوں گریہ کررہے ہیں تو میرے والد نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ یہ بیابان خون کا ایک دریا ہے اور حسینؑ اس خون میں غرق ہیں اور فریاد کرتے ہیں کوئی اس کی فریاد کو نہیں پہنچتا ہے اس کے بعد میرے والد میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا جس وقت ایسا حادثہ پیش آجائے تو کیا کرو گے میں نے کہا کہ صبر کرونگا اور صبر کے علاوہ کوئی چارہ نہیں۔

حرم را ازحرم کردند بیرون
همه سرگشته اندر دشت وهامون

حرم کو حرم سے باہر نکال دیا دشت و صحرا سب پریشان ہیں

کسانی را که عالم را پناهند
برون کردند کاخ خداوند

وہ لوگ جو دوعالم کی پناہ گاہیں ان کو خدا کی گھر سے باہر نکال رہا ہے

همه قربانیان کعبه دل
برون خرگه زدند از کعبه گل

کعبہ دل کے تمام قربان ہونے والوں کو پھولوں کے کعبہ سے باہر نکال دیا

آه از آن ساعت که سبط مصطفی
گشت وارد برزمین کربلا

ہائے وہ لمحہ جب محمد کا نواسہ سرزمین کربلا پر وارد ہوا

پس بیاران کرد روسلطان دین
کای هوا داران مقام ماالست این

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

اس کے بعد شاہ دین نے احباب کو مخاطب کرکے کہا کہ یہ ہماری قیام گاہ ہے۔

باربگشائید خوش منزلگهی است
تابجنت زین مکان اندک رهی است

سامان سفرا تارو یہ بہت اچھی منزل ہے یہ مکان جنت میں جانے کا مختصر سا راستہ ہے۔

باربگشائید کانیجا ازعذاب
می شود لبها کبود از قحط آب

رخت سفر کھولو اس جگہ پانی کی قحط سے ہونٹ نیلے ہوں گے

باربگشائید کانیجا از جفا
ام لیلی گردد از اکبر جدا

باربگشائید کانیجا بی درنگ
برگلوئی اصغرم آید خدنگ

سامان اتارو کہ اس جگہ میرے اصغر کے گلے پر یک لخت تیر لگے گا۔

اندر ایں دشت بلا غارت جان خواهد شد
آنچه مقصود دل ما است همان خواهدشد

اس دشت بلا میں جان جاتی رہے گی جو میرے دل کی خواہش ہے وہ پوری ہوگی۔

اے بساتن که درایں دشت بیفتد برخاک
ای بسا سرکه دراینجابه سنان خواهد شد

اس دشت میں بہت سے جسم خاک پر گریں گے اور سب کے سراس مقام پر نیزوں پر بلند ہوں گے۔

این لب شط فرات است که از سوز عطش
آب از دیده اطفال روان خواهد شد

یہ فرات کا کنارہ ہے جہاں پیاس کی سوزش سے بچوں کی آنکھوں سے پانی رواں ہوگا۔

عمر سعد کا کربلاء میں ورود

جب ابن زیاد کو پتہ چلا کہ امام حسینؑ کربلاء میں آگئے ہیں تو ایک خط امام کے نام پر لکھا اور ان کو یزید کی بیعت کی دعوت دی اور دھمکی دی کہ اگر بیعت نہ کی تو قتل کر دیئے جاؤ گے امام نے اس خط کو پڑھا اور دور پھینک دیا

اور خط پہنچانے والے سے کہا ابن زیاد کے خط کا جواب میرے پاس نہیں ہے خط پہنچانے والے نے اس واقعہ کی خبر ابن زیاد کو دی ابن زیاد غضبناک ہوا اور عمر سعد کو طلب کیا کہ جو ری کی سرزمین کا حاکم بننے کا بہت زیادہ خواہش مند تھا اس سے کہا کہ تم جاکر حسینؑ کا کام تمام کردو اور اس کی بعد آجاؤ اور ری کی طرف دس سال حکومت کرنے کے لیے چلے جاؤ عمر سعد نے کہا کہ تم مجھے ایک دن کی مہلت دو ابن زیاد نے مہلت دی عمر سعد نے اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کی ساتھ اس کے بارے میں مشورہ کیا سب نے اس سے کہا کہ اس کام کو قبول کرلو حمزہ بن مغیرہ نے کہا کہ جو اس کا بھانجا لگتا تھا اے ماموں تجھے خدا کا واسطہ ہے حسینؑ کی طرف نہ جاؤ کہ خاندان رسولؐ کی جڑیں کاٹی جائیں گی خدا کی قسم اگر تمام دنیا تمہارا مال ہو تو پھر بھی بہتر ہے اس سے کہ قیامت کے دن رسول خداﷺ تجھ سے کہیں کہ تم نے حسینؑ کے خون میں شرکت کی ہے۔ عمر سعد نے کہا تم سچ کہتے ہو ایسا کام نہیں کرونگا رات ہوئی فکر کرنے لگا کہ کیا رائے کی ملک کو چھوڑ دے اور حسینؑ کا مقابلہ نہ کرے یا حسینؑ کے خون کو بہائے اور ملک رائے حاصل کرے اور وہ کہتا تھا۔

فَوَاللّٰهِ مَا اَدْرِیْ وَاَنِّیْ لَحَائِرٌ
اُفَکِّرُ فِیْ اَمْرِیْ عَلٰی خَطَرَیْنِ
أَاَتْرُکُ مُلْکَ الرَّیِّ وَالرَّیُّ مُنْیَتِیْ
اَمْ اَرْجِعُ مَاْثُوْمًا بِقَتْلِ حُسَیْنٍ
حُسَیْنُ بْنُ عَمِّیْ وَالْحَوَادِثُ جَمَّةٌ
لَعَمْرِیْ وَلِیَ فِی الرَّیِّ قُرَّةُ عَیْنِیْ

خدا کی قسم میں نہیں جانتا ہوں اور میں حیران ہوں دو خطرناک راستوں پر پڑا ہوں کیا رائے کے ملک کی حکومت کو چھوڑ دوں کہ جو میری آرزو ہے یا حسینؑ کو قتل کرکے گناہ کا بوجھ لے کر واپس ہوجاؤں اور حسینؑ میرے چچا کا بیٹا ہے اور حوادثات بہت زیادہ ہیں لیکن جان کی قسم رائے کا ملک میری آنکھوں کا نور ہے عمر سعد نے ان دو خطرناک راستوں میں سے آخر باطل کو پسند کیا اس ارادے کے ساتھ کہ اگر چوہے کو دھویا جائے تو اس کو کھا سکتے ہیں اس طرح کہا۔

یَقُوْلُوْنَ اِنَّ اللّٰهَ خَالِقُ جَنَّةٍ وَنَارٍ
وتمنیب وغل یدین
فَاِنْ صَدَقُوْا فِیْمَا یَقُوْلُوْنَ اِنَّنِیْ
اَتُوْبُ اِلَی الرَّحْمَانِ مِنْ سَنَتَیْنِ
وَاِنْ کَذِبُوْا فُزْنَا بِدُنْیَا عَظِیْمَةٍ

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

وَمُلْكٍ عَظِيمٍ دَائِمِ الْحَجْلَيْنِ

کہتے ہیں کہ خدا بہشت کا اور آگ کا اور دوزخ کے عذاب کا اور غل جہنم کا خالق ہے اگر یہ بات سچ ہے تو میں دو سال کربلاء کے واقعہ کے بعد توبہ کرلونگا اگر جھوٹ ہے تو ایک وسیع دنیا اور ایک بہت بڑی بادشاہت کہ جو ہمیشہ عروس زیور سے آراستہ ہے اس تک میں پہنچ جاؤں گا۔

قتل او موجب ناراست ومرا طاقت آن
نبود لیک زری هست مرا قرةعین

اس کا قتل دوزخ میں جانے کا سبب ہے لیکن مجھ میں یہ طاقت نہ تھی حکومت ری میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے

آتش قتل حسینؑ نسیه وری دولت نقد
هیچ عاقل ندهد دولت موجود به دین

حسینؑ کے قتل کے نتیجے میں جو آگ جلائی جائے گی وہ قرض ہے اور ری نقد ہے اور کوئی عقلمند نقد دولت کو ہاتھ سے نہیں جانے دے گا۔

صبح کو عمر سعد ابن زیاد کے پاس آیا اور کربلاء جانے کے لیے اپنی آمادگی کا اظہار کیا عمر سعد چار ہزار فوج کے ساتھ ایک قول کے مطابق چھ ہزار فوج کے ساتھ تیسری یا چوتھی محرم کو کربلاء میں وارد ہوا۔

امام کے پیغام رسان بریر کی گفتگو عمر سعد کے ساتھ

عمر سعد ایک بہت بڑا لشکر لے کر کربلاء میں داخل ہوا امام حسینؑ اور اس کے ساتھیوں پر سختی کرنے لگا یہاں تک کہ پانی کے معاملہ میں بھی سختی کردی بریر بن خضیر نے امام سے اجازت لی تاکہ عمر سعد کے ساتھ پانی کے بارے میں گفتگو کرے امام نے اجازت دی بریر عمر سعد کی پاس آیا اور سلام کرنے کے بغیر اس کے پاس بیٹھ گیا اس سے عمر سعد غضبناک ہوا اور کہا سلام کیوں نہیں کیا کیا میں مسلمان نہیں ہوں خدا اور رسول کو مانتا نہیں ہوں بریر نے کہا اگر تم مسلمان ہوتے تو حضرت محمد پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اھل بیتؑ پر خروج نہ کرتے ان کو قتل اور ان کے اھل بیتؑ کو اسیر کرنے کا ارادہ نہ کرتے اس کے علاوہ یہ کہ یہ فرات کا پانی ہے کہ اس سے خنزیر اور کتے پانی پی رہے ہیں لیکن حسینؑ فرزند فاطمہ اور اس کے ساتھی پیاس کی وجہ سے مررہے ہیں اور تم نے ان کے لیے پانی کو روکے ہوئے ہو اور پھر گمان کرتے ہو کہ خدا اور اس کے پیغمبر کو مانتے ہیں عمر سعد نے تھوڑی دیر کے لیے سر کو گریبان میں ڈال دیا اس کے بعد سر کو بلند کیا اور کہا اے بریر مجھے یقین ہے کہ جو بھی امام حسینؑ کے ساتھ جنگ کرے اور اس کو اور اس کے ساتھیوں کو قتل کرے وہ جہنمی ہے لیکن ملک رائے کے ساتھ کیا کروں کیا اس کو

چھوڑ دوں اور وہ رائے کا ملک کسی اور کے ہاتھ میں آجائے خدا کی قسم میرا دل اس پر راضی نہیں ہوتا ہے بریر امام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ بیان کیا امام نے فرمایا اس کو رائے کی حکومت نہیں ملے گی وہ اپنے بستر پر مارا جائے گا۔

امام کی گفتگو عمر سعد کے ساتھ

امام حسینؑ نے اتمام حجت کے لیے عمر سعد کے پاس پیغام بھیجا کہ میں تجھ سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں عمر سعد نے امام کی دعوت کو قبول کرلیا دو لشکروں کے درمیان ایک نشست ہوئی عمر سعد اپنے بیس ساتھیوں کے ساتھ اور امام حسینؑ نے بھی بیس ساتھیوں کے ساتھ اس جلسہ میں شرکت کی امام حسینؑ نے اپنی ساتھیوں سے فرمایا کہ اس جلسہ سے عباس اور علی کے علاوہ باقی سب باہر نکل جائیں عمر سعد نے بھی اپنے ساتھیوں کو باہر نکل جانے کا حکم دیا صرف اپنے بیٹے حفص اور غلام کو وہیں پر رہنے کا حکم دیا اس وقت گفتگو اس ترتیب سے ہوئی۔ امام نے فرمایا وائے ہو تجھ پر اے ابن سعد کیا تم اس خدا سے نہیں ڈرتے ہو کہ جس کی طرف بازگشت ہے اور تم میرے ساتھ جنگ کرنا چاہتے ہو حالانکہ تم مجھے جانتے ہو کہ میں پیغمبرؐ، علیؑ اور فاطمہؑ کا فرزند ہوں اے ابن سعد ان یزیدیوں کو چھوڑ دو اور میرے ساتھ مل جاؤ یہ کام تمہارے لیے بہتر ہے اور یہ چیز تمہیں خدا کی درگاہ کی قریب کردے گی۔ عمر سعد نے کہا میں ڈرتا ہوں کہ کہیں وہ میرے گھر کو نہ لوٹ لیں۔ امام نے فرمایا اگر انہوں نے خراب کیا تو میں تمہاری لیے گھر بنوا دوں گا عمر سعد نے کہا میں ڈرتا ہوں کہ کہیں میرے باغ کو اپنے قبضہ میں نہ لے لیں امام نے فرمایا اگر انہوں نے تمہارا باغ لے لیا تو اس کے بدلے اس سے بہتر باغ جو حجاز کی علاقہ میں ہے اور ایک بڑا چشمہ ہے وہ تمہیں دونگا یہ وہ چشمہ ہے کہ جس کو معاویہ نے ہزار دینار میں خریدنا چاہا لیکن اس کے ہاتھ بیچا نہیں گیا۔ عمر سعد نے کہا میرے اھل و عیال ہیں ان کے بارے مین مجھے خوف ہے کہیں ان کو اذیت نہ دیں اس وقت امام خاموش ہوگئے پھر کوئی جواب نہ دیا اور وہاں سے اٹھے اور اس سے دور ہوگئے اور فرمایا تمہیں اس سے کیا کام خدا تجھ کو بستر پہ موت دے اور قیامت کے دن نہ بخشے اور مجھے امید ہے کہ ملک رائے کی گندم سے کچھ دانے نصیب ہوں گے عمر سعد نے تمسخر کرتے ہوئے کہا **وَفِي الشَّعِيرِ كِفَايَةٌ** اگر گندم نہ کھاؤں تو جو میرے لیے کافی ہیں خدا اس کے منہ کو سیاہ کرے کہ اس کا آخری جواب یہ تھا کہ میں اپنے اھل و عیال کے بارے میں ڈرتا ہوں کہ کہیں یہ لوگ ان کو اذیت نہ پہنچائیں لیکن رسول خدا کے اھل و عیال اور زہراء کی بیٹیوں کی اذیت سے نہ ڈرا اور ان کے لیے اس کے دل میں کوئی درد نہ تھا حمید بن مسلم کہتا ہے کہ میں عمر سعد کا دوست تھا واقعہ کربلا کے بعد میں اس کے پاس گیا میں نے پوچھا کہ آپ کے حالات کیسے ہیں اس نے جواب دیا

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

میری حالت نہ پوچھو کوئی بھی غائب شخص اپنے گھر واپس اس طرح نہیں لوٹا ہے جس طرح میں گناہوں کا بوجھ اٹھا کر گھر لوٹ آیا ہوں میں نے صلہ رحمی کو قطع کیا ہے بہت بہت بڑے گناہ کا مرتکب ہوا ہوں عمر سعد کی رشتہ داری امام حسینؑ کی ساتھ اس طرح تھی کہ اس کا باپ سعد ابن وقاص عبدمناف کا پوتا لگتا تھا کہ جو پیغمبر کے تیسرے جد شمار ہوتے ہیں۔

عمر سعد کا جھوٹا خط ابن زیاد کے نام

ساتویں محرم کو عمرو بن حجاج پانچ سو سوار کے ساتھ فرات پر نگہبانی کے لیے مقرر ہوا تاکہ اہلؑ بیت پر پانی بند کرے تو عمر سعد نے ارادہ کیا کہ اس طرح تو معاملہ کشیدہ ہوجائے گا لہٰذا اس واقعہ کا صلح کے ذریعے کام تمام کیا جائے اس غرض سے اس نے ایک جھوٹا خط ابن زیاد کے نام لکھا کہ حسینؑ کی خواہش یہ ہے کہ وہ اپنے وطن واپس لوٹ جائے یا اسلامی ملکوں میں سے کسی ایک کی طرف چلا جائے یا یزید کے پاس جائے اور اس سے صلح کرلے۔ لہٰذا یہ مسئلہ حل ہونا چاہیے اور امت بھی اسی میں مصلحت سمجھتی ہے عمر سعد نے اس جھوٹ اور اختراء کو امام کی طرف منسوب کیا حالانکہ امام نے بارہا فرمایا تھا۔

اِنَّ الدَّعِیَّ بْنَ الدَّعِیِّ قَدْرَکَزَ بَیْنَ اِثْنَیْنِ بَیْنَ السِّلَّةِ وَالذِّلَّةِ وَهَیْهَاتَ مِنَّا الذِّلَّةِ زنا زادے اور زنا زادے کے بیٹے نے مجھے ان دو کاموں میں اختیار دیا ہے کہ مرنے اور ذلت کے ساتھ زندہ رہنے میں اور میں جس کو چاہوں اختیار کروں اور بہت بعید ہے کہ میں ذلت کو اختیار کروں۔

خدا رسول مومنین اور جن کا دامن پاک ہے اور غیرت مند مرد ہرگز ذلت کو قبول نہیں کرتے ہیں اور پست لوگوں کی پیروی کو قتل پر ہرگز مقدم نہیں کرتے ہیں جس وقت عمر سعد کا جھوٹا خط ابن زیاد کو پہنچا تو اس نے خط پڑھا اور کہا **هٰذا کِتَابُ نَاصِحِ مُشْفِقٍ عَلٰی قَوْمِه** یہ اپنی امت کے خیر خواہ کا خط ہے جو میری طرف بھیجا گیا ہے جب ابن زیاد نے خط کا جواب لکھنا چاہا تو شمر بن ذی الجوشن نے ابن زیاد سے کہا کیا ابن سعد کی باتوں کو قبول کرتے ہو جب کہ حسینؑ اور اس کے ساتھیوں نے تمہاری زمین پر قدم رکھا ہے اور بیعت کا ہاتھ تمہارے ہاتھ پر نہیں رکھا اس سے تو وہ طاقتور اور تو کمزور و بزدل سمجھا جائے گا۔ شمر کی انہی باتوں نے ابن زیاد کی رائے کو بدل دیا اور اس نے عمر سعد کو جواب میں لکھا میں نے تجھ کو صلہ رحمی اور اختلاف کو دور کرنے کے لیے نہیں بھیجا ہے خبردار اگر حسینؑ میری بات کو تسلیم کرتا ہے تو اس کو تسلیم کے عنوان سے میرے پاس بھیجو ورنہ اس پر سختی کرو اور اس کے ساتھ جنگ کرو اس کو قتل کرنے کے بعد اس کے بدن کو گھوڑوں کے سموں کے نیچے پامال کردو اگر تم نے ایسا کیا تو تو میرے نزدیک مقرب ہے اور بہت بڑے انعام کا مستحق ہے ورنہ حکومت کی

زمام کو شمر کے حوالہ کرو کہ شمر لشکر کا سربراہ قرار پائے ابن زیاد نے خط کا جواب شمر کو دیا اور اس کو چار ہزار فوج کے ساتھ کربلاء روانہ کیا شمر کربلاء آیا اور ابن زیاد کا خط عمر سعد کو دیا گفت و شنید کے بعد شمر نے کہا اب بتاؤ تمہارا کیا ارادہ ہے اگر امیر کے حکم کو عمل کرتے ہو تو پھر تمہارے لیے کوئی حرج نہیں ورنہ ایک طرف ہو جاؤ اور میں امیر کے حکم کو جاری کرنے کے لیے لشکر کی زمام اپنے ہاتھ میں لیتا ہوں عمر سعد نے کہا لشکر کی سرپرستی کا عہدہ میرے پاس رہے گا۔ اس کو تمہارے حوالے نہیں کرونگا اس قسم کا افتخار تیرے لیے نہیں ہوگا لیکن پیادہ لشکر کے سردار تم بنو۔

نویں محرم کے دن کے واقعات

عمر سعد نے نویں محرم کے دن اپنے لشکر میں اعلان کیا۔ **یَا خَیْلَ اللّٰهِ ارْکَبِیْ وَ بِالْجَنَّةِ اَبْشِرِیْ** اے لشکر خدا سوار ہو جاؤ اور بہشت تمہارے لیے مبارک ہو۔

فوج نے محاصرے کو اور زیادہ تنگ کیا اور امام حسینؑ کے خیموں کے نزدیک ہوگئے امام حسینؑ خیمے کے نزدیک اپنی تلوار پر تکیہ کیے ہوئے تھے کہ اسی وقت تھوڑی سی نیند آگئی عالم خواب میں دیکھا کہ رسول خدا ان سے فرما رہے ہیں کہ تم جلد از جلد میرے پاس آجاؤ گے حضرت زینب نے دشمن کی فوج اور گھوڑوں کی آواز سنی تو اپنے بھائی کے پاس آئیں اور عرض کیا دشمن ہمارے نزدیک آگئے ہیں امام نے اپنے بھائی عباس سے کہا میری طرف سے اس قوم کی طرف جاؤ اور ان سے پوچھو کس لیے آئے ہو تمہارا کیا ارادہ ہے حضرت عباس بیس سواروں کے ہمراہ دشمن کی طرف گئے کہ جن میں زہیر بن قین اور حبیب بن مظاہر بھی تھے اور ان سے پوچھا کہ تم یہاں کیوں آئے ہو تمہارا مقصد کیا ہے۔ فوج نے جواب دیا کہ ہمارے امیر کا حکم صادر ہوا ہے کہ تم لوگ اس کے حکم پر سر جھکاؤ ورنہ ہم تمہارے ساتھ جنگ کریں گے حضرت عباس امام کے پاس واپس آئے اور ان کے جواب کو حضرت کے سامنے بیان کیا جبکہ حضرت عباس کے باقی ساتھیوں نے دشمن کے سامنے کھڑے ہوکر دشمن کو نصیحت کی اور حبیب بن مظاہر نے کہا خدا کی قسم تم بہت برے لوگ ہو تم ایسے لوگ ہو کہ قیامت کے دن اہل بیتؑ پیغمبرؐ کے قاتل کے عنوان سے خدا کی درگاہ میں پیش ہوگے اور تم نیک بندوں کے قاتل کے عنوان سے پہچانے جاؤ گے۔

دشمن کے ایک شخص نے کہا کہ جس کا نام عزرہ تھا کیا تم اپنے آپ کا تزکیہ اور تہذیب بیان کرتے ہو یعنی تم اپنی تعریف آپ کرتے ہو زہیر نے عزرہ سے کہا کہ خدا نے حبیب بن مظاہر کو پاک بنایا ہے اور ہدایت دی ہے خدا سے ڈرو اور تقویٰ خدا کو اپنا پیشہ قرار دو اور میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ پاک لوگوں کی ضد میں گمراہ لوگوں کی

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

مدد نہ کرو امام حسینؑ عباس کی طرف متوجہ ہیے اور فرمایا **بِنَفْسِی اَنْتَ یَا اَخِی** میں تجھ پر قربان ہوجاؤں اے بھائی دشمن کے پاس جاؤ اور کہو کہ آج کی رات ہمیں مہلت دو تاکہ آج کی رات ہم نماز پڑھیں گے خدا کے ساتھ مناجات پڑھیں گے دعا اور استغفار میں گزاریں گے۔ **فَهُوَ یَعْلَمُ اِنِّی اُحِبُّ الصَّلٰوۃَ لَہٗ وَتِلَاوَۃَ کِتَابِہٖ وَکَثْرَۃَ الدُّعَاءِ وَالْاِسْتِغْفَارِ** خدا جانتا ہے کہ میں نماز قرآن کی تلاوت دعا اور استغفار کو دوست رکھتا ہوں عباس دشمن کے لشکر کی طرف آئے اور امام کے پیغام کو ان تک پہنچایا عمر سعد نے اپنے لشکر کے ساتھ مشورہ کیا۔ تو بعض نے کہا کہ مہلت نہ دیں عمر بن حجاج کہ جو قوم کا سردار تھا اس سے عمر سعد نے کہا سبحان اللہ اگر یہ کفار اور دیلم ہوتے اور اس قسم کا مطالبہ کرتے تو ہم ان کو مہلت دیدیتے بالاخر وہ اس طریقے سے مان گئے اور عمر سعد نے ایک شخص کو امام حسینؑ کے پاس بھیجا اس نے ایسی جگہ سے آواز دی کہ جہاں سے امام کے ساتھی سن سکتے تھے کہا کل تک تمہیں مہلت ہے اگر کل تک تم نے ہماری بات کو تسلیم نہ کیا تو امیر عبیداللہ کے پاس لے جاؤنگا اور تم کو رہا نہیں کرونگا۔

دشمن کی امان کو رد کرنا

شمر نویں محرم کو خیام کے قریب آیا اور خیام کی طرف منہ کرکے کہا این بنو اختنا ہمارے بھانجے کہاں ہیں ام البنین کے بیٹے آگے آئے اور انہوں نے کہا ہم سے آپ کیا چاہتے ہیں شمر نے کہا **یَا بَنِی اُخْتِی آمِنُوْنَ** اے میری بہن کی اولاد تم امان میں ہو ان جوانوں نے جواب دیا **لَعَنَکَ اللّٰہُ وَلَعَنَ اَمَانَکَ اَتُؤمِنُنَا وَابْنُ رَسُوْلِ اللّٰہِ لَا اَمَانَ لَہٗ** خدا تجھ پر اور تیری امان پر لعنت کرے کیا تو ہمیں امان دیتا ہے حالانکہ فرزند رسول کے لیے امان نہیں ہے ایک اور روایت میں منقول ہے کہ حضرت عباس نے بلند آواز سے کہا تمہارے دونوں ہاتھ کٹ جائیں کس قدر بری امان ہے جو تم لائے ہو اے دشمنان خدا کیا تم چاہتے ہو کہ ہم فرزند فاطمہ کو چھوڑ دیں اور لعینوں اور لعین زادوں کے ساتھ مل جائیں۔

یہ جواب سن کر شمر غضبناک ہوا اور پھر اپنے لشکر کی طرف واپس پلٹ آیا ایک اور روایت میں ہے کہ امام حسینؑ عاشور کے دن اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور دشمن کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے آمادہ ہوئے تو اس وقت شمر نے آواز بلند کی اے میرے بھانجے تم سارے بھائی حسینؑ کی وجہ سے اپنے آپ کو قتل نہ کرو ادھر آؤ امیرالمومنین یزید کی اطاعت کرو حضرت عباس نے اس سے کہا تمہارے دونوں ہاتھ جدا ہوں اے خدا کے دشمن کیا ہم اپنے بھائی اور آقا کو چھوڑ دیں اور لعینوں اور لعین زادوں کی اطاعت کریں اس بنا پر شمر نویں محرم یا عاشورا کے دن یہ چاہتا تھا کہ اپنے رشتہ داروں مثلاً" جناب عباس اور اس کے بھائیوں کو قتل ہونے سے نجات

دے لیکن انہوں نے کمال استقامت کے ساتھ اس کی دعوت کو رد کیا اور آخری سانس تک انہوں نے امام حسینؑ کی حمایت کی اور ساتھ دیا۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

اصحاب کی وفاداری

شب عاشور کو امام حسینؑ نے اپنے یاروں مددگاروں کو اپنے اطراف میں جمع کیا امام سجاد فرماتے ہیں باوجودیکہ میں بیمار تھا میں بھی نزدیک ہوا تاکہ دیکھوں کہ میرے والد بزرگوار انہیں کیا فرماتے ہیں میں نے سنا کہ حضرت اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے حمد اور ثناء کے کے بعد فرمایا

"اَمَّا بَعْدُ وَاِنِّی لَااَعْلَمُ اَصْحَابًا اَوْفٰی وَلَا خَیْرًا مِنْ اَصْحَابِی وَلَا اَهْلَ بَیْتٍ اَبَرَّ وَلَااَوْصَلَ مِنْ اَهْلِ بَیْتِی فَجَزَاکُمُ اللّٰهُ عَنِّی خَیْرًا"

میں اپنے اصحاب سے زیادہ وفادار کسی کو نہیں جانتا ہوں اور ان سے بہتر بھی کسی کو نہیں جانتا ہوں اور میں نے اپنے خاندان سے زیادہ کوئی نیک خاندان نہیں دیکھا ہے۔ خدا ان کو میری طرف سے جزائے خیر دے۔

آگاہ ہوجاؤ کہ میں سب لوگوں سے مدد کی امید نہیں رکھتا ہوں آگاہ ہوجاؤ میں نے تم سب کو جانے کی اجازت دے دی ہے تم سب آزاد ہو چلے جاؤ میری طرف سے تمہاری گردن پر بیعت نہیں ہے یہ رات کہ جو تاریک ہے یہ موقع ہے تم اپنے اونٹوں پر سوار ہو کر چلے جاؤ یہ سن کر بھائی بیٹے بھتیجے عبداللہ بن جعفر اور زینب کی اولاد آگے بڑھے اور انہوں نے کہا ہم کیوں ایسا کریں آپ کے بعد زندہ رہیں ہرگز نہیں خدا ایسا دن ہمیں نہ دیکھائے۔ حضرت عباس ان میں پہلے شخص تھے کہ جنہوں نے اس مضمون کا کلام کیا اس کے بعد دوسروں نے بھی اسی طرح کا خطاب کیا۔

امام حسینؑ عقیل کی اولاد کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے عقیل کی اولاد مسلم کا شہید ہونا تمہارے لیے کافی ہے پس تم چلے جاؤ میں نے تمہیں جانے کی اجازت دی انہوں نے عرض کیا **سُبْحَانَ اللّٰهِ** اس وقت لوگ ہمارے بارے میں کیا کہیں گے کہ ہم نے اپنے بزرگ آقا اور چچا کو کہ جو تمام دنیا کے چچاؤں سے بہترین چچا ہیں ان کو چھوڑ دیا اور ہم نے ان کے ساتھ مل کر ایک بھی ان کا دشمن نہ مارا ہم نہیں جانتے ہیں کہ ہمارا انجام کیا ہو گا۔ ہم ہرگز ایسا کام نہیں کرسکتے ہیں بلکہ ہم اپنی جان مال عزت فرزند سب کو آپ پر قربان کریں گے اور آپ کے رکاب میں جنگ کریں گے جہاں آپ جائیں گے ہم بھی آپ کے ساتھ جائیں گے۔ **فَقَبَّحَ اللّٰهُ الْعَیْشَ بَعْدَکَ** پس آپ کے بعد خدا زندگی کو قبیح قرار دے مدد گاروں میں سے بنی ہاشم کے علاوہ مسلم بن عوسجہ کھڑے ہوئے اور کہا کیا ہم آپ کو چھوڑ سکتے ہیں کل خدا کے سامنے آپ کے بارے میں کیا عذر و بہانہ پیش کریں گے آگاہ ہوں خدا کی قسم میں آپ سے ہاتھ نہیں اٹھاؤں گا یہاں تک کہ اپنے نیزے کو دشمن کے سینے

میں پیوست نہ کردوں ان کو اپنی تلوار کے ساتھ ماروں گا یہاں تک تلوار کا دستہ میرے ہاتھ میں ہوگا اور ان کو پتھر ماروں گا خدا کی قسم آپ سے ہاتھ نہیں اٹھاؤں گا یعنی آپ کا ساتھ نہیں چھوڑونگا خدا جانتا ہے کہ ہم نے پیغمبر کی حرمت کو برقرار رکھا اور آپ کی حرمت کے بھی پاسدار ہیں اگر یہ مجھے ستر مرتبہ آپ کی راہ میں قتل کریں اور جلا دیں اور زندہ کریں پھر بھی آخری دم تک آپ کے ساتھ ہوں چہ جائے کہ یہ ایک دفعہ قتل سے زیادہ نہیں ہے آپ کے راستے میں قتل ہوجانا ایک کرامت ہے کہ جو ختم ہونے والی نہیں ہے۔

اس کے بعد زہیر بن قین کھڑے ہوئے اور کہا خدا کی قسم میں دوست رکھتا ہوں کہ میں مارا جاؤں پھر زندہ ہوجاؤں پھر مارا جاؤں یہاں تک کہ ہزار مرتبہ قتل کیا جاؤں اور خدا میرے قتل کی وجہ سے آپ کو اور آپ کے نوجوانوں کو قتل ہونے سے روکے رکھے کہ جو آپ کے خاندان سے ہیں حضرت کے اور ساتھیوں نے بھی اس قسم کا کلام کیا امامؑ نے تمام کا شکریہ ادا کیا اور سب کے لیے دعا فرمائی۔

شاھا من ار بہ عرش رسانم سریر فضل
مملوک این جنابم و محتاج این درم

اے شاہ دیں میں اگر فضل و کرم کے تخت کو عرش تک بھی پہنچا دوں تب بھی اس دروازے کا محتاج اور اس بارگاہ کا غلام ہوں

گربرکنم دل از تو و بردارم از تو مہر
این مہربرکہ افکنم واین دل کجا برم

اگر دل تیری طرف سے ہٹالوں اور تیری محبت کو ختم کردوں تو یہ محبت اور کس سے کروں گا اور اس دل کو کہاں لے جاؤں گا۔

**"لِلّٰهِ دَرُّهُمْ مِنْ فِتْیَةٍ صَبَرُوْا
مَاإِنْ رَأَیْتُ لَهُمْ فِی النَّاسِ اَمْثَالًا"**

**تِلْکَ الْمَکَارِمُ لَا قُعْبَانِ مِنْ لَبَنٍ
شِیْبًا" بِمَاءٍ فَعَادَا بَعْدُ اَبْوَالًا**

کس قدر اچھے اور پایدار نوجوان تھے کہ ان کی نظیر میں نے لوگوں میں کسی کو نہیں دیکھا ایسے نوجوان کہ جو ایسی فضیلت رکھتے تھے کہ جو خالص تھی یہ دودھ اور پانی کی طرح مخلوط نہیں تھے۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

امام حسین علیہ السلام کا امام مہدی آخرالزمانؑ کو یاد کرنا

حضرت امام باقرؑ فرماتے ہیں کہ امام حسینؑ نے اپنے اصحاب سے فرمایا بہشت تمہارے لیے مبارک ہو خدا کی قسم ہمارے ساتھ جو واقعات پیش آئیں گے کچھ مدت گزرے گی پھر ہم اور آپ زندہ ہونگے یہاں تک کہ ہمارا قائم (حضرت مہدی علیہ السلام) ظہور فرمائے گا ہم اور آپ غل و زنجیر اور مختلف قسم کے عذاب کو کہ جو ہمارے دشمنوں کو دئے جائیں گے ہم اس کو دیکھیں گے ایک شخص نے پوچھا آپ کا قائم کون ہے حضرت نے فرمایا حضرت باقرؑ کے فرزند سے ساتواں فرزند ہوگا اور وہ حجتہ بن الحسن ہے وہ ایک طویل مدت تک غائب ہوگا اس کے بعد ظہور کرے گا جس طرح زمین ظلم اور جور سے پر ہوئی ہے اس کو اسی طرح عدل سے پر کرے گا۔

نیز روایت میں ہے کہ امام حسینؑ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا خدا تمہیں جزائے خیر عطا فرمائے اور تمہیں بہشت میں تمہارا مقام بھی دکھائے اور جب انہوں نے عاشورا کی رات اپنے بلند مقام کو بہشت میں دیکھا تو ان کے یقین میں اضافہ ہوگیا جس کی وجہ سے وہ درد کا احساس نہیں کرتے تھے اور اس قدر شہادت کے لیے تڑپتے تھے کہ شہادت حاصل کرنے کے لیے ایک دوسرے سے سبقت لیتے تھے۔

شب عاشور جناب زینب کا اضطراب

امام سجاد فرماتے ہیں میں شب عاشور بیٹھا ہوا تھا اور میری پھوپھی میرے پاس تھی اور میری تیمار داری کررہی تھی اس وقت میرے والد بزرگوار اس خیمہ میں تشریف لے گئے کہ جس میں جون (یا جوین) ابوذر کا غلام حضرت کی تلوار تیز کرنے میں مصروف تھا۔ اور ان اشعار کو پڑھ رہا تھا کہ جو دنیا کی بے وفائی کی تائید کرتے ہیں

يَا دَهْرُ أُفٍّ لَكَ مِنْ خَلِيلِ
كَمْ لَكَ بِالْإِشْرَاقِ وَالْأَصِيلِ
مِنْ صَاحِبٍ أَوْطَالِبٍ قَتِيلِ
وَالدَّهْرُ لَا يَقْنَعُ بِالْبَدِيعِ
وَإِنَّمَا الْأَمْرُ إِلَى الْجَلِيلِ
وَكُلُّ حَيٍّ سَالِكٌ سَبِيلِي

اف برتو ای روزگار پارستمگر
چند به صبح وبسیں چوگرگ تناور
برکنی ازیاد و دوست افسر وهمسر

نیست قناعت ورابه اندک وکمتر
کار همان است سوئی حضرت داور
هرکه بود زنده راه من رود آخر

بے شک سب کام خدا کی طرف جانے میں ہے جو بھی زندہ ہے وہ میری طرف آخر کار آتا ہے۔ بعض روایات میں آخری شعر اس طرح آیا ہے۔

مَا أَقْرَبَ الْوَعْدَ مِنَ الرَّحِيلِ
وَإِنَّمَا الْأَمْرُ إِلَى الْجَلِيلِ

اکنون که نزدیک است وقت کوچ کردن
جزبارگاه عزتش نبود پناهی

اب کہ کوچ کا وقت قریب ہے سوائے پروردگار کی پناہ کے اور کوئی پناہ گاہ نہیں ہے۔

اس کے بعد امام حسینؑ نے بھی ان اشعار کو دو تین مرتبہ پڑھا اور میں نے ان اشعار کو سنا اور امام کے مقصد کو میں نے سمجھ لیا اور گریہ سے گلو گیر ہوا لیکن اپنے آپ کو روک کے رکھا خاموش رہا اور میں نے جان لیا کہ ایک بلا آنے والی ہے لیکن میری پھوپھی زینب نے ان اشعار کو سنا تو انہوں نے بھی حضرت کے مقصد کو سمجھ لیا لیکن اپنے آپ کو سنبھال نہ سکیں۔ گریہ کرتی ہوئیں اضطراب کی حالت میں بے تابانہ حضرت امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہا **وَاثُكْلَاهُ لَيْتَ الْمَوْتَ أَعْدَمَنِي الْحَيٰوةَ** آہ اس مصیبت سے پہلے کاش مجھے موت آجاتی اور میں زندہ نہ ہوتی آج میں اپنے آپ کو اس طرح دیکھ رہی ہوں کہ میرے ماں باپ اور بھائی حسنؑ اس دنیا سے چلے گئے ہیں تمام میں سے صرف آپ رہ گئے ہیں اے پیچھے رہنے والوں کے یاد تو امام نے ان کو دیکھا اور کہا بہن صبر سے کام لو اس کے بعد آپ کی بھی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور فرمایا **لَوْ تُرِكَ الْقَطَا لَنَامَ** اگر قطا پرندہ کو چھوڑ دیتے تو آرام سے اپنے آشیانہ میں آرام کرتا زینب نے عرض کیا۔ ہائے افسوس آپ نے اپنے آپ کو موت کے سپرد کردیا۔

میرے دل کے بندھن ٹوٹ گئے اور یہ مجھ پر بہت زیادہ ناگوار اور دشوار ہے۔ یہ کہتے ہوئے غش کھا کر زمین پر گر پڑیں کچھ دیر بعد جب غش سے فاقہ ہوا۔ تو امام نے ان کو تسلی دی اور فرمایا اے بہن صبر کرو اور پرہیز گاری کو اپنا پیشہ قرار دو۔ جان لو کہ تمام زمین والوں اور آسمان والوں کے لئے موت ہے اور خدا کے علاوہ کوئی بھی باقی نہیں رہے گا میرے ماں باپ میرے جد مجھ سے بہتر تھے میرے بھائی حسنؑ مجھ سے بہتر تھے تمام اس دنیا

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

سے چلے گئے مجھے اور ہر مسلمان کو چاہئے کہ رسول خدا کی اقتداء کریں - بہن قسم دے کر کہتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اپنے ہاتھوں سے اپنے منہ کو خراش نہ کرنا واوی ہلاکت کو اپنے لئے نہ چاہو امام سجاد فرماتے ہیں اس وقت میرے بابا جناب زینب کو میرے پاس لے کر آئے اور میرے پاس بٹھا کر خود اپنے ساتھیوں کی طرف چلے گئے - عاشورا کی رات امام موجود تھے اور بہن کو تسلی دیتے تھے لیکن عاشور کی عصر کے بعد کون ہے کہ جو زینبؑ کو تسلی دے۔

خدا کے ساتھ راز و نیاز کی باتیں کرنا

شب عاشور کے واقعات میں سے ایک یہ ہے کہ امام حسینؑ اور آپ کے اصحاب تمام رات ، دعا ، تلاوت قرآن ، نماز اور مناجات میں مشغول رہے اور روایت میں ہے کہ **وَ لَهُمْ دَوِيٌّ كَدَوِيِّ النَّحْلِ مَا بَيْنَ رَاكِعٍ وَ سَاجِدٍ وَ قَائِمٍ وَ قَاعِدٍ** ان کی آوازیں شہد کی مکھیوں کی آواز کی طرح تھیں بعض رکوع کی حالت میں بعض سجدے کی حالت میں اور بعض قیام و قعود کی حالت میں تھے یہی پر سوز آوازیں خدا کے عشق اور پاک دلوں سے اٹھتی تھیں اور اسی وجہ سے دشمن کے 32 آدمی متاثر ہو کر اسی رات امام کے لشکر کے ساتھ مل گئے۔

شب عاشور نافع بن ہلال کا یادگار واقعہ

شب عاشور امام حسینؑ تنہا خیمہ سے باہر آئے بیابان میں نشیب و فراز کو پہچانے کے لئے تشریف لے گئے یعنی زمین کہاں پر اونچی ہے کہاں نیچی ہے نافع بن ہلال کہتا ہے میں بھی امام کے پیچھے چل پڑا تاکہ دشمن کی طرف سے کوئی اذیت پہنچے تو دفاع کر سکوں۔ مولا میرے ارادے کو سمجھ گئے اور مجھ سے فرمایا کیوں باہر آئے ہو میں نے عرض کیا جب آپ تنہا باہر نکلے تو میں پریشان ہوا چونکہ ظالم لشکر یہیں قریب ہے امام نے فرمایا میں اس بیابان میں زمین کی نشیب و فراز کو دیکھنے آیا ہوں کہ حملہ کرتے وقت میدان کی کمین گاہ کو پہچان لوں -نافع کہتا ہے اس کے بعد امامؑ واپس ہوئے اور میرے ہاتھ کو پکڑا اور فرمایا کہ خدا کا وعدہ ناقابل تردید ہے اس کے بعد فرمایا کیا تم نہیں چاہتے کہ رات کو ان دو پہاڑوں کے درمیان سے چلے جاؤ اور اپنے آپ کو اس پر آشوب وقت سے نجات دے دو نافع نے جب یہ بات سنی تو امام کے پاؤں پر گر گیا اور بوسہ دیا اور سوز و گداز کے ساتھ کہا میں قربان جاؤں)میری تلوار ہزار درہم کی اور گھوڑا ہزار درہم کا - خدا نے آپ کے ساتھ رہنے کی بھی توفیق عطا فرمائی ہے جس پر مجھے فخر ہے میں آپ سے جدا نہیں ہوں گا۔ یہاں تک کہ آپ کے لئے میں ٹکڑے ٹکڑے ہو جاؤں اس کے بعد امام جناب زینب کے خیمہ میں چلے گئے اور نافع خیمے کے سامنے امام کے انتظار میں کھڑا رہا کہ اچانک سنا کہ

جناب زینب اپنے بھائی سے کہتی ہیں کیا اپنے اصحاب سے امتحان لے لیا ہے مجھے ڈر لگتا ہے کہ کہیں خطرے کے وقت آپ کو تنہا نہ چھوڑ دیں۔ امام نے فرمایا خدا کی قسم میں نے ان کو آزما لیا ہے اور دیکھا کہ تمام آمادہ اور ثابت قدم ہیں نافع کہتا ہے کہ میں نے جس وقت جناب زینب کی یہ کلام سنی تو میں رو دیا اور حبیب بن مظاہر کے پاس گیا اور جو کچھ میں نے سنا تھا ان کو بیان کر دیا حبیب نے کہا خدا کی قسم اگر امام کے حکم کا انتظار نہ ہوتا تو ابھی ابھی اپنی تلوار لیکر دشمن پر حملہ کرتا میں نے کہا میں گمان کرتا ہوں کہ مستورات نے حضرت زینبؑ کے ساتھ اس کی قسم کی باتیں کی ہونگی اور وہ پریشان ہو گئی ہونگی مناسب ہے کہ اصحاب کو جمع کریں اور جناب زینب کے خیمہ کے قریب جائیں اور ہم اپنی گفتگو سے ان کے دلوں کو مطمئن کریں حبیب نے اپنے اصحاب کو جمع کیا اور نافع کی باتیں ان کو بتائیں سب نے کہا اگر امام کے فرمان کا انتظار نہ ہوتا تو ہم ابھی حملہ کرتے پھر پتہ چل جاتا کہ ہم اپنے عہد پر ثابت قدم ہیں یا نہیں حبیب نے ان کے لئے دعا کی سب مل کر اھل بیتؑ کے خیموں کے قریب آئے اور آواز دی اے اھل بیتؑ رسول یہ تمہارے غلاموں کی تلواریں ہیں اور ہم نے قسم کھائی ہے کہ یہ نیام میں نہیں رکھیں گے جب تک دشمنوں کی گردن کو جدا نہ کریں - اور یہ آپ کے نوجوان اصحاب کے نیزے ہیں کہ انہوں نے قسم کھائی ہے کہ ان کو زمین پر اس وقت تک نہیں پھینکیں گے جب تک ان کو دشمن کے سینوں میں پیوست نہ کردیں گے۔

دشمن کے راستے میں خندق کھودنا اور آگ جلانا

امام حسینؑ نے اصحاب سے فرمایا اپنے خیموں کو ایک دوسرے سے نزدیک کرو اور مردوں کے خیموں کو عورتوں کے خیموں کے آگے قرار دو اور خیموں کے پیچھے خندق کھودو اور اس میں لکڑیاں ڈال دو اور آگ لگادو تاکہ دشمن کا لشکر خیموں کے پیچھے سے خیموں کی بے حرمتی نہ کرے۔

بریر کا مذاح کرنا

شب عاشور بریر بن خضیر اور عبدالرحمٰن پہرہ دے رہے تھے کہ بریر نے عبدالرحمٰن کے ساتھ مزاح کیا عبدالرحمٰن نے اس سے کہا آج کی رات مزاح کی رات نہیں ہے بریر نے کہا میری قوم مجھے جانتی ہے کہ میں نے نہ جوانی میں نہ بڑھاپے میں مزاح کیا ہے اب جو مزاح کرتے ہوئے دیکھ رہے ہو وہ اس لئے ہے کہ میں جانتا ہوں کہ میں شہید ہو جاؤں گا اور شہادت کے بعد بہشت میں حوریں ملیں گی اور بہشت کی نعمات سے بہرہ مند ہو جاؤں گا۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

شب عاشور آدھی رات کو دو جگہ پر اجتماع

حضرت زینبؑ سے منقول ہے کہ میں شب عاشور آدھی رات کو اپنے بھائی عباس کے خیمہ میں گئی تو میں نے دیکھا کہ بنی ہاشم کے نوجوان اس کے اطراف میں حلقہ کئے ہوئے بیٹھے ہیں اور حضرت شیر کی طرح ان کے ساتھ گفتگو کررہے ہیں اور ان سے کہہ رہے ہیں -اے بھائیو اور اے چچا زاد بھائیو کل جب جنگ شروع ہوگی تو سب سے پہلے جنگ کے میدان میں آپ ہی کو ہونا چاہئے تاکہ لوگ یہ نہ کہیں کہ بنی ہاشم نے اپنی مدد کے لئے دوسروں کو بلایا ہے۔ اور اپنی زندگی کو دوسروں کی زندگی پر ترجیح دی ہے۔ بنی ہاشم کے جوانوں نے جواب دیا ہم آپ کے حکم کے تابع ہیں حضرت زینبؑ فرماتی ہیں وہاں سے میں حبیب بن مظاہر کے خیمہ کی طرف گئی تو دیکھا کہ بنی ہاشم کے علاوہ سب اصحاب ایک جگہ پر اکٹھے بیٹھے ہیں اور حبیب ان اصحاب سے کہہ رہے ہیں کل جب جنگ شروع ہوگی تو تم پیش قدمی کرنا اور سب سے پہلے میدان میں تم جانا بنی ہاشم کے کسی بھی جوان کو میدان جنگ میں اپنے سے پہلے جانے نہ دینا چونکہ بنی ہاشم سادات اور ہمارے بزرگ ہیں اصحاب نے کہا آپ کی بات بالکل صحیح ہے ہم اپنے وعدہ کو پورا کریں گے۔

حضرت امام حسینؑ کا خواب دیکھنا

شب عاشور سحر کے وقت امام حسینؑ تھوڑی دیر کے لیے سوئے پھر بیدار ہوئے اور حاضرین سے فرمایا۔ میں نے خواب میں چند کتوں کو دیکھا ہے جو میری طرف آرہے تھے تاکہ مجھے تکلیف دیں اور میں نے ان کتوں کے درمیان دو قسم کے رنگ کا کتا دیکھا کہ وہ سب سے زیادہ میرے اوپر سخت تھا یعنی مجھ پر حملے کررہا تھا۔ اور میں گمان کرتا ہوں کہ ان دشمنوں میں سے مجھے قتل کرنے والا برص کی بیماری میں مبتلا ہوگا پھر عالم خواب میں رسول خداصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے اصحاب کے ساتھ دیکھا انہوں نے فرمایا اے میرے بیٹے تو آل محمد کا شہید ہے آسمان والے آپ کے آنے کی وجہ سے خوشی کرتے ہیں آج رات تمہاری افطاری ہمارے پاس ہوگی دیر نہ کرو یہ فرشتہ ہے کہ جو آسمان سے اترا ہے تاکہ تمہارے خون کو جمع کرے اور سبز شیشی میں محفوظ رکھے۔ یہ خواب جو میں نے دیکھا ہے وہ یہ بتاتا ہے کہ موت قریب ہے اور اس میں شک بھی نہیں ہے کہ کوچ کرنے کا وقت قریب آن پہنچا ہے۔

روز عاشور کے واقعات

صبح کی نماز کے بعد امام حسینؑ نے اپنے ساتھیوں کی جنگ کے لیے صف بندی کی تو 23 آدمی سوار اور چالیس پیادہ تھے زہیر بن قین کو دائیں طرف کے لشکر کا امیر بنایا اور حبیب بن مظاہر کو بائیں جانب کے لشکر کا امیر بنایا اور جنگ کا علم اپنے بھائی حضرت عباس کے حوالے کیا یعنی ان کو فوج کا علمدار مقرر کیا اور خود اوردوسرے بنی ہاشم کو لشکر کے وسط میں رکھا اور خیموں کو اپنے پیچھے قرار دیا اور خیموں کے اطراف میں پہلے خندق کھودی اور لکڑیوں سے بھردی اور آگ لگا دی اس ڈر سے کہ کہیں دشمن پیچھے سے حملہ نہ کرے۔ اسی طرح عمر بن سعد نے بھی اپنے لشکر کو تیار کیا دائیں طرف کے لشکر کا امیر عمرو بن حجاج تھا اور بائیں جانب کا امیر شمر بن ذی الجوشن تھا اور عروۃ بن قیس سواروں کا سردار اور شبث بن ربعی پیادہ لوگوں کا امیر تھا اس نے جھنڈا اپنے غلام کے ہاتھ میں دیا جس کا نام درید تھا۔

دشمنوں کی ایک جماعت نزدیک آئی اپنے گھوڑوں کو خیموں کے اطراف میں جولان دیا خیموں کے پیچھے جو خندق تھی اس کو جب شعلہ ور دیکھا تو شمر نے بلند آواز سے کہا اے حسینؑ تم نے جہنم کی آگ سے پہلے دنیا کی آگ کی طرف جلدی کی۔ امام نے فرمایا اے بکریاں چرانے والی کے بیٹے تو نے آگ کو شعلہ ور کیا ہے جہنم کا سزاوار تو ہے۔ مسلم بن عوسجہ نے چاہا کہ شمر کو تیر کا نشانہ قرار دے لیکن امام نے اس کو اس کام سے روکا مسلم نے عرض کیا مولا مجھے اجازت دیں کہ اس کو ماروں چونکہ وہ ایک فاسق اور دشمنوں میں سے ہے اور بہت بڑے ظالموں میں سے ہے اب خدا نے اس کے قتل کرنے کو ہمارے لیے آسان کیا ہے امام نے فرمایا **لَاتَرمِهُ فَانِّی اَکرَهُ اَنْ اَبْدَاَهُمْ** اس کو نہ مارو چونکہ میں نہیں چاہتا ہوں کہ جنگ کی ابتدا میری طرف سے ہو۔

اس موقع پر امام نے اپنے اونٹ کو طلب کیا اس پر سوار ہوئے اور خطبہ پڑھا کہ جس کو خطبہ اول کے عنوان ذکر کیا جاتا ہے۔ اس خطبہ میں لوگوں کو نصیحت کی اور اپنا تعارف کرایا من جملہ فرمایا کیا پیغمبر کا یہ کلام تم تک نہیں پہنچا کہ جس میں پیغمبر خدا نے فرمایا تھا **هٰذَانِ سَیِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ** حسنؑ اور حسینؑ اہل جنت کے جوانوں کے سردار ہیں اگر تم کہتے ہو کہ میں نے جھوٹ کہا ہے تو تمہارے درمیان ایسے لوگ موجود ہیں مثلاً جابر بن عبداللہ انصاری ابوسعید خدری سہل بن سعد ساعدی زیدبن ارقم اور انس بن مالک جو اس کے بارے میں جانتے ہیں چاہو تو ان سے پوچھ لو وہ تمہیں بتا دیں گے کہ وہ یہ حدیث پیغمبرؐ پوچھ لو میرے اور میرے بھائی کے بارے میں سن چکے ہیں کیا رسولؐ کا یہ کہنا مجھے شہید کرنے سے نہیں روکتا شمر نے کہا تو خدا کی تنہا زبان کے ساتھ پرستش کرتا ہے۔ **هُوَ یَعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰی حَرْفٍ** تو حبیب بن مظاہر نے بلند آواز سے کہا **وَاللّٰهِ اِنِّی لَاَرَاکَ تَعْبُدُاللّٰهَ عَلٰی سَبْعِیْنَ حَرْفاً** خدا کی قسم میں تم کو دیکھ رہا ہوں کہ تم خدا کی تنہا زبان کے ساتھ اور وہ ستر زبانوں کے ساتھ اس کی پرستش کرتا ہے تم نہیں جانتے ہو کہ حسینؑ کیا کہتا ہے تمہارا دل سیاہ

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

اور اس پر مہر لگی ہوئی ہے۔ گفتگو کے بعد دشمن کے لشکر نے حملہ کرنا شروع کیا جب حربن یزید ریاحی نے دیکھا کہ نوبت جنگ تک پہنچ چکی ہے تو اس نے بغیر تاخیر کیے ہوئے اپنے آپ کو لشکر سے الگ کیا (کہ اس کا واقعہ بعد میں ذکر کیا جائے گا) عمر سعد اپنے پرچمدار کی طرف متوجہ ہوا اور بلند آواز سے کہا اے درید پرچم کو نزدیک لے آؤ اس کے بعد ایک تیر کمان میں رکھا اور حسینؑ کے لشکر کی طرف پھینک دیا اور کہا گواہی دو کہ میں سب سے پہلا شخص ہوں کہ جس نے حسینؑ کو تیر مارا اس کے بعد باقی لشکر نے تیر مارنا شروع کیے ایک ایک کی جنگ کے بعد سب نے مل کر حملہ کرنا شروع کیا دونوں طرف سے کافی آدمی مارے گئے بعض کے قول کے مطابق پہلے حملے میں حسینؑ کے اصحاب میں سے پچاس آدمی شہید ہوئے دو دو تین تین اور چار چار آدمیوں کے حملے کے بعد پروگرام یہ بنایا گیا کہ امام کے اصحاب اور اعزاء ایک ایک ہو کر جنگ کے لیے میدان میں جائیں۔

امام حسینؑ کے اصحاب

مشہور یہ ہے کہ کربلاء کے شہداء بہتر تھے لیکن مسلم ہے کہ شہداء کربلا اس سے زیادہ تھے بعض روایات میں ہے کہ امام حسینؑ نے وداع سے پہلے اپنی مقتل کی طرف نگاہ کی کہ بہتر (72) اصحاب اور دوستوں کے اور اٹھارہ اعزاء کے بدن کو خون میں غلطان دیکھا مرحوم مستوفی ناسخ التواریخ میں لکھتے ہیں کہ تحقیق کے بعد میں نے جو اجتھاد کیا ہے وہ یہ ہے کہ کربلاء کے شہداء بہتر سے زیادہ تھے بعض نے شہداء کو ایک ہزار تک لکھا ہے۔ اور یہ کہ عوام کی زبان پر جو موجود ہے کہ بہتر تھے اس سے مراد وہ شہداء ہیں کہ جو مدینہ سے امام کے ساتھ کربلاء آئے تھے اور زیارت ناحیہ مقدسہ میں کہ جس کو سید بن طاؤس نے امام زمانؑ سے نقل کیا ہے اس میں 79 شہداء کربلاء کے نام مذکور ہیں۔ کتاب فرسان الھیجاء میں لکھا ہے کہ امام حسینؑ کے اصحاب میں سے 228 شہید ہوئے تھے ان میں سے ایک آدمی جس کا نام سلیمان بن ابی زرین تھا بصرہ میں شہید ہوا تھا اور بارہ کوفہ میں شہید ہوئے تھے مرحوم علامہ سید محسنؒ امین نے کتاب اعیان الشیعہ میں 139 شہداء کے ناموں کا ذکر کیا ہے پھر فرماتے ہیں جو کچھ اخبار نے ہم تک پہنچایا ہے وہ یہ ہے کہ بنی ہاشم سے (امیرالمومنین علیؑ کی اولاد سے) دس افراد کربلاء میں شہید ہوئے اور ان کے نام بھی ذکر کیے گئے ہیں امام حسنؑ کی اولاد سے چار ہیں ان کے نام بھی ذکر کیے گئے ہیں حضرت امام حسینؑ کی اولاد سے تین شہید ہوئے۔ علی اکبر، عبداللہ، ابراہیم اور عبداللہ بن جعفر کی اولاد سے تین شہید ہوئے۔ محمدؑ عون، عبیداللہ اور عقیل کی اولاد سے 90 شہید ہوئے ان کے نام بھی ذکر کیے گئے ہیں۔

اور احمد بن محمد ہاشمی کہ اس کا نسب بنی ہاشم میں معلوم نہیں ہے اس کو بھی ساتھ ملانے کی بناء پر بنی ہاشم کے

شہداء کی تعداد تیس بنتی ہے۔

بنی ہاشم کے علاوہ باقی شہداء 106 ہیں جن کے نام بھی ذکر کیے گئے ہیں۔

تین افراد بنی ہاشم کے علاوہ اور کوفے میں شہید ہوئے جن کے نام یہ ہیں ہانی عبداللہ بن یقطر، قیس بن مسہر صیداوی

نتیجہ یہ نکلا کہ کربلاء اور کوفہ میں بنی ہاشم کے شہداء کی کل تعداد تیس ہے اور غیر بنی ہاشم 109 اور تمام کو ملا کر شہدا کی تعداد 139 بنتی ہے اب امامؑ کے ساتھیوں کی کس طرح شہادت ہوئی جدا جدا اختصار کے ساتھ ذکر کیا جائے گا۔

حربن یزید ریاحی کی آمد

عاشور کی صبح کو پہلے حملہ میں جس وقت حر نے دیکھا کہ جنگ شروع ہوگئی ہے تو عمر سعد سے کہا کیا تو نے امام حسینؑ کے ساتھ جنگ کرنے کا مصمم ارادہ کرلیا ہے عمر سعد نے کہا ہاں خدا کی قسم سب سے زیادہ آسان جنگ سروں کا گرنا اور ہاتھوں کا کٹنا ہوگی اور ادھر سے حر نے سنا کہ امام حسینؑ فرما رہے ہیں۔ (**اَمَا مِنْ مُغِيْثٍ يُغِيْثُنَا لِوَجْهِ اللّٰهِ اَمَا مِنْ ذَابٍّ يَذُبُّ عَنْ حَرَمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ**) کوئی مدد کو پہنچنے والا نہیں کہ جو خدا کی رضا کے لیے ہماری مدد کو پہنچے کوئی دفاع کرنے والا نہیں کہ جو حرم رسول خدا کا دفاع کرے ادھر حر اپنے لشکر کے قریب گیا اور اپنے قبیلے کے ایک فرد کہ جس کا نام قرۃ بن قیس تھا اور حر کا غلام تھا اس کے پاس گیا اور اس سے کہا اے قرۃ کیا آج تم نے اپنے گھوڑے کو پانی پلایا ہے قرۃ نے جواب دیا نہیں حر نے کہا کیا اس کو پانی نہیں پلانا چاہتے ہو؟ قرۃ کہتا ہے کہ خدا کی قسم میں نے حر کے چہرے سے اندازہ لگایا کہ حر چاہتا ہے کہ جنگ سے الگ ہوجائے اس کے بعد حر نے کہا اچھا میں ابھی جاکر اپنے گھوڑے کو پانی پلاتا ہوں اور وہ اس بہانے سے آہستہ آہستہ امام حسینؑ کے پاس چلا گیا۔

دشمنوں کی فوج میں سے ایک شخص جس کا نام مہاجر تھا اس نے جب حر کو لشکر امام کی طرف جاتے ہوئے دیکھا تو حر سے کہا کیا کرنا چاہتے ہو؟ کیا حسینؑ پر حملہ کرنا چاہتے ہو لیکن حر نے اس کا جواب نہ دیا لیکن بدن پر لرزہ سا طاری تھا مہاجر نے کہا خدا کی قسم میں نے تجھے کسی جنگ میں اس طرح نہیں دیکھا کہ جس طرح اب تمہیں کانپتے ہوئے دیکھ رہا ہوں اس سے پہلے اگر مجھ سے کوئی پوچھتا تھا کہ کوفہ کے مردوں میں سب سے زیادہ دلیر کون ہے تو میں تمہارا نام لیتا تھا یہ کس قسم کا ڈر ہے کہ جو تجھ میں دیکھ رہا ہوں حر نے کہا خدا کی قسم میں اپنے آپ کو بہشت اور جہنم کے درمیان دیکھ رہا ہوں اور خدا کی قسم میں کسی چیز کو بہشت پر ترجیح نہیں دیتا ہوں اگرچہ

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

میں پارہ پارہ ہی کیوں نہ ہوجاؤں اور مجھے آگ میں ہی جلا دیا جائے یہ کہا اور جلدی سے اپنے گھوڑے پر سوار ہوکر لشکر امام حسینؑ کی طرف گیا اور جب امام حسینؑ کے پاس آیا تو عرض کی میں آپ پر قربان ہوجاؤں اے فرزند رسولؐ میں وہی شخص ہوں کہ جس نے آپ کو واپس جانے سے روکا تھا اور میں آپ کے ساتھ آیا اور جبراً میں نے آپ کو اس بیابان میں روکا اور میں گمان نہیں کرتا تھا کہ یہ آپ کے پیشنہاد کو قبول نہیں کریں گے اور آپ پر اس قسم کی سختی کریں گے میں نے جو کچھ آپ کے ساتھ کیا اس پر پشیمان ہوں اور خدا سے توبہ کرتا ہوں **اَفَتَریٰ لِی مِنْ ذٰالِکَ تَوْبَۃً** کیا میری توبہ قبول ہوسکتی ہے۔

باخجالتهای کلی روبراه آور ده ام
جان پر درد و زبان عذر خواه آور ده ام

پوری شرمندگی کے ساتھ وارد ہوا ہوں غم زدہ جان اور عذر کرنے والی زبان لے کر آیا ہوں۔

برمن بی دل میفشان دست رد زیرا که من
برامیدی رو سوی این بارگاه آور ده ام

مجھ بے دل کی بات رد نہ کیجئے گا اس لیے کہ میں بہت ہی پرامید ہوکر اس بارگاہ میں وارد ہوا ہوں۔

دارم از لطف ازل منظر فردوس طمع
گرچه دربانی میخانه دونان کردم

ازل کے لطف وکرم سے مجھے فردوس کے منظر کا لالچ ہے اگرچہ میں نے کم ظرف لوگوں کے میخانے کی دربانی کی ہے۔

سایه ای بردل ریشم فکن ای گنج مراد
که من این خانه به سودائی تو ویران کردم

اے مراد کے خزانے میرے زخمی دل پر اپنا سایہ کر میں نے تیرے عشق کی وجہ سے اس گھر کو ویران کرلیا ہے۔

امام نے فرمایا ہاں خدا توبہ کو قبول کرتا ہے آجاؤ گھوڑے سے نیچے آجاؤ

رواق منظر چشم من آشیانه تست
کرم نما و فرود آ که خانه خانه تست

حر نے عرض کیا میں سوار رہوں یہ پیادہ ہونے سے زیادہ بہتر ہے میں ابھی دشمن کے ساتھ جنگ کرنا چاہتا ہوں۔

امام حسینؑ نے فرمایا خدا رحمت کرے جو چاہتے ہو انجام دو۔

حر میدان کی طرف آئے عمر سعد کے لشکر کے سامنے کھڑے ہو کر ایک خطبہ دیا اور انہیں ملامت کی اور آخر میں ان سے کہا تم نے ذریت رسولؐ کے ساتھ برا سلوک کیا خدا تم کو قیامت میں پیاس کے دن سیراب نہ کرے

دشمن نے اس کو تیر کا نشانہ قرار دیا۔ حر امام کی طرف واپس ہوئے اور امام کے حضور میں کھڑے ہوئے (جیسے ایک فدا کار حکم کا منتظر ہوتا ہے)

امید خواجگیم بود بندگی تو کردم
هوای سلطنتم بود خدمت تو گزیدم

اگرچه درطلبت هم عنان باد شمالم
بگرد سرو خرامان قامت نرسیده

حر کی ایک فریاد

بعض روایات میں ہے کہ امام حسینؑ کی درگاہ میں توبہ قبول ہونے کے بعد حر نے حضرت سے اجازت طلب کی تاکہ اھل بیتؑ کے پاس جاکر عذر خواہی کرے امام نے اجازت دی حر خیام کے قریب گئے دل شکستہ اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے عرض کیا میرا سلام ہو اے نبوت کے خاندان میں وہ شخص ہوں کہ جس نے آپ کے راستے کو روکا آپ کے دلوں کو توڑا اور آپ کو ڈرایا اب پشیمان ہوں عفو کی امید رکھتا ہوں میں آپ سے پناہ طلب کرتا ہوں میری خواہش ہے کہ آپ مجھے بخش دیں اور جناب فاطمہ زھراءؑ کے پاس میری شکایت نہ کریں۔ حر کے اس جانسوز کلام نے اھل بیتؑ کو ایسا غمزدہ کیا کہ نالہ و فریاد کی آوازیں بلند ہونے لگیں حر نے جب یہ حالت دیکھی تو بلند آواز سے گریہ کرنے لگا اور اپنے گھوڑے سے اترا اور اپنے ہاتھ منہ پر مارنے لگا اور سر پر مٹی ڈالنے لگا اور کہنے لگا کاش میرے ہاتھ پاؤں شل ہوجاتے جو کچھ میں نے کیا تھا وہ نہ کرتا کاش زبان گنگ ہوجاتی جو کچھ میں نے کہا وہ نہ کہتا کاش آپ کو واپس ہونے سے نہ روکتا۔ بعض اھل حرم نے حر کو تسلی دی اور اس کے لیے دعا کی تاکہ اس کے دل کو سکون حاصل ہو۔

امام حسینؑ کے ساتھ حر کا سب سے پہلا کلام یہ تھا اے فرزند رسولؐ میں وہ شخص ہوں کہ جس نے آپ کے راستے کو روکا اب میں چاہتا ہوں کہ جنگ میں سب سے پہلے آپ کے راستے میں شہید ہوجاؤں تاکہ قیامت کے دن ان افراد میں سے ہوجاؤں کہ جنھوں نے رسول کے ساتھ مصافحہ کیا ہے امامؑ نے اس کو اجازت دی حر میدان کی طرف نکلے بجلی کی طرح لشکر یزید پر حملہ کیا اور رجز پڑھتے تھے رجز کا ترجمہ یہ ہے۔

میں وہ حر ہوں کہ جس کا گھر مہمان کے اترنے اور پناہ کی جگہ ہے میں مہمان نوازی کی رسم کو جانتا ہوں خصوصاً ان مہمانوں کی کہ جو مکہ اور منیٰ میں اور خدا کے مہمانوں میں سب سے زیادہ محترم مہمان ہیں خدا کے حریم کے دفاع میں میری تلوار جس کسی کو لگے مجھے پرواہ نہیں ہے میں وہ حر ہوں کہ جو اپنے خاندان میں سب زیادہ بزرگ

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

ہے۔ شجاعت اور آزادی میرے باپ دادا سے مجھے وراثت میں ملی ہے۔ حر اپنے بیٹے علی اور بھائی مصعب کو اپنی شہادت سے پہلے امامؑ کی خدمت میں لے گئے انہوں نے بھی توبہ کی اور جنگ کے لیے میدان میں گئے حر کا فرزند علی شجاعانہ انداز میں جنگ لڑنے کے بعد شہید ہوا اور حر بیٹے کے شہید ہونے پر بہت خوش ہوا۔ مصعب حر کے رجز سے متاثر ہوکر امامؑ کے ساتھ مل گیا اور دشمن کے ساتھ جنگ کی یہاں تک کہ شہید ہوا حر کا غلام کہ جس کا نام (قرة ہے) یہ بھی حر کی شہادت کے بعد امامؑ کی خدمت میں آیا اور توبہ کا اظہار کیا امام نے اس کی توبہ کو بھی قبول کیا وہ بھی دشمن کے ساتھ جنگ کرنے کی وجہ سے شہید ہوا۔ ان چار آدمیوں کا زبان حال کہ جو دشمن کے لشکر کو چھوڑ کر امام کے ساتھ ملے تھے یہ ہے

ما در این در نہ پی حشمت و جاہ آمدہ ایم
از بد حادثہ اینجا بہ پناہ آمدہ ایم

ہم اس دروازے پر جاہ و حشمت کے لیے نہیں آئے ہیں ہم یہاں مصیبت سے بچنے کے لیے پناہ لینے آئے ہیں۔

رہرو منزل عشقیم زسرحد عدم
تابہ اقلم وجود این ہمہ راہ آمدہ ایم

ہم منزل عشق کے رہرو ہیں ہم عدم کی سرحد سے سلطنت وجود تک کا راستہ چل کر آئے ہیں۔

سبزہ خط تو دیدیم زبستان بہشت
بطلب کاری آن مہر گیاہ آمدہ ایم

ہم نے تیرے چہرے کے رخ کا سبزہ باغ بہشت میں دیکھا ہے ہم اس سبزے کی طلب میں آئے ہیں۔

آبرو می رود ای ابر خطا پوش ببار
کہ دراین بحر کرم غرق گناہ آمدہ ایم

اے خطا کو ڈھانپنے والے ابر برس کہ ہماری آبرو جارہی ہے اور ہم اس بحرکرم کی طرف گناہوں میں غرق ہوکر آئے ہیں۔

حضرت حر کی شہادت

حر نے بے مثال شجاعت کے ساتھ جنگ کی اور بہت سے ملاعین کو ہلاکت کی مٹی میں ڈال دیا یہاں تک کہ اس کا گھوڑا عاجز آگیا اور حر نے پیادہ جنگ کو جاری رکھا چالیس سے زیادہ آدمیوں کو قتل کرنے کے بعد زخمی ہوکر زمین پر گر پڑے اور امام کے ساتھی اس کے خون آلود بدن کو کہ جس میں ابھی تھوڑا سا سانس باقی تھا۔ حضرت کے

پاس لے آئے امام نے حر کے چہرے سے خون کو صاف کیا اور فرمایا

اَنْتَ الْحُرُّ کَمَا سَمَّتْکَ اُمُّکَ وَاَنْتَ الْحُرُّ فِی الدُّنْیَا وَالْآخِرَةِ

تو آزاد ہے کہ جس طرح تیری ماں نے تیرا نام آزاد رکھا ہے اور تو دنیا اور آخرت میں آزاد ہے بعض نے نقل کیا ہے کہ میدان جنگ میں امام حر کے سرہانے تشریف لائے اور حر کے ساتھ مندرجہ بالا گفتگو کی اصحاب میں سے بعض نے نقل کیا ہے کہ امام سجاد نے حر کی مصیبت میں ان اشعار کو پڑھا۔

لَنِعْمَ الْحُرُّ حُرُّ بَنِی رِیَاحٍ
صَبُورٌ عِنْدَ مُخْتَلَفِ الرِّیَاحِ
وَنِعْمَ الْحُرُّ اِذْوَاسٰی حُسَیْنا"
وَفَازَ بِالْهِدَایَةِ وَالْفَلَاحِ
وَنِعْمَ الْحُرُّ اِذْنَادٰی حُسَیْنًا
فَجَادَ بِنَفْسِهٖ عِنْدَ الصِّیَاحِ
فَیَارَبِّی اَضِفْهُ فِی جِنَانٍ
وَزَوِّجْهُ مَعَ الْحُوْرِ الْمِلَاحِ

کیا کہنا کتنا اچھا ہے حر جو قبیلہ ریاح کا حر ہے کہ جس نے دشمن کے نیزوں کی پے در پے ضربات کا مقابلہ کیا آفرین ہو حر پر کہ اس نے حسینؑ کے راستے میں اپنے آپ کو فدا کیا کہ جو ہدایت اور رستگاری کو پہنچا۔ سچ کتنا اچھا ہے کہ جس نے حسینؑ کی آواز کا جواب دیا اور جنگ کے موقع پر اپنی جان کو قربان کیا۔ خدایا حر کو بہشت میں اپنا مہمان بنالے اور اس کو حسین وجمیل حوروں کا شوہر قرار دے۔

منقول ہے کہ امام حسینؑ نے جب دیکھا کہ حر کے زخمی سر سے خون جاری ہے تو اپنے رومال کے ساتھ اس کے سر کو باندھا اور اس کو اسی رومال کے ساتھ دفن کیا خوش نصیب ہے کہ اس کو یہ سعادت اور افتخار نصیب ہوئی۔

خوشا حر فرزانہ و نامدار
کہ جان کردہ برآل احمد نثار

عقل مند اور نامدار حر کے کیا کہنے جس نے آل محمد پر جان نثار کردی

زرخش تکبر فرود آمدہ
شدہ بربراق سعادت سوار

وہ تکبر کے گھوڑے سے نیچے اتر آیا اور سعادت کی براق پر سوار ہوگیا

بہ عشق جگر گوشہ مصطفی

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

بر آوردہ   ازجان   دشمن   دمار

محمد مصطفےؐ کے فرزند کی محبت میں اس نے اپنی جان کو قربان کردیا

امام سجاد کا کلام حر کی لاش اقدس پر

جس وقت امام سجاد تیرہویں محرم کو شہداء کے پارہ پارہ بدنوں کو بنی اسد کی مدد سے دفن کر رہے تھے تو بنی اسد سے فرمایا میرے ساتھ آجاؤ کہ حر کی لاش پر جائیں اور اس کی لاش کو دفن کریں بنی اسد امام سجادؑ کے پیچھے چلے یہاں تک کہ حر کی لاش کے قریب پہنچےامام نے حر کے لاشے کو دیکھا اور فرمایا۔

اَمَّا اَنْتَ فَلَقَدْ قَبِلَ اللّٰہُ تَوْبَتَکَ وَزَادَ فِی سَعَادَ تِکَ بِبَذْلِکَ نَفْسَکَ اَمَامَ اِبْنِ رَسُوْلِ اللّٰہِ۔

(اے حر) خدا نے تیری توبہ کو قبول کیا اور تیرے درجات میں اضافہ کیا کیونکہ تو نے اپنی جان کو فرزند رسولؐ پر قربان کردیا پھر امام نے بنی اسد کی مدد سے حر کی لاش کو دفن کردیا۔

حر کے فرزند بکیر کی شہادت

حر کے بیٹوں میں ایک کا نام بکیر ہے کہ حر نے اس سے کہا اے بیٹے امام کے حرم کے دفاع کے لیے دشمن پر حملہ کر خدا اپنی برکتوں کو تجھ پر زیادہ کرے گا۔ بکیر امام حسینؑ کی خدمت میں آیا اور حضرت کے ہاتھ اور پاؤں کو چوما اور وداع کیا اور میدان کی طرف گیا اور دو صفوں کے درمیان کھڑا ہوا اور پیچھے سے حر نے آواز دی بیٹا اس کی مدد کرو کہ جس نے ظالموں کی جماعت سے ہم کو نجات دلائی بکیر نے حملہ کیا اور دشمنوں کے ساتھ اس طرح جنگ کی کہ بہت سے ملاعین کو مار ڈالا اس کے بعد اپنے باپ کی خدمت میں آیا اور کہا بابا کیا تھوڑا سا پانی ملے گا کہ پی لوں اور دشمن کے خلاف طاقت پیدا کروں حر نے کہا بیٹا تھوڑی دیر صبر کرو اور میدان میں چلے جاؤ اور جنگ کو جاری رکھو خدا تجھ کو کوثر عطا فرمائے گا تو وہ چلاگیا اور جنگ کو جاری رکھا یہاں تک کہ شہید ہوگیا جب حر نے اپنے شہید بیٹے کے بدن کو دیکھا تو کہا **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ مَنَّ عَلَیْکَ بِالشَّہَادَۃِ بَیْنَ یَدَیِ ابْنِ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ** اس خدا کی حمد اور تعریف کرتا ہوں کہ جس نے تجھے شہادت کا مقام بنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند کے رکاب میں عطا کیا۔

مسلم بن عوسجہ کے مصائب کا بیان

جو بھی صحابی میدان کی طرف جانا چاہتا تھا پہلے امام حسین کے پاس جاتا اور ان سے وداع کرتا اور کہتا **اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا بْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ** امام اس کا جواب دیتے **وَعَلَیْکَ السَّلَامُ وَنَحْنُ خَلْفَکَ** تجھ پر سلام ہو ہم تمہارے پیچھے آرہے ہیں اور اس آیہ کی تلاوت فرماتے تھے **مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَاعَاھَدُوا اللّٰہَ عَلَیْہِ فَمِنْھُمْ مَنْ قَضٰی نَحْبَہٗ وَ مِنْھُمْ مَنْ یَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِیْلاً**

مومنین کے درمیان کچھ ایسے مرد بھی ہیں کہ خدا کے ساتھ انہوں نے جو عہد باندھا تھا سچ کر دکھایا بعض نے اپنے پیان کو پورا کیا یعنی راہ خدا میں شہید ہوچکے اور دوسرے بعض انتظار میں ہیں انہوں نے اپنے عہدوپیان میں کوئی تبدیلی نہیں کی ہے۔ سورۃ احزاب آیۃ 23

اسی طرح امام اس آیہ کو شہداء کے سرہانے بھی پڑھتے تھے ان میں سے ایک کہ جس کے سرہانے امام حسینؑ نے یہ آیت پڑھی وہ مسلم بن عوسجہ تھے مسلم حبیب بن مظاہر کا ساتھی، ہم عمر، ھم سفراور بنی اسد سے تھے۔ یعنی حبیب کے قبیلہ سے تھے وہ حبیب کے ساتھ چھپ کر آئے تھے اور امام حسینؑ کے ساتھیوں کے ساتھ ملحق ہوئے تھے مسلم سن رسیدہ حق کا عاشق تھا وہ امام کی خدمت میں آیا اور وداع کیا اور میدان کی طرف چلے گئے اور کافی جنگ کے بعد دشمن کی بہت سی ضربوں کے اثر سے زمین پر گرے ابھی تھوڑی سی جان باقی تھی کہ امام حبیب بن مظاہر کے ہمراہ مسلم کے سرہانے تشریف لائے اور امام نے فرمایا **رَحِمَکَ اللّٰہُ یَا مُسْلِمُ مِنْھُمْ مَنْ قَضٰی نَحْبَہٗ وَ مِنْھُمْ مَنْ یَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِیْلاً**"

خدا تجھ پر رحمت کرے اے مسلم بعض نے اپنے پیان کو مکمل کرلیا اور بعض انتظار میں ہیں انہوں نے اپنے پیان میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں کی ہے۔

حبیب مسلم کے خون آلود بدن کے قریب آئے اور کہا **عَزَّ عَلَیَّ مَصْرَعُکَ یَا مُسْلِمُ اَبْشِرْ بِالْجَنَّۃِ** تیرا خون آلودہ بدن میرے لیے سخت ناگوار ہے اور تمہیں بہشت مبارک ہو مسلم نے ضعیف اور آہستہ آواز میں کہا **بَشَّرَکَ اللّٰہُ بِخَیْرٍ** خدا تجھ کو خیر اور سعادت کی خوشخبری دے حبیب نے کہا اگر میں یہ نہ جان چکا ہوتا کہ میں آپ کے بعد آرہا ہوں تو میں آپ کی وصیت کو سنتا اور اس پر عمل کرتا مسلم نے کہا (**اُوْصِیْکَ بِھٰذَا**) میں تجھے اس شخص کے بارے میں وصیت کرتا ہوں (امام کی طرف اشارہ کیا) کہ مرتے دم تک اس کی حمایت کرنا حبیب نے جواب میں کہا (**اَفْعَلُ وَ رَبِّ الْکَعْبَۃِ**) کعبہ کے خدا کی قسم تمہاری وصیت کو انجام دونگا اسی وقت مسلم کی روح امامؑ اور حبیب کے پاس سے پرواز کرگئی مسلم کی ایک کنیز تھی اس نے بلند آواز سے کہا **وَامُسْلِمَاہُ یَا سَیِّدَاہُ یَا بْنَ عَوْسَجَتَاہُ** آہ مسلم جان آقا جان اے عوسجہ کے فرزند

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

عمرو بن حجاج کے اصحاب نے کہا کہ ہم نے مسلم کو قتل کردیا ہے شبث بن ربعی نے کہا تمہاری ماں تمہارے غم میں بیٹھے کیا تم مسلم کو قتل کرکے خوشی کرتے ہو وہ کتنا بلند مقام رکھتا تھا کہ میں نے اس کو آذربائیجان میں دیکھا تھا کہ اس نے لشکر اسلام کے آنے سے پہلے مشرکین کے چھ آدمیوں کو مار ڈالا تھا۔

حبیب بن مظاہر کی شہادت کا بیان

حبیب ابن مظاہر سفید ریش کوفہ کے مشہور شیعہ تھے یہ ان لوگوں میں سے تھے کہ جنہوں نے امام حسینؑ کو خط لکھا اور آخری سانس تک وفاداری کی امام حسینؑ کو عراق جاتے ہوئے جس وقت حضرت مسلم کی شہادت اور کوفہ کے لوگوں کی بے وفائی کی اطلاع ملی تو حضرت نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ ہر ایک شخص ایک ایک علم اپنے کاندھے پر اٹھالے اور انہوں نے علموں کو اپنے کندھوں پر لیا اور صرف ایک علم باقی رہ گیا ساتھیوں میں سے ایک نے کہا ہمیں یہ جھنڈا دیکر سرفراز فرمایئے امام نے فرمایا اس علم کو اٹھانے والا آئے گا۔ حضرت کا اشارہ حبیب بن مظاہر کی طرف تھا کہ جو اس علم کا صاحب تھا اس کے بعد حبیب کے لیے ایک خط لکھا جس کی ابتداء یوں ہے حسینؑ بن علی کی طرف - حبیب بن مظاہر کی طرف کہ جو مرد فقیہ اور اھل علم ہے اے حبیب تجھے رسول خداﷺ کے ساتھ ہماری رشتہ داری کا پتہ ہے تم جانتے ہو اور دوسروں سے بہتر جانتے ہو تم ایک آزاد اور غیور مرد ہو تم اپنی جان کو ہماری مدد سے نہیں روکو گے کہ رسول خدا قیامت کے دن اس کی جزا تمہیں دیں گے یہ خط پوشیدہ طور پر حبیب تک پہنچایا گیا خط پڑھنے کے بعد حبیب اس فکر میں تھا کہ کسی طرح سے کربلاء پہنچے اس دوران اس کے اپنے ہم سن اور ہم قبیلہ مسلم بن عوسجہ کو دیکھا کہ وہ مہندی خرید کر حمام جانا چاہتا ہے حبیب نے اس سے کہا مگر تم نہیں جانتے ہو کہ میرے مولا حسینؑ کربلاء تشریف لائے ہوئے ہیں جلدی کرو تاکہ ہم بھی وہاں پر پہنچیں مسلم اطلاع ملتے ہی جانے کے لیے آمادہ ہوئے یہ راتوں رات کوفہ سے نکلے اور امام کی خدمت میں حاضر ہوئے بعض روایات سے اس طرح استفادہ ہوتا ہے کہ حبیب بن مظاہر امام حسینؑ کے کربلاء آنے سے پہلے امام کے ساتھ مل چکے تھے اس طریقے سے کہ پہلی روایت کے مطابق کہ ایک علم امام حسینؑ نے اپنے پاس رکھا اور فرمایا اس علم کا صاحب آئے گا اچانک دور سے ایک غبار نمودار ہوا امام نے فرمایا علم کا صاحب وہی ہے جو آرہا ہے جب وہ نزدیک آیا تو دیکھا حبیب بن مظاہر ہیں حبیب احتراماً گھوڑے سے پیادہ ہوئے اور رو رہے تھے۔ امام اور امام کے اصحاب کو سلام کیا اور سب نے حبیب کے سلام کا جواب دیا۔

هر چند پیر و خسته دل و ناتوان شدم
هرگه که یاد روی تو کردم جوان شدم

اگرچہ بوڑھا، کمزور دل اور ناتواں ہوگیا ہوں لیکن جونہی تیرے چہرے کو یاد کرتا ہوں جوان ہوجاتا ہوں۔

جناب زینبؑ نے جناب فضہ سے پوچھا اماں یہ کون آیا ہے تو جناب فضہ نے بتایا کہ حبیب بن مظاہر آئے ہیں جناب زینبؑ نے کہا میرا سلام ان تک پہنچا دیجئے جب سلام حبیب کو پہنچایا گیا تو حبیب نے اپنے ہاتھوں کو اپنے منہ پر مارا اور مٹی اپنے سر میں ڈالی اور کہنے لگا میں کون ہوتا ہوں کہ جناب زینبؑ مجھے سلام بھیجے۔ حبیب بن مظاہر کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ تھی کہ وہ لوگوں کو مسلم بن عقیل کی بیعت کرنے کے لیے ترغیب دلاتے تھے اور امام حسینؑ کی حمایت میں لوگوں کو تشویق دلاتے تھے۔ حبیب نے اپنے رشتہ داروں کو امام حسینؑ کی نصرت لیے کربلاء بھیجا اور وہ امام حسینؑ کے رکاب میں شہید ہوگئے اور ان کے عزیزوں کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

1- حبیب کا بھائی علی بن مظاہر
2- چچا زاد بھائی ربیعہ بن خوط
3- سلیمان بن ربیعہ اسدی
4- انس بن حرث کاھلی
5- مسلم بن عوسجہ
6- قیس بن مسہر (کہ کربلاء کے واقعہ سے پہلے کوفہ میں شہید ہوگئے)
7- عمرو بن خالد اسدی
8- سعد عمرو کا آزاد شدہ غلام
9- موقع بن ثمامہ
10- انس بن کاھل اسدی
11- حبیب کا غلام

بنی اسد کی ایک جماعت کا واقعہ

حبیب نے امام حسینؑ سے عرض کیا کہ یہاں (کربلا) کے نزدیک ایک بستی ہے جس میں بنی اسد کی قوم اپنی جماعت کے ساتھ زندگی گزار رہی ہے کہ جو ہمارے رشتہ دار ہیں اگر آپ اجازت دیں تو میں ان کے پاس جاؤں اور ان کو آپ کی مدد کی دعوت دوں امام نے اجازت دی حبیب نے (آٹھ یا نو محرم کی رات) رات کی تاریکی سے استفادہ کیا اور اپنے آپ کو بنی اسد کے قبیلہ تک پہنچایا ان کو سارا واقعہ بیان کیا پھر کہا اگر تم دنیا اور آخرت کی

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

سعادت کو پہنچنا چاہتے ہو تو آجاؤ حسینؑ کی مدد کرو خدا کی قسم جو بھی اس راہ میں شہید ہوجائے گا تو وہ بہشت میں رسول خداؐ کے ساتھ اعلی درجے پر فائز ہوگا عبداللہ بن بشر نے کہا میں سب سے پہلا شخص تھا کہ جس نے حبیب کی اس بات کو قبول کیا اور اس کے بارے میں کچھ اشعار بھی کہے اسی وقت نوے جوانوں نے آمادہ ہونے کا اعلان کیا اور امام حسینؑ کی مدد کے لیے روانہ ہوئے۔ لیکن جاسوسوں میں سے ایک نے یہ واقعہ عمر سعد کو بتادیا عمر سعد نے چار سو جنگجوؤں کو ازرق کی سربراہی میں امام حسینؑ کے حامیوں کو روکنے کے لیے بھیجا فرات کے کنارے ان چار سو فوجیوں نے بنی اسد کے جوانوں کا راستہ روکا اور درمیان میں سخت جنگ ہوئی حبیب نے بلند آواز سے کہا اے ازرق تجھ پر وائے ہو تمہارے لیے اور ہمارے لیے سزاوار نہیں ہے کہ ہم جنگ کریں چھوڑ دو کوئی اور بدبخت اس عہدہ کو سنبھال لے گا لیکن ازرق نے توجہ نہ دی اور اپنے لشکر کو جنگ پر برانگیختہ کیا چونکہ بنی اسد کم تھے اس لیے مقابلہ نہ کرسکے اور ان کے کافی لوگ مارے گئے باقی جو بچ گئے دیہات کی طرف فرار ہوگئے اور ڈر کے مارے اس بستی سے چلے گئے۔ حبیب نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو امام تک پہنچایا اور سارا واقعہ امام کو بیان کیا امام نے فرمایا (**لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ**)

حضرت حبیب بن مظاہر کی شہادت

عاشور کے دن جب ظہر کا وقت قریب ہوا تو ابوثمامہ صیداوی کو جب پتہ چلا کہ ظہر کا وقت ہوچکا ہے تو امام سے عرض کیا اگرچہ میں جانتا ہوں کہ دشمن مہلت نہیں دے گا خدا کی قسم آپ کی شہادت سے پہلے میں شہید ہوجاؤنگا لیکن دوست رکھتا ہوں کہ خدا کی ملاقات اس حالت میں کروں کہ اس نماز کا وقت قریب آن پہنچا ہے وہ آپ کے ساتھ پڑھ لوں۔

امام نے آسمان کی طرف نگاہ کی اور فرمایا تو نے نماز کو یاد کیا ہے خدا تجھ کو نماز گزاروں میں سے قرار دے اب نماز کا اول وقت ہے دشمن سے مہلت مانگو تاکہ ہم نماز پڑھ لیں حبیب دشمن کے لشکر کے سامنے آگئے اور امام کا پیغام ان تک پہنچایا حصین بن نمیر جو دشمن کے لشکر کا سرکردہ تھا اس نے بلند آواز سے کہا اے حسینؑ جس طرح تم چاہو نماز پڑھ لو لیکن تمہاری نماز قبول نہیں ہوگی۔

حبیب نے بلند آواز سے فرمایا اے شرابخور کیا تمھاری نماز قبول ہوگی؟ اور فرزند رسولؐ کی نماز قبول نہیں ہوگی حصین حبیب کے کلام سے غضبناک ہوا اور حبیب پر حملہ کیا اور حبیب جنگ کرنے لگے یہاں تک کہ شہید ہوگئے اس قول کی بناء پر حبیب کی شہادت نماز سے پہلے ہوئی۔ ابومخنف کے مقتل میں منقول ہے کہ حبیب امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وداع کرتے وقت فرمایا اے میرے مولا خدا کی قسم میں دوست رکھتا

ہوں کہ نماز کو بہشت میں پڑھوں اور آپ کے نانا رسول خداؐ، بابا علی مرتضیٰؑ اور بھائی حسنؑ کو پہنچاؤنگا۔

اس کے بعد میدان میں نکلے اور بہادرانہ جنگ کی یہاں تک کہ 72 ملاعین کو جہنم واصل کیا آخر میں ایک ظالم نے اپنی تلوار کے ساتھ سرمبارک پر وار کیا اور ایک ظالم نے ایک نیزہ کی ضربت لگائی کہ جس سے حبیب زمین پر گرگئے اور اٹھنا چاہا کہ اتنے میں حصین بن نمیر نے اپنی تلوار کو ان کے سر پر مارا جس سے حبیب شہید ہوگئے اور حبیب جنگ کے وقت اس طرح رجز پڑھ رہے تھے۔

اُقْسِمُ لَوْکُنَّا لَکُمْ اَعْدَادَا
اَوْشَطْرَکُمْ وَلَّیْتُمْ اَلَّا کُتَادَا
یَا شَرَّقَوْمٍ حَسَبًا وَآدَا
وَشَرَّهُمْ قَدْ عَمِلُوا اَنْدَادَا

خدا کی قسم اگر ہمارے لشکر کی تعداد تمہاری تعداد کے برابر یا آدمی ہوتی تو تم پشت دکھاتے ہوئے نظر آتے یعنی (فرار کرتے) اے رفتار و کردار کے اعتبار سے بدترین لوگو!

گرچه پیرم من ولی مغزجوان دارم هنوز
آرزوی عشق بازی درجهان دارم هنوز

اگرچہ بوڑھا ہوں لیکن میرا دماغ مضبوط ہے اور جوان ہے اور میں دنیا میں ابھی عشق کی آرزو رکھتا ہوں

جب حبیب کی شہادت ہوئی تو حضرت امام حسینؑ کے چہرے سے حزن و ملال آشکار ہوا۔ چونکہ حبیب امامؑ کے بائیں جانب کے لشکر کے علمدار تھے امام حبیب کے سرہانے آئے اور فرمایا **لِلّٰہِ دَرُّکَ یَا حَبِیْبُ لَقَدْ کُنْتَ فَاضِلًا تَخْتِمُ الْقُرْآنَ فِی لَیْلَةٍ وَاحِدَةٍ**

اللہ آپ کو نیکی دے آپ ایک باکمال شخص تھے اور ایک رات میں آپ پورا قرآن ختم کرتے تھے۔ حبیب کا زبان حال امام کے ساتھ

پیرانه سرکشیدم سردرره سگانت
مونی سفید کردم جاروب آستانت

تیرے سوالیوں کے راستے میں، میں نے بڑھاپے میں شمولیت کی ہے اور تیرے آستانے کے لیے اپنے سفید بالوں کو جھاڑو بنا دیا ہے۔

لعل تو جان و من هم دارم رمیده جانی
حرفی بگوکه بادا جانم فدائی جانت

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

تیری جان لعل ہے اور میں بھی جان دینے کے قریب ہوں کچھ بات کر کہ میری جان تیری جان پر فدا ہوجائے۔

بنی اسد کے ایک شیر دل سن رسیدہ شخص کی شہادت

حبیب بن مظاہر کی تبلیغ کی وجہ سے ایک شخص جو کربلاء آیا ہوا تھا اور امام حسینؑ کی راہ میں شہید ہوا وہ انس بن کاھلی ہے جو حبیب کے رشتہ داروں میں سے تھا وہ اس قدر بوڑھا تھا کہ اس کے آبرو بھی سفید ہوچکے تھے۔ اور وہ آنکھوں پر گرے ہوئے تھے یہ پیغمبر کے اصحاب میں سے تھے انھوں نے جنگ بدر اور حنین میں شرکت کی تھی اور وہ عاشور کے دن امامؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اجازت طلب کی تاکہ میدان میں جائے اور دشمن کے ساتھ جنگ کرے امام نے اجازت دی اس نے اپنی کمر کو عمامہ سے باندھا اور آبرو کو کہ جو آنکھوں پر پڑے ہوئے تھے۔

ایک رومال کے ساتھ باندھا تاکہ دیکھنے میں مانع نہ ہو اس کے بعد آمادہ جنگ ہوئے عجیب قسم کا جذبہ پایا جاتا تھا اس بزرگ کے دل میں جس وقت امامؑ نے اس کو اس حالت میں دیکھا تو آنکھوں سے آنسو کے قطرات تیزی سے جاری ہوئے اور فرمایا **شَکَرَ اللّٰہُ سَعْیَکَ یَا شَیْخ** خداوند تعالیٰ آپ کے عمل کو قبول کرے اے پیر مرد بڑھاپے کے عالم میں یہ مرد مجاہد میدان میں گئے اور اس قدر جنگ کی کہ دشمن کے اٹھارہ آدمیوں کو ہلاک کیا اس کے بعد دشمن کی ضربات کی وجہ سے شہادت حاصل ہوئی۔

جنادہ اور اس کے بیٹے کی شہادت

جنادہ بن حارث انصاری (کہ اھل مدینہ سے تھے) امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور میدان میں جانے کے لیے اجازت طلب کی اور میدان میں چلے گئے اور اس طرح رجز پڑھتے تھے۔

اَنَا جَنَادَۃٌ وَاَنَا بْنُ الْحَارِثُ
لَسْتُ بِخَوَّارٍ وَلَابِنَاکِثٍ

میں حارث کا بیٹا جنادہ ہوں میں ڈرنے والا اور بیعت کو توڑنے والا نہیں ہوں۔
اس کے بعد دشمن پر حملہ کیا اور جنگ کو جاری رکھا یہاں تک کہ شہید ہوگئے۔ ان کا ایک لڑکا بیس سال کا تھا کہ جس کا نام عمر تھا اس کی ماں کربلاء میں تھی اس نے کہا بیٹا جاکر اھل حرم کا دفاع کرو اور دشمن کے ساتھ جنگ کرو۔

عمرو بن جنادہ میدان میں نکلا تو امام حسینؑ نے اس کو پہچان لیا اور فرمایا یہ جوان ہے کہ جس کا باپ مارا گیا ہے شاید اس کی ماں راضی نہیں ہوگی عمر بن جنادہ نے کہا میری ماں نے ہی تو مجھے حکم دیا ہے کہ میں دشمن کے ساتھ جنگ کروں اس کے بعد امام کی اجازت سے اس نے دشمن پر حملہ کیا اس طرح رجز پڑھتا تھا۔

اُمِیْرِی حُسَیْنٌ وَنِعْمَ الْاَمِیْرُ
سُرُوْرُ فُؤَادِ الْبَشِیْرِ النَّذِیْرُ
عَلِیٌّ وَفَاطِمَۃُ وَالِدَاہُ
فَھَلْ تَعْلَمُوْنَ لَہُ مِنْ نَظِیْرٍ

میرا امیر حسینؑ ہے کہ جو بہت اچھا امیر ہے وہ میرے دل کی خوشی کا سبب ہے اور بشارت دینے والا اور ڈرانے والا ہے علیؑ اور فاطمہؑ ان کے ماں باپ ہیں کیا اس کی نظیر کوئی اور ہے وہ مرد مجاہد اسی طرح جنگ کرتے رہے یہاں تک کہ شہید ہوگئے۔ دشمن نے اس کے سر کو بدن سے جدا کردیا اور اس کو حسینؑ کے لشکر کی طرف پھینک دیا اس کی ماں نے اس سر کو اٹھایا اور اس سے خطاب کیا۔

اَحْسَنْتَ یَا بُنَیَّ یَا سُرُوْرَ قَلْبِیْ وَ یَاقُرَّۃَ عَیْنِیْ

آفریں اے میرے فرزند اور اے میرے دل کی خوشی اور اے میرے آنکھوں کے نور اس کے بعد اس سر کو دشمن کی طرف پھینک دیا (یعنی ہم جو کچھ راہ خدا میں دیتے ہیں واپس نہیں لیتے) اس وقت خیمے کا ایک ستون اپنے ہاتھ میں لیا اور ایک قول کے مطابق تلوار کو ہاتھ میں لیا اور دشمن پر حملہ کیا اور دشمن کے دو آدمیوں کو مارڈالا وہ اس طرح رجز پڑھتی تھی۔

اِنِّی عَجُوْزٌ فِی النِّسَاءِ ضَعِیْفَۃٌ
خَاوِیَۃٌ بَالِیَۃٌ نَحِیْفَۃٌ
اَضْرِبُکُمْ بِضَرْبَۃٍ عَنِیْفَۃٍ
دُوْنَ بَنِی فَاطِمَۃَ الشَّرِیْفَۃِ

میں عورتوں میں کمزور اور بوڑھی عورت ہوں (اس کے باوجود) سخت ضربت کے ساتھ تمہیں مار رہی ہوں فرزند فاطمہ زہراء کے حرم کا دفاع کررہی ہوں امام حسینؑ نے اس کو خیمے کی طرف لوٹا دیا اور اس کے لیے دعا کی۔

عاشق رسول حضرت جون کی شہادت

حضرت جون کہ جن کو حضرت ابوذر غفاری نے آزاد کیا تھا اس قدر مخلص اور عقیدت مند تھے کہ ابوذر کے بعد

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

خاندان نبوت کو نہیں چھوڑا مولا علیؑ کے بعد امام حسنؑ اور ان کے بعد امام حسینؑ کی غلامی کرتے رہے یہاں تک حسینی قافلہ میں کربلاء آئے عاشور کے دن امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور میدان میں جانے کی اجازت مانگی امام نے فرمایا آپ ہماری وجہ سے ہمارے ساتھ تھے اب ہم جب کہ زندہ نہیں رہیں گے تو لہٰذا آپ آزاد ہیں جہاں جانا چاہیں جاسکتے ہیں جب اس نے یہ بات سنی تو ایک مرتبہ مضطرب ہوئے روتے ہوئے امام حسینؑ کے پاؤں پر گرپڑے اور بوسہ دیتے تھے اور کہتے تھے یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ آسائش کے وقت تو آپ کے ساتھ رہوں اور مصیبت کے وقت آپ کو تنہا چھوڑ دوں مجھ میں تین عیوب پائے جاتے ہیں میرے بدن سے بدبو آتی ہے پست خاندان سے تعلق رکھتا ہوں میرا رنگ سیاہ ہے۔

کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں بہشت میں نہ جاؤں تاکہ میرے بدن کی بو خوش بو میں بدل جائے میرا خاندان بزرگ اور میرا رنگ سفید ہوجائے خدا کی قسم میں آپ سے جدا نہیں ہوں گا یہاں تک کہ میرا سیاہ خون آپ کے درخشاں خون میں مخلوط ہوجائے۔ امام حسینؑ نے ان کو اجازت دی وہ پہلوانہ انداز میں میدان کی طرف گئے اور واقعاً" نمک کا حق ادا کیا 25 دشمنوں کو واصل جہنم کیا اس کے بعد شہادت کا شیریں شربت نوش کیا۔

چون من سوی میدان شجاعت بخرامم

بس خصم کہ بی جان شود لزضرب حسامم

جب میں میدان شہادت کی طرف جاتا ہوں تو میری تلوار کی ضربت سے میرے دشمن بڑی تعداد میں بے جان ہوجاتے ہیں۔

بگزیدہ مردانم اگرچند سیاہم

بستودہ شاہانم اگر چند غلام

برگزیدہ افراد میں سے ہوں گرچہ میرا رنگ سیاہ ہے اگرچہ غلام ہوں مگر بادشاہوں کا ممدوح ہوں

فردابہ شفاعت بود آسان ہمہ کارم

امروز برآید بہ شہادت ہمہ کامم

کل میرا سارا کام شفاعت کی وجہ سے آسان ہوجائے گا آج شہادت کی وجہ سے میری آرزو پوری ہوجائے گی۔

امام اس سیاہ فام غلام کے سرہانے تشریف لے گئے لیکن اس کا دل درخشندہ تھا اور اس طرح امام اس کے لیے دعا فرماتے تھے **اَللّٰھُمَّ بَیِّضْ وَجْھَہُ وَطَیِّبْ رِیْحَہُ وَاحْشُرْہُ مَعَ الْاَبْرَارِ وَ عَرِّفْ بَیْنَہُ وَبَیْنَ مُحَمَّدٍ وَآلِ**

خدایا اس کے چہرے کو نورانی فرما اس کے بدن کی بو کو خوشبو میں بدل دے محمدؐ اور آل محمدؐ کے ساتھ محشور فرما محمدؐ اور آل محمدؐ کے لیے شناخت قرار دے اور امام کی یہ دعا قبول ہوئی جو بھی اس کے خون آلود بدن کے قریب

سے گزرتا تو کستوری سے زیادہ بہترین خوشبو محسوس کرتا تھا امام محمد باقرؑ، امام سجادؑ سے نقل کرتے ہیں جب نبی اسد کے لوگ قتل گاہ میں آئے اور شہداء کے لاشوں کو دفن کردیا اور دس دنوں کے بعد جون کے بدن کو پایا کہ جس سے ابھی خوشبو آرہی تھی کہ خدا اس سے راضی ہوچکا ہے۔

شہش فرمود اے عبد وفادار

تو آزادی ازایں میدان پیکار

اس کے بادشاہ نے کہا کہ اے وفادار غلام تو اس لڑائی کے میدان سے آزاد ہے

تو تابع آمدی مارا بہ راحت

میفکن خویش را دررنج و زحمت

تو آرام میں ہماری اطاعت کرتا رہا ہے تو خود کو تکلیف میں مبتلا نہ کر

غمین شد جان جون سخت پیمان

بہ شہ گفت این سخن باچشم گریان

مضبوط عہد والے جون کا دل غم زدہ ہوگیا اور اس نے امام سے رو کریہ باتیں کہیں

بپروردم بسی بی رنج و زحمت

زباقی ماندہ آن خوان نعمت

بغیر کسی رنج و تکلیف کے اس دسترخواں نعمت پر بچ جانے والے لقموں سے بہت دیر تک پلتا رہا ہوں۔

نمک نشناسی ای شہ از بلیسی است

فدا گشتن جزائی کا سہ لیسی است

نمک خواری کو نظرانداز کرنا شیطنت ہے اور فدا ہونا تیرے دروازے کی گداری کا صلہ ہے۔

نسب باشد لیئم و چہرہ ام تار

تنم بی قدر و بویم ہمچو مردار

میرا نسب اچھا نہیں ہے چہرہ سیاہ ہے جسم بے قدر و قیمت ہے اور اس میں مردار کی سی بو ہے۔

بہ من منت نہ ای دارای گردون

کہ گردد رشک مشک نافہ ام خون

اے آسمان پر شاہی کرنے والے بادشاہ مجھ پر احسان کرتا کہ میرا خون مشک نافہ کے لیے رشک کا باعث بن جائے۔

اجازت یافت جون باسعادت

روان شد سوی میدان شہادت

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

جون باسعادت نے جنگ کی اجازت پائی اور میدان شہادت کی طرف روانہ ہوا۔

بشیر عشق دادش ایں بشارت
کہ خوش باد آں مقام کامکارت

عشق کی بشارت دینے والے نے اسے یہ خوش خبری دی کہ تیرا خوش انجام مقام تجھے مبارک ہو۔
اس کے بعد انیس بن معقل میدان میں نکلا اور 25 ملاعین کو قتل کیا اس کے بعد شہید ہوگیا۔

حضرت امام حسینؑ کے موذن کی شہادت

حجاج بن مروق امام حسینؑ کا موذن تھا انیس کے بعد میدان میں نکلا تھوڑی دیر دشمن کے ساتھ جنگ کی پھر زخمی اور خون آلودہ حالت میں دوبارہ امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس طرح کہا

اَلْيَوْمَ اَلْقِى جَدَّكَ النَّبِيَّا
ثُمَّ اَبَاكَ ذَى النَّدَى عَلِيًّا"
ذَاكَ الَّذِى نَعْرِفُهُ الْوَصِيَّا

آج تمہارے نانا پیغمبرؐ اور تیرے پدر بزرگوار علیؑ سے ملاقات کرونگا وہی علیؑ کہ جس کو پیغمبرؐ کا وصی جانتے ہیں۔
امامؑ نے فرمایا میں بھی تمہارے بعد ان سے ملوں گا۔

بصرہ کے ایک شاہ سوار کی شہادت

مہفاف بن مہند بہترین شاہ سوار دلاور شیعہ تھے بصرہ کے رہنے والے تھے یہ امیرالمومنین حضرت علیؑ کے ساتھ ایک خاص قسم کا اخلاص رکھتے تھے حضرت امیرالمومنینؑ کے زمانے میں جنگوں میں شرکت کرتے رہے اور جنگ صفین میں اس کو حضرت نے ازد قبیلے کا علمبردار مقرر کیا تھا ازد قبیلہ بھی بصرہ میں پایا جاتا تھا۔ یہ ہمیشہ حضرت علیؑ کے ساتھ رہتے تھے یہاں تک کہ حضرت کی شہادت ہوئی اس کے بعد امام حسنؑ کے ساتھ رہے امام حسن کے بعد امام حسینؑ کے ساتھ رہے اس وقت یہ بصرہ میں رہتے تھے جب اس کو امام حسینؑ کے مکے سے عراق کی طرف آنے کی اطلاع ملی تو یہ بصرہ سے کربلا کی طرف روانہ ہوئے جس وقت کربلا میں پہنچے تو عاشورا کا دن غروب ہوچکا تھا اس وقت امام حسینؑ کی شہادت ہوچکی تھی یہ عمر سعد کے لشکر کے پاس پہنچا اور پوچھا کیا بات ہے حسینؑ بن علیؑ کہاں ہیں انہوں نے کہا تو کون ہے اس نے کہا میں مہفاف راسبی بصری ہوں میں اس لیے آیا تھا کہ امام حسینؑ کی مدد کروں۔ میں نے سنا ہے کہ وہ تن و تنہا کربلاء میں آئے ہیں انہوں نے کہا کہ ہم نے حسینؑ کو

قتل کردیا ہے اور اس کے یار و انصار سب کو قتل کردیا ہے بچے عورتیں اور بیمار علیؑ بن الحسینؑ کے علاوہ کوئی نہیں بچا ہے مگر تم نہیں دیکھ رہے ہو کہ قوم نے خیموں پر ہجوم کیا ہے جو کچھ خیموں میں تھا اس کو لوٹ لیا ہے جب مہفاف نے امام حسینؑ کے قتل اور خیموں میں ہجوم کی خبر سنی تو تلوار کو نیام سے نکالا اور رجز پڑھتے تھے بیشہ شجاعت کے شیر کی طرح لشکر عمر سعد پر حملہ کیا جو بھی اس کے قریب آتا تو اس کو مار ڈالتا بہت سے ملاعین کو قتل کیا اور بہت سے لوگوں کو زخمی کردیا آخرکار عمر سعد نے بلند آواز سے کہا وائے ہو تمہارے اوپر ہر طرف سے اس پر حملہ کرو۔

امام سجادؑ فرماتے ہیں کہ اس دن میں نے مہفاف جیسا بہادر اهل بیتؑ کے بعد نہیں دیکھا اس کو چاروں طرف سے گھرلیا گیاتھا اور دشمن کے پندرہ بہادروں نے اس کا محاصرہ کرلیا اس کے بعد اس کے گھوڑے کے پاؤں کاٹ دیئے اور سختی کے ساتھ وہ شہید کیے گئے خدا رحمت کرے اس پر۔

اصحاب میں سے آخری شہید

وہ ایک بوڑھا مرد تھا جس کا نام سوید بن عمرو تھا عاشور کے دن آخری حد تک دشمن کے ساتھ جنگ کی ان کے بدن پر بہت زیادہ زخم آگئے تھے اس کو بہت زیادہ ضربات لگیں جن کی وجہ سے وہ بے ہوش ہوگیا اور منہ کے بل زمین پر گر گیا دشمن نے خیال کیا کہ یہ مرچکا ہے اس لیے اس کے قتل کے درپے نہ ہوئے پس وہ تھوڑی دیر کے بعد ہوش میں آیا تو اسے معلوم ہوا کہ امام حسینؑ کو شہید کردیا گیا ہے تو اسی حالت میں اٹھا اس کے پاس جو تلوار تھی اس کے ساتھ دشمن پر حملہ کیا اسی طرح جنگ کرتا رہا یہاں تک کہ وہ شہید ہوا اس ترتیب سے اصحاب حسینؑ میں سے یہ آخری شہید تھا۔ کہ جو امام حسینؑ کی شہادت کے بعد شہید ہوا امام حسینؑ کے باقی اصحاب کہ جو شہید ہوئے اختصار کی وجہ سے ان کا ذکر نہیں کرتے ہیں البتہ جن شہداء کا ذکر کیا گیا یہ ایک قسم کا نمونہ تھا کہ شہداء کی شہادت کس طرح ہوئی۔

اهل بیتؑ کے شہداء کی شہادت کا بیان

جب حضرت امام حسینؑ کے ساتھیوں میں سے بنی ہاشم کے علاوہ کوئی باقی نہیں رہا اور سب شہید ہوچکے تو بنی ہاشم مثلاً" حضرت کے بیٹے ، بھائی ، بھائی کے بیٹے اور حضرت امام حسینؑ کے چچا زاد بھائی سب کے سب جنگ اور شہادت کے لیے آمادہ ہوگئے۔ کہ یکے بعد دیگرے امام حسینؑ سے خدا حافظ کرتے ہوئے جدا ہو جاتے تھے۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

اولاد

امام حسینؑ کے فرزندوں کی تعداد

بزرگ عالم اور محدث عالیقدر شیخ مفیدؒ فرماتے ہیں کہ امام حسینؑ کے چار فرزند اور دو بیٹیاں تھیں۔

1- علیؑ بن الحسینؑ امام سجاد ان کی والدہ گرامی شاہ زنان (شہربانو) تھیں۔

2- علیؑ بن الحسینؑ (کہ جو علی اکبر کے نام سے معروف تھے) ان کی ماں کا نام جناب لیلیٰؑ تھا اور علی اصغر بھی انہیں کا نام ہے۔

3- جعفر کہ کربلاء کے واقعہ سے پہلے اس دنیا سے چلے گئے تھے۔

4- عبداللہ کہ کربلاء میں ایک تیر اس کے گلوئے مبارک میں لگا اور امام حسینؑ کی گود میں شہید ہوئے اس کی ماں کا نام رباب تھا۔

5- سکینہؑ کہ ان کی ماں کا نام رباب تھا۔

6- فاطمہؑ کہ ان کی ماں کا نام ام اسحاق تھا۔

(ممکن ہے حضرت رقیہ وہی فاطمہ ہو)

مرحوم شیخ مفیدؒ اور شیخ صدوقؒ نے امام سجادؑ کو علی اکبرؑ کے عنوان سے (امام حسینؑ کا سب سے بڑا فرزند) اور حضرت علی اکبرؑ کو حضرت سجادؑ سے چھوٹا یعنی اصغر کے عنوان سے ذکر کیا ہے۔

لیکن علامہ سید محسن امین اعیان الشیعہ میں لکھتے ہیں کہ امام حسینؑ کے چھ بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں۔ ان کے بیٹے یہ تھے۔

1- علی اکبرؑ ان کی ماں جناب لیلیٰ تھیں

2- علی اوسطؑ

3- علی اصغر زین العابدینؑ

(کہ جو علی اکبرؑ سے چھوٹے تھے) ان کی ماں شاہ زنان تھیں۔

4- محمدؑ

5- جعفر یہ دونوں کربلاء کے واقعہ سے پہلے رحلت کر گئے تھے۔

6- عبداللہ شیر خوار کہ جو تیر لگنے کی وجہ سے کربلا میں شہید ہوئے

اور حضرت امام حسینؑ کی بیٹیاں درج ذیل ہیں۔

1- سکینہؑ 2- فاطمہؑ 3- زینبؑ۔ علی بن موسیٰ اربلی نقل کرتے ہیں کہ امام حسینؑ کی اولاد دس تھی۔ چھ بیٹے تھے اور چار بیٹیاں

بیٹے یہ ہیں۔ علی اکبرؑ، علی اوسط (امام سجادؑ)، علی اصغرؑ، محمدؑ، عبداللہؑ، جعفرؑ

اور چھ والی روایت کہ جس کو شیخ مفید نے نقل کیا ہے یہ صحیح ہے۔

علی اکبرؑ کی شہادت

علی اکبرؑ بنی ہاشم کے پہلے جوان تھے کہ جو میدان جنگ میں گئے۔ ان کی عمر 19 سال یا 18 سال یا 25 سال تھی۔ اپنے والد بزرگوار کے پاس آئے اور اجازت طلب کی امام حسینؑ نے ان کو اجازت دی اس کے بعد علی اکبرؑ کی طرف مایوسانہ نگاہ کی اپنی دو انگلیوں کو آسمان کی طرف بلند کیا اور فرمایا:

اَللّٰھُمَّ کُنْ اَنْتَ الشَّھِیْدُ عَلَیْھِمْ فَقَدْ بَرَزَ اِلَیْھِمْ غُلَامٌ اَشْبَہُ النَّاسِ خَلْقًا وَخُلُقًا وَمَنْطِقًا بِرَسُوْلِکَ وَکُنَّا اِذَا اشْتَقْنَا اِلٰی نَبِیِّکَ نَظَرْنَا اِلَیْہِ

خدایا! تو اس پر گواہ رہنا کہ ان کی طرف وہ جوان جارہا ہے کہ جو جمال کمال اور کلام کے اعتبار سے تیرے رسول کے ساتھ لوگوں میں سے سب سے زیادہ شباہت رکھتا ہے جب بھی ہم تیرے نبی کی زیارت کے مشتاق ہوتے تو علی اکبر کے چہرے کی طرف دیکھتے تھے۔ علی اکبرؑ میدان میں آئے اور دشمن کے ساتھ جنگ کی اور اس طرح رجز پڑھتے تھے۔

اَنَا عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ بْنِ عَلِیْ
نَحْنُ وَ بَیْتِ اللّٰہِ اَوْلٰی بِالنَّبِیْ
تَاللّٰہِ لَایَحْکُمُ فِیْنَا ابْنُ الدَّعِیْ
اَضْرِبُ بِالسَّیْفِ اُحَامِیْ عَنْ اَبِیْ
ضَرْبَ غُلَامٍ ہَاشِمِیٍّ عَلَوِیْ

میں حسینؑ کا فرزند علی ہوں کعبہ کی قسم ہم نبی سے زیادہ نزدیک ہیں خدا کی قسم زنا زادے ابن زیاد کو حق نہیں پہنچتا ہے کہ ہمارے اوپر حکومت کرے تمہاری تلوار کے ساتھ تمہیں ماروں گا کہ جس طرح ہاشمی علوی جوان مارتا ہے میں اپنے باپ کے حرم کی حفاظت کروں گا۔ ٹکڑے ٹکڑے کرنے والی ضربات دشمن پر لگائیں کہ جس سے دشمن کے ایک سو بیس سواروں کو قتل کیا لیکن جب پیاس حضرت علی اکبر پر غالب آگئی تو اپنے والد کے پاس

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

آئے اور عرض کیا۔

یَا اَبَةَ الْعَطَشُ قَدْ قَتَلَنِیْ وَثِقْلُ الْحَدِیْدِ اَجْهَدَنِیْ

بابا جان شدت تشنگی نے مجھے مار ڈالا اور لوہے کی سنگینی نے مجھے زحمت میں ڈال دیا ہے۔

جوان بیٹے کا سوال سن کر امام حسینؑ روئے اور فرمایا میرے محبوب صبر کرو جلد رسولؐ خدا تجھ کو سیراب کریں گے کہ اس کے بعد ہرگز تمہیں پیاس نہیں لگے گی امامؑ نے جوان بیٹے کی زبان کو اپنی زبان پر رکھا اور چوسنے لگے پھر اپنی انگوٹھی ان کو دی اور فرمایا اس کو اپنے منہ میں رکھو اور دشمن کی طرف چلے جاؤ علی اکبر جب کہ پیاس کی وجہ سے اپنی زندگی سے مایوس ہوچکے تھے اور خدا سے لو لگا کر میدان کی طرف گئے تو ہر طرف سے دشمن پر حملہ کیا دائیں اور بائیں سے ان پر حملہ کیا اور ایک جماعت کو قتل کیا۔

اس وقت ایک تیران کے گلوئے مبارک کو لگا کہ جس سے ان کا گلوئے مبارک پارہ ہوا حضرت علی اکبر اپنے خون میں آلودہ تھے اور زخموں پہ زخم برداشت کرتے رہے یہاں تک آپ کی روح گلو تک پہنچی تو بلند آواز سے عرض کیا۔ **یَا اَبَتَاهُ عَلَیْکَ مِنِّی السَّلَامُ هٰذَا جَدِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ یَقْرَئُکَ السَّلَامُ وَ یَقُوْلُ عَجِّلِ الْقُدُوْمَ اِلَیْنَا**

بابا جان میرا تجھ پر سلام ہو اب اس وقت میرے جد رسول خدا تجھ کو سلام کرتے ہیں اور فرماتے ہیں میری طرف جلدی آؤ۔

فَسَقَانِیْ بِکَاسِهِ الْاَوْفٰی شَرْبَةً لَاظْمَأُ بَعْدَهَا اَبَدًا"

اور انہوں نے مجھے اپنے جام سے سیراب کیا کہ ہرگز اس کے بعد پیاس نہیں ہوگی۔ ایک اور روایت میں ہے کہ جس وقت علی اکبر کی ضربات نے دشمن کو پراگندہ کردیا اور پریشان ہوگئے تو مرة بن منقذ عبدی نے کہا کہ عرب کے گناہ میری گردن پر ہوں اگر یہ جوان اس حالت میں میرے قریب سے گزرے اگر میں نے اس کے باپ کے دل پر اس کی جوانی کا غم نہ دیا۔ مرة بن منقذ اپنے نیزے کے ساتھ حضرت علی اکبر کی تاڑ میں رہا اور آپ جب کہ سخت جنگ میں تھے کہ مرہ نے ایک ایسا نیزہ مارا کہ علی اکبر زمین پر گئے اور دشمنوں نے اطراف سے حملہ کیا **فقطعوه باسيافهم** اپنی تلواروں کے ساتھ آپ کے بدن کو ٹکڑے ٹکڑے کردیا۔

بابا بیا که تیغ جفا ساخت کارمن
برگی نچیده گشت خزان نوبهارمن

قاتل تنم زخنجر کین پاره پاره کرد
رحمی نکرد برمژه اشکبار من

تابرتنم بود رمقی برسرم بیا
بنگر به وقت مرگ براحوال زار من

بابا زپا فتادم و جانم به لب رسید
دست اجل گرفت زکف اختیار من

بابا به همرهان و رفیقان من بگو
شبهای جمعه پانکشند از مزار من

ایک اور روایت میں ہے کہ جس وقت مرہ بن منقذ نے حضرت علی اکبر کے سر مقدس پر ضربت لگائی تو حضرت اپنی سواری پر نہ بیٹھ سکے اپنے سر کو گھوڑے کی گردن پر رکھا اور آپ کا گھوڑا خوف کھا کر دشمن کے لشکر کی طرف گیا۔

(فَقَطَّعُوْهُ بِسَیُوْفِهِمْ اِرْبًا اِرْبًا)

تو دشمنوں نے اپنی تلواروں کے ساتھ حضرت کے بدن کے ٹکڑے ٹکڑے کردیئے جب روح گلوئے مبارک تک پہنچی تو آواز دی

یَا اَبَتَاهُ هٰذَا جَدِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَدْ سَقَانِیْ بِکَاسِهِ الْاَوْفٰی

اس کے بعد گلوئے مبارک سے ایک آواز نکلی اور جان دے دی امام حسینؑ جلدی سے اپنے جوان بیٹے کے سرہانے آئے اور فرمایا۔

قَتَلَ اللّٰهُ قَوْمًا قَتَلُوْکَ یَا بُنَیَّ مَا اَجْرَأَهُمْ عَلَی الرَّحْمٰنِ وَانْتِهَاکِ حُرْمَةِ الرَّسُوْلِ

خداوند تعالی اس قوم کو قتل کرے کہ جس نے تجھے قتل کیا۔

اے بیٹا یہ لوگ خدا پر اور حرمت رسول کی ہتک کرنے پر کس قدر جری ہیں امام کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور اس کے بعد فرمایا **(عَلَی الدُّنْیَا بَعْدَکَ الْعَفَا)** تیرے بعد اس دنیا پر خاک ہے اس وقت جناب زینبؑ خیمے سے باہر نکلیں بلند آواز سے فریاد کرتی تھیں ہائے بھیا ہائے علی اکبر ہائے میرے بھائی کے فرزند اور جلدی سے مقتل میں آئیں اور اپنے آپ کو علی اکبر کے بدن پر گرادیا اور امام حسینؑ نے بہن کو اٹھایا اور ان کو خیمے کی طرف لے آئے۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ امامؑ نے علی اکبرؑ کے خون کو لیا اور آسمان کی طرف پھینکا اور کوئی قطرہ زمین پر نہ گرا اور فرمایا **یَعِزُّ عَلٰی جَدِّکَ وَاَبِیْکَ اَنْ تَدْعُوْهُمْ فَلَا**

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

يُجِيبُوْنَكَ وَتَسْتَغِيْثُ بِهِمْ فَلَا يُغِيْثُوْكَ تیرے جد اور والد پر یہ سخت ہے کہ تو ان کو آواز دے اور وہ جواب نہ دیں اور تو انہیں مدد کے لیے پکارے لیکن وہ تیری مدد کو نہ پہنچیں۔ امام نے اپنے چہرے کو علی اکبر کے خون آلود چہرہ پر رکھا اور اس قدر بلند آواز سے گریہ کیا کہ اس سے پہلے کسی نے بھی آپ کو اس طرح بلند آواز سے گریہ کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔

هرکه دلش داغ مهر یار ندارد

اوخبر ازقلب داغدار ندارد

جس کا دل دوست کی محبت کا داغ نہیں رکھتا اسے داغ دار دل کی خبر نہیں ہے۔

گریه کنم زار زار ناله کنم های های

داغ دلم یا علی شمار ندارد

میں زار زار رو رہا ہوں نالے کرتا ہوں ہائے ہائے کہتا ہوں یا علیؑ میرے دل کے داغ بے شمار ہیں

شهره عشق است اگرچه شمع شب افروز

شمع چومن چشم اشکبار ندارد

ناله نمی کردم اختیارم اگر بود

لیک دلم تاب اختیار ندارد

اگر میرے اختیار میں ہوتا تو نالے نہ کرتا لیکن میرے دل کو اس پر اختیار نہیں ہے۔

نیست گلی درچمن خزان زده چون تو

چون تو گلی باغ روز گار ندارد

تیرے جیسا خزاں زدہ پھول چمن میں نہیں ہے اور تیرے جیسا پھول زمانے کے باغ میں نہیں ہے۔

اس کے بعد امام نے علی اکبر کے خون آلود بدن کو اپنی گود میں لیا اور فرمایا۔

يَا بُنَيَّ لَقَدِ اسْتَرَحْتَ مِن هَمِّ الدُّنْيَا وَغَمِّهَا وَبَقِيَ اَبُوْكَ فَرِيْدًا" وَحِيْدًا"

تو نے تو بیٹا دنیا کے غم سے نجات پالی ہے لیکن تمہارا غریب باپ تنہارہ گیا ہے اس وقت امام حسینؑ نے بنی ہاشم کے جوانوں کو آواز دی **تَعَالَوْا اِحْمِلُوْا اَخَاكُمْ** بنی ہاشم کے جوانوں آجاؤ اور اپنے بھائی کو خیموں کی طرف لے جاؤ

جوانان بنی هاشم بیائید

علی را بردر خیمه رسانید

بنی ہاشم کے جوانو آؤ علی کو خیمے کے دروازے پر پہنچاؤ

خدا داند حسین طاقت ندارد

علی رابردر خیمه رسانید

خدا گواہ ہے حسینؑ میں طاقت نہیں ہے علیؑ کو خیمے کے دروازے پر پہنچاؤ

بگوئید مادرش لیلا بیاید

تماشای علی اکبر نماید

کہو کہ اکبر کی ماں لیلیٰ آئے، علی اکبر کی حالت دیکھے

بنی ہاشم کے جوان آگئے علی اکبر کے جنازہ کو اٹھایا اور خیام کے سامنے زمین پر رکھ دیا۔

حمید بن مسلم نقل کرتا ہے کہ ایک مستور امام حسینؑ کے خیموں سے باہر آئی جو آواز دیتی تھیں ہائے میرا بیٹا، ہائے جو مارا گیا، ہائے مدد گار کی کمی، ہائے غربت تو امام حسینؑ جلدی سے اس کے پاس گئے اور اس کو خیمہ کی طرف لوٹایا میں نے پوچھا یہ مستور کون ہے انہوں نے کہا یہ عورت امیرالمومنین علی کی بیٹی زینبؑ ہے امام حسینؑ کے رونے سے مجھے بھی رونا آگیا اور فرمایا **اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ** بعض نے نقل کیا ہے کہ حضرت لیلیٰ علی اکبر کی ماں امام حسین کے پاس آئیں اور کہا **سیدی ابنی ابنی** اے میرے آقا! بیٹا چاہتی ہوں امام نے اس سے فرمایا کہ خیمے میں چلی جاؤ اور دعا کرو ایک اور روایت میں ہے کہ علی اکبر کی شہادت کے بعد سکینہؑ اپنے باپ کے پاس آئیں اور کہا بابا آپ اس قدر غمگین کیوں ہیں میرے بھائی کو کیا ہوا ہے امام نے فرمایا دشمنوں نے اس کو شہید کردیا ہے۔ **فَنَادَتْ وَا اَخَاهُ وَامُهْجَةَ قَلْبَاهُ** سکینہ نے بلند آواز سے کہا ہائے میرے بھائی ہائے میرے دل کا میوہ میرے بھائی کو شہید کیا گیا مجھے برباد کردیا گیا۔ امامؑ نے ان سے فرمایا بیٹی سکینہ خدا کو اپنی نظر میں رکھو صبر اور تحمل سے کام لو سکینہ نے کہا **يَا اَبَتَاهُ كَيْفَ تَصْبِرُ مَنْ قُتِلَ اَخُوْهَا وَشُرِدَ اَبُوْهَا** بابا جان کس طرح صبر کرے وہ کہ جس کا بھائی مارا گیا ہو اور اس کا باپ غریب اور تنہارہ گیا ہو امام نے فرمایا **انا للّٰه وانا الیه راجعون** ایک دوسری روایت میں ہے کہ حرم اہل بیتؑ کہ جن کے آگے جناب زینبؑ تھیں علی اکبر کے جنازے کے استقبال کے لیے آگے بڑھیں زینبؑ جس وقت جنازے کے قریب پہنچی تو اس کو اپنی گود میں لے لیا اور ایک دلسوز آواز کے ساتھ صدا دیتی تھیں۔ اے میری جان علی اے میری جان علی

ابوالحسن تہامی امام حسینؑ کی زبان سے علی اکبر کی طرف خطاب کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

يَاكَوْ كَبًا مَاكَانَ اَقْصَرَ عُمْرَهُ

وَكَذَا تَكُوْنُ كَوَاكِبُ الْاَسْحَارِ

عَجِلَ الْخُسُوْفُ اِلَيْهِ قَبْلَ اَوَانِهِ

فَغَشَاهُ قَبْلَ مَظِنَّةِ الْاَبْدَارِ

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

فَاِذَا نَطَقْتَ فَاَنْتَ اَوَّلُ مَنْطِقِی
وَاِذَاسَکَتُّ فَاَنْتَ فِی مِضْمَارِ

ہائے میرا ستارہ کس قدر اس کی عمر کم تھی ہاں سحر کے ستاروں کی عمر کم ہوتی ہے وقت آنے سے پہلے خسوف آگیا چاند درخشاں ہونے سے پہلے پنہاں ہوگیا۔ اگر بات کروں تو سب سے پہلے آپ کی بات زبان پر جاری ہوجاتی ہے اگر خاموش ہوجاؤں تو آپ کی یاد دل سے باہر نہیں نکلتی ہے۔

چه زود بود اے پسر که همچو کوکب سحر
غروب کردی از نظر اجل بشد د چار تو

بیٹے تم کتنے جلدی صبح کے ستارے کی طرح نگاہوں سے اوجھل ہوگئے اور تمہیں موت آگئی۔

اگر کنم تکلمی کلام اولم توئی
سکوت اگر کنم دمی دلت داغدارتو

اگر میں بات کروں تو پہلی بات تمہارے ہی متعلق کروں گا اور اگر لحہ بھر خاموش رہوں تو دل تمہارے غم سے داغ دار ہے

چسان به خیمه روکنم چه ناله و فغاں کنم
چه چشم خو نفشانکنم زروی گلعذار تو

خیمے کا رخ کیسے کروں کیا گریہ و زاری کروں تمہارے پھول جیسے چہرے کے صدمے میں آنکھوں سے کیا خون بہاؤں

سکینه من از عطش فتاده و نموده غش
چسان به او بگویمش که شد خزاں بهار تو

میری سکینہ پیاس کی وجہ سے بے ہوش ہو کر گر پڑی ہے اس سے کس طرح کہوں کہ تیری بہار خزاں کا شکار ہوگئی ہے

رسم است هر که داغ جوان دید دوستان
رافت برند حالت آن داغدیده را

یہ رسم زمانہ ہے کہ جس کسی کا کوئی جوان مرجاتا ہے تو اس کے دوست اسے تسلی دیتے ہیں

یک دوست زیر بازوی او گیر د از وفا
وآں یک زچهره پاک کند اشک دیده را

ایک دوست محبت کی وجہ سے اس کا بازو تھامتا ہے تو دوسرا اس کے آنسو صاف کرتا ہے

آں دیگری بر او بچشاند گلاب و شهد
تا تقویت کند دل محنت کشیده را

اور کوئی اس کو گلاب اور شہد چکھاتا ہے تاکہ سختی برداشت کرنے والے دل کو تقویت حاصل ہو

یک جمع دعوتش به گل و بوستان کنند
تابر کنندش از دل خار خلیده را

کچھ اس کو باغ میں لے جاتے ہیں تاکہ اس کے دل میں چبھا ہوا کانٹا نکال دیں

القصه هرکسی بطریقی زروی مهر
تسکین دهد مصیبت بزوی رسیده را

مختصر یہ کہ ہر ایک محبت کی وجہ سے اس مصیبت زدہ کو تسکین دیتا ہے

آیا که داد تسلیت خاطر حسین
چون دید نعش اکبر در خون طپیده را

حسین کے دل کو کس نے تسکین دی جب انہوں نے علی اکبر کی تڑپتی ہوئی لاش دیکھی

امام حسنؑ کی اولاد کربلاء میں

روایات اور تاریخ سے جستجو کے بعد استفادہ ہوتا ہے کہ امام حسن مجتبیٰؑ کو 49 ہجری قمری میں زہر دیا گیا اور ان کی شہادت ہوئی آپ کے بیس بیٹے تھے ان میں سے سات اپنے چچا امام حسینؑ کے ساتھ کربلاء میں تھے کہ جن میں سے ان میں چھ کی شہادت ہوئی۔

1- حسن مثنیٰ 2- احمد بن حسن 3- ابوبکر بن حسن 4- قاسم 5- عبداللہ اکبر 6- عبداللہ اصغر 7- بشر بن حسن

ان سات میں سے حسن مثنیٰ مجروح ہوا تھا اور ان کے احوال کی تفصیل بعد میں ذکر کی جائے گی۔ مرحوم شیخ مفیدؒ نے امام حسنؑ کے فرزندوں میں سے تین کا ذکر کیا ہے کہ جو کربلاء میں شہید ہوئے وہ یہ ہیں۔

قاسم، ابوبکر، عبداللہ

مرحوم محدث قمی نے ایک اور فرزند کا نام لیا ہے۔ کہ جس کا نام عبیداللہ بن حسن تھا کہ جو کربلاء میں شہید ہوا۔
علامہ سید محسن امین نے چار فرزندوں کا ذکر کیا ہے۔
قاسم، عبداللہ، ابوبکر، بشر بن حسن علامہ مجلسی نے بحار میں امام حسنؑ کے ایک اور بیٹے کا اضافہ کیا کہ جس کا نام

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

یحییٰ تھا۔ اور سید بن طاؤس نے امام حسنؑ کے دو فرزندوں کو اسیروں میں شمار کیا ہے ان کے نام یہ ہیں۔ زید اور عمرو مرحوم شیخ جلیل ابن نمانے عمرو کی جگہ عمر بن حسن کو ذکر کیا ہے فرماتے ہیں کہ یہ بھی قیدیوں کے افراد میں سے ایک فرد تھے۔ شام میں ایک دن یزید نے اس کو علیؑ ابن الحسینؑ کے ساتھ اپنے پاس بلوایا عمر بن حسن چھوٹے تھے تقریباً "گیارہ سال ان کی عمر تھی یزید نے ان سے کہا کیا میرے فرزند خالد کے ساتھ کشتی لڑو گے عمر بن حسن نے کہا نہیں بلکہ ایک تلوار اپنے بیٹے کو دیدیں اور ایک تلوار مجھے دیدیں ہم دونوں جنگ کریں گے تاکہ تمہیں معلوم ہو کہ ہم میں سے سب سے زیادہ بہادر کون ہے یزید نے کہا یہ (اہل بیت نبوت) چھوٹے ہوں یا بڑے ہوں ہماری عداوت سے ہاتھ نہیں اٹھاتے اس کے بعد یہ شعر پڑھا۔

شِنْشِنَةٌ اَعْرِفُهَا مِنْ اَخْزَمٍ ۔ هَلْ تَلِدُالْحَيَّةُ اِلَّاحَيَّةً یہ ایک طبیعت ہے کہ جس کو میں نے اخزم سے پایا ہے کیا سانپ سے سانپ پیدا نہیں ہوتا ہے۔

یزید کی مراد یہ تھی کہ یہ آقا زادہ شجر نبوت اور شاخ امامت کا ایک پتہ ہے اس لیے جرات والا اور بہادر ہے بہادری کی صفت اسے اپنے آباء واجداد سے وراثت میں ملی ہے۔

حضرت قاسمؑ کی شہادت

حضرت قاسمؑ بن حسنؑ نوجوان تھے ابھی بلوغ کے حد کو نہیں پہنچے تھے۔ عاشور کی رات امام حسینؑ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کل تم سب مارے جاؤ گے۔ قاسم اپنے چچا کے پاس آئے اور عرض کیا کہ چچا جان میں بھی شہید ہوں گا؟ امام نے ان کو اپنے سینے سے لگایا اور فرمایا موت تمہارے نزدیک کس طرح ہے **كَيْفَ الْمَوْتُ عِنْدَكَ** قاسم نے جواب دیا **اَحْلٰى مِنَ الْعَسَلِ** شہد سے زیادہ شیریں ہے امام نے اس سے فرمایا تم ایک عظیم مصیبت کے بعد شہید ہوجاؤ گے حتیٰ کہ عبداللہ شیرخوار بھی شہید ہوں گے۔ عاشور کے دن قاسم نے اپنے آپ کو جنگ کے لیے آمادہ کیا امام حسینؑ سے اجازت لینے کے لیے حاضر ہوئے۔ امام نے اس کو اپنی آغوش میں لیا تھوڑی دیر تک دونوں روتے رہے اس کے بعد قاسم نے اجازت مانگی امام نے اس کو اجازت نہ دی۔ قاسم نے بہت زیادہ اصرار کیا بار بار اجازت طلب کی یہاں تک کہ امامؑ نے اس کو اجازت دے دی اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور غمگین نظر آتے تھے میدان میں گئے اور اس طرح رجز پڑھتے تھے۔

اِنْ تَنْكِرُوْنِيْ فَاَنَا بْنُ الْحَسَنِ
سِبْطُ النَّبِيِّ الْمُصْطَفٰى الْمُؤْتَمَنِ
هٰذَا حُسَيْنٌ كَا لْاَسِيْرِ الْمُرْتَهَنِ

بَيْنَ اُنَاسٍ لَاسُقُوْا صَوْبَ الْمُزْنِ

اگر تم مجھے نہیں جانتے ہو تو سنو میں فرزند رسولؐ حسنؑ کا فرزند ہوں خدا کا امین ہوں یہ حسینؑ نواسہ رسولؐ ہے کہ جو اسیروں کی طرح تمہارے درمیان گروی قرار پایا ہے۔ خدا تم کو رحمت کی بارش سے سیراب نہ کرے اس کے بعد دشمن پر سخت حملہ کیا باوجود کم سنی کے تین یا اس سے زیادہ کو قتل کیا۔ حمید بن مسلم عمر سعد کے سپاہیوں میں سے تھا وہ نقل کرتا ہے کہ حسینؑ کے خیموں سے ایک نوجوان میدان کی طرف آیا کہ اس کا چہرہ چاند کی طرح چمکتا تھا ایک تلوار اس کے ہاتھ میں تھی ایک لمبی قمیص پہنے ہوئے تھا جنگ کرنے آیا تو عمرو بن سعد ازدی نے کہا خدا کی قسم اس قدر سخت اس جوان پر حملہ کروں گا کہ اس کی ماں اس کے چہرے کو دیکھنے کے لیے بھی ترسے گی لیکن میں نے کہا کہ عجب اس جوان کے ساتھ تمہارا کیا کام خدا کی قسم اگر وہ مجھے مارے تب بھی میں اس پر ہاتھ نہیں اٹھاؤں گا چھوڑ دو جنہوں نے اس کو گھیرا ہوا ہے وہ اس کے ساتھ جنگ کریں گے اور اس کا کام تمام کریں گے۔ عمرو بن سعد نے کہا خدا کی قسم میں اس پر حملہ کرتا ہوں اور دنیا اس پر سخت کرتا ہوں حضرت قاسم جنگ میں مشغول ہوگئے عمرو بن سعد قاسم کی تاڑ میں رہا جب قریب سے قاسم کا گھوڑا گزرا تو اس قدر تلوار کو حضرت قاسم کے سر پر مارا کہ آپ کا سر شگافتہ ہوگیا اور حضرت قاسم منہ کے بل گر پڑے اور آواز دی یاعماہ چچا میری مدد کو پہنچو جب قاسم کی آواز امام کے کان میں پہنچی تو حضرت عقاب کی طرح کہ جس طرح وہ اوپر سے نیچے آتا ہے قاسم کی لاش پر آئے حضرت نے صفوں کو چیرا اور غضبناک شیر کی طرح دشمن پر حملہ کیا یہاں تک کہ عمرو بن سعد ازدی تک پہنچے اپنی تلوار سے اس پر وار کیا اس نے اپنے ہاتھ کو آگے بڑھا دیا تو اس کا ہاتھ کہنی سے جدا ہوگیا اس ملعون نے نعرہ بلند کیا دشمن نے اس کو نجات دلانے کے لیے حملہ کیا اسی دوران قاسم کا بدن گھوڑوں کے سموں کے نیچے پائمال ہوچکا تھا اور قاسم جان کنی کی حالت میں تھا اور اپنے پاؤں کو زمین پر دراز کیا اور آپ کی روح جنت کی طرف پرواز کر گئی۔ امام نے فرمایا **عَزَّوَاللّٰهِ عَلٰى عَمِّكَ اَنْ تَدْعُوْهُ فَلَا يُجِيْبُكَ اَوْيُجِيْبُكَ فَلَا يَنْفَعُكَ**

خدا کی قسم کہ تیرے چچا پر سخت وقت ہے کہ تم اس کو پکارو اور وہ جواب نہ دے اگر جواب بھی دے تو تمہارے لیے فائدہ مند نہ ہو۔

در لجه خون دید چوقاسم شده غلطان
بگرفت سرش ازره احسان به دامان

جب قاسم کو خون کے دریا میں غرق دیکھا تو اس کے سر کو محبت کی وجہ سے دامن میں رکھ لیا

پرخون شده آں رخ که بدی آیت رحمان
چون قرص قمر منخسف ازخاک بیابان

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

وہ شجر جو رحمان کی نشانی تھا خون سے سرخ ہوگیا اور قمر (چاند) کی ٹکیہ کی طرح بیابان کی خاک سے آلودہ ہوگیا۔

گفتا دریغ ای گل بستان امیدم
ازعمر تو آخر گل امید نچیدم

آپ نے کہا اے میری امید کے باغ کے پھول میں نے تیری عمر سے کوئی گل امید نہیں چنا

گہ بوسہ زدم لعل لبت گاہ مکیدم
آخر سخنی جان گرامی نشنیدم

کبھی میں نے تیرے ہونٹوں کے لعل کو چوما اور کبھی اس سے اپنے ہونٹ ملائے لیکن تیری بات میرے کان تک نہ پہنچی جس سے میں اپنی خاطر ناشاد کو تسکین دے سکتا۔

تاآنکہ دھم تسلیت خاطر ناشاد

یہاں تک کر محزون دل کو تعزیت پیش کروں

امام نے قاسم کی لاش کو اپنی گود میں لیا حالانکہ قاسم کے دونوں پاؤں زمین پر کھینچے جاتے تھے اور اٹھا کر خیام کی جانب لے آئے اور علی اکبر کی لاش کے پاس رکھ دیا اور اس وقت فریاد بلند کی اور فرمایا۔

صَبْرا" یا بَنِی عُمُومَتِی صَبْرا" یا اَہْلَبَیْتِیْ فَوَاللّٰہِ لاَرَأَیْتُمْ ھَوَانا" بَعْدَ ھٰذا الْیَوْمِ اَبَدا" اے چچا کے بیٹو اے میرے اھل بیتؑ صبر کو اپنا پیشہ قرار دو خدا کی قسم آج کے بعد ہرگز کوئی غم نہیں دیکھو گے۔

بعض نقل کرتے ہیں کہ امام حسینؑ نے قاسم کو میدان کی طرف روانہ کرتے وقت عمامے کے دو حصے کیے آدھے کو کفن کی طرح قاسم کے بدن پر سجایا اور دوسرا حصہ قاسم کے سر پر باندھا شاید اس لیے کیا ہو کہ قاسم کا چہرہ چاند کے ٹکڑے سے تعبیر ہوسکے۔

عمو زراہ محبت دمی بیا ببرم
نهم زراہ عنایت بزانوی توسرم

چچا جان محبت کی وجہ سے لمحہ بھر کے لیے میرے پاس آیئے تاکہ میں آپ کی عنایت کے نتیجے میں آپ کے زانوئے اقدس پر سر رکھوں

خوش است آنکہ ببینم جمال مہ رویت
نظر کنم دم آخر بہ روی دلجویت

یہ امر اچھا ہے کہ میں آپ کے چہرے کے چاند کا جمال دیکھوں اور آخری لمحے میں آپ کے خوبصورت چہرے کا دیدار کروں

کجا است مادر افسردہ تانظارہ کن

نظر بکشۃ صد چاک پارہ پارہ کند

غم زدہ ماں کہاں ہے جو دیکھے سینکڑوں ٹکڑوں میں تقسیم لاش پر نظر ڈالے۔

حسن مثنیٰ کا زخمی ہونا

حسنؑ بن حسنؑ کہ جو حسن مثنیٰ کے نام سے معروف تھے یہ امام حسن مجتبیٰؑ کے اولاد میں سے ایک تھے کہ جو کربلاء میں موجود تھے اور امام حسینؑ کی بڑی بیٹی فاطمہ کبریٰؑ آپ کی زوجہ تھیں انہیں سے امام حسن کی نسل آگے چلی اور امام حسنؑ کی شہادت کے بعد امام حسینؑ نے خود اپنی بیٹی کی شادی جناب حسن مثنیٰ سے کی اور بعض روایات میں ہے کہ کبریٰ اور حسن مثنیٰ کی شادی مدینہ سے روانگی کے بعد دوران سفر کی اور جناب کبریٰ کربلا میں نوعروسہ تھیں عاشور کے دن حسن مثنیٰ دشمن کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے میدان میں گئے اور اس قدر جنگ کی کہ ان کے بدن پر بہت زیادہ زخم آئے بعض نے لکھا ہے اٹھارہ زخم بدن پر آئے تھے حسن، مثنیٰ نے دشمن کے سترہ آدمیوں کو قتل کیا اور دشمن کی ضربات کی وجہ سے بے ہوش ہوکر زمین پر گر پڑے تھے یہاں تک کہ گیارہویں محرم تک بے ہوش رہے اور دشمن نے یہ خیال کیا کہ یہ قتل ہوگیا ہے اس لیے اس سے غافل ہوگئے۔

جب گیارہویں کے دن عمر سعد کے حکم کے مطابق شہداء کے سروں کو بدن سے جدا کیا گیا تو دیکھا کہ حسن مثنیٰ میں آدھی جان ہے.اسماء بن خارجہ کہ جو دشمن کے سپاہیوں میں تھا اس کی حسن مثنیٰ کی ماں کے ساتھ رشتہ داری تھی کہ جس کا نام خولہ تھا اس کو اس واقعہ کا پتہ چلا اس نے عمر سعد سے بہت زیادہ اصرار کیا کہ اس کو قتل نہ کریں تو عمر سعد نے قتل کا حکم واپس لے لیا اور قیدی بنا کے شام لے گئے اور حسن کوفے کے نزدیک ہوش میں آئے تو خوف اور وحشت کے ساتھ اپنی جگہ سے حرکت کی اور پوچھا کہ میرے چچا حسینؑ کہاں ہیں۔

جس وقت حسن مثنیٰ کو امام حسینؑ اور اس کے ساتھیوں کی شہادت سے آگاہ ہوئے تو بہت زیادہ روئے اسماء نے کوفے میں اس کا علاج کیا اور مدینے کی طرف روانہ کیا اور باقی زندگی آپ نے مدینے میں گزاری یہاں تک کہ عبدالملک (بنی امیہ کا پانچواں خلیفہ) نے آپ کو 35 سال کی عمر میں زہر دے دیا جس سے آپ شہید ہوئے آپ کی قبر بقیع کے قبرستان میں ہے حسن مثنیٰ کا لقب طباطبا تھا اور آپ طباطبائی سادات کے جد ہیں۔

حضرت عبداللہ اصغرؑ کی شہادت

عبداللہ اصغرؑ، امام حسن مجتبیٰؑ کے فرزند کربلا میں اس کی عمر گیارہ سال تھی اس بچے کو امام حسینؑ نے اھل حرم

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

کے سپرد کیا تھا تاکہ خیموں میں اس کی حفاظت کریں اور باہر نہ آنے دیں جب امام حسینؑ تنہا میدان میں چلے گئے اس وقت کوئی یار و مدد گار نہ تھا جس وقت عبداللہ نے اپنے چچا کی مظلومی دیکھی تو اپنے چچا کی مدد کے لئے میدان کی طرف دوڑے جناب زینبؑ بھی اس کے پیچھے گئیں تاکہ میدان میں جانے سے روکیں لیکن وہ جلدی سے خیام سے باہر چلا گیا اور امام حسینؑ نے آواز دی بہن عبداللہ کو روکو لیکن عبداللہ جلدی سے دوڑ کر اپنے چچا تک پہنچے اور کہا خدا کی قسم چچا سے جدا نہیں ہوں گا اور وہ ابھی امام حسین کی گود میں ہی تھا کہ اتنے میں ایک ظالم آگے بڑھا اور اپنی تلوار کو بلند کیا تاکہ امام پر ضرب لگائے عبداللہ نے اپنے ہاتھ کو آگے کیا تاکہ تلوار کی ضرب کو روکے عبداللہ کا ہاتھ اس ضربت کی وجہ سے کٹ گیا اور جسم سے لٹکتا رہا عبداللہ نے آواز دی **یَاعَمَّاہُ یَاأبَتَا** اے چچاجان اے باباجان دیکھ لیں کہ میرے ہاتھ کو کاٹ دیا امام حسینؑ نے اس بچے کو اپنی گود میں لے لیا اور فرمایا میرے عزیز صبر کرو جلد از جلد اپنے جد - باپ اور چچا کے ساتھ ملحق ہو جاؤ گے اور ان کی زیارت کروگے ابھی امام کی دل جوئی تمام نہیں ہوئی تھی کہ حرملہ ملعون نے نازک گلوئے مبارک کو تیر کا نشانہ بنادیا اور وہ آقازادہ اپنے چچا کی گود میں شہادت پاگیا جس وقت جناب زینبؑ کو اس واقعہ کا علم ہوا تو جگر سوز آواز سے گریہ کرتی تھیں اور کہتی تھیں اے میرے بھائی کے عزیز۔ اے میری آنکھوں کے نور **لَیتَ الْمَوتَ اَعْدَمَنِی الْحَیَاۃَ** کاش میں مرچکی ہوتی اور اس منظر کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھتی

آہ کازتیغ جفادست وی آویخت بپوست
سوخت بر حالت آں طفل دل دشمن و دوست

ہائے افسوس کہ اس کا ہاتھ تیغ جفا کی ضرب کے نتیجہ میں کٹ کر اس کی کھال میں لٹک گیا اور اس بچے کی حالت پر دوست اور دشمن **ناگھان** کلیجہ **ظالمی** گیا

سنگین دلی از راہ جفا
بفکند تیر سہ شعبہ سر او کردجدا

یکایک ایک سنگ دل دشمن نے ایک تین رخ کا تیر پھینکا اور اس کا سرتن سے جدا کردیا۔ بعض نے نقل کیا ہے کہ جس وقت عبداللہ کا ہاتھ کٹ گیا تو وہ خیام کی طرف متوجہ ہوا اور آواز دی۔

یَا اُمَّاہُ قَدْ قَطَعُوْ یَدِیْ اے مادر جان میرے ہاتھ کو کاٹ دیا گیا (اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی ماں رملہ کربلا میں موجود تھیں) اس کی ماں خیمہ سے باہر آئیں اور آواز دی ہائے میرے فرزند ہائے میری آنکھوں کے نور

حضرت زینبؑ کے دو فرزندوں کی شہادت

زینب کبریٰ امام حسینؑ کی بہن پانچ جمادی الاول 5 یا 6 یا 7 ہجری کو مدینہ میں پیدا ہوئیں اور 62 ہجری کو مصر یا مدینہ یا شام میں اس دنیا سے چلی گئیں بعض نے کہا ہے کہ جناب زینبؑ نے 64 سال کی عمر میں وفات پائی ہے جب آپ ازدواج کی عمر کو پہنچیں تو مدینے کے سرداروں اور جناب عبداللہ بن جعفر نے بھی مولا علی سے خواستگاری کی تو عبداللہ کی خواستگاری کو قبول کیا گیا اور جناب زینبؑ ان کی زوجہ قرار پائیں۔ لیکن اس میں شرط یہ تھی کہ جس وقت بھی ان کا بھائی حسینؑ سفر پر جائے اور اگر زینبؑ نے چاہا کہ وہ بھی ان کے ساتھ جائے تو عبداللہ زینبؑ کو سفر سے نہیں روکے گا۔ زینبؑ کی پانچ اولادیں تھیں اور ایک بیٹی ان کے نام یہ ہیں علی۔ عون اکبر - محمد - عباس - ام کلثوم بعض نے زینبؑ کے فرزندوں کے بارے میں اور بھی اقوال نقل کیے ہیں۔ جس وقت امام حسینؑ نے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ مدینہ سے مکہ اور وہاں سے کربلا کا سفر کیا تو زینب کبریٰؑ بھی ان کے ہمراہ تھیں ان کے شوہر عبداللہ بعض وجوہات کی بنا پر امام کے ساتھ جانے سے معذور تھے یعنی سخت بیمار تھے اور بستر گیر تھے اور آپکی عمر ستر سال کے قریب تھی خود تو نہ جاسکے لیکن اپنے دونوں نور چشم عون و محمد کو ان کی ماں زینبؑ کے ساتھ بھیجا اور انہیں تاکید کی اگر کوئی جنگ واقع ہو تو اس وقت دشمنوں کے ساتھ جنگ کرنا اور امام حسین کے حرم کا دفاع کرنا بعض نے لکھا ہے کہ عبداللہ نے ان دونوں فرزندوں کو مکہ میں امام حسین کے قافلہ کے ساتھ ملحق کیا تھا عون (کہ جو عون اکبر کے نام سے مشہور ہیں) مسلم ہے کہ حضرت زینبؑ کا فرزند تھا لیکن محمد بن عبداللہ کے بارے میں بعض کہتے ہیں کہ ان کی ماں ایک دوسری عورت تھی کہ جس کا نام خوصاء تھا اور کتاب کامل بہائی میں ہے کہ عون اور محمد دونوں حضرت زینبؑ کے فرزند تھے اور دونوں کربلا میں شہید ہوئے اور یہی روایت مشہور ہے عاشورا کے دن جناب زینبؑ نے عون او رمحمد کو نیا لباس پہنایا اور ان کو گرد غبار سے صاف اور پاک کیا ان کی آنکھوں میں سرمہ لگایا اور تلوار ان کے ہاتھ میں دی اور ان کو شہادت کے لئے آمادہ کیا اس کے بعد ان دونوں کو اپنے بھائی حسینؑ کے پاس لے آئیں اور اجازت مانگی کہ یہ دونوں میدان میں جائیں گے امام نے پہلے تو اجازت نہ دی اور فرمایا شاید تمہارا شوہر راضی نہ ہو تو جناب زینبؑ نے عرض کیا ایسا نہیں ہے بلکہ میرے شوہر نے تاکید کے ساتھ فرمایا تھا اگر نوبت جنگ تک پہنچ جائے تو میرے بیٹوں کو اپنے بھائی کے بیٹوں سے پہلے بھیجنا حضرت زینبؑ اصرار کرتی رہیں آخر امام نے اجازت دے دی جناب زینبؑ نے ان دو سرخ پھولوں کو میدان کی طرف بھیجا عمر سعد نے کہا اس بہن کو اپنے بھائی سے عجیب قسم کی محبت ہے کہ اپنے دونوں نور چشم کو میدان میں بھیج رہی ہے تاکہ بھائی کا اکبر بچ جائے ان دونوں بھائیوں کو جنگ کے لئے بھیجا بالآخر محمد شہید ہوئے تو عون اپنے بھائی محمد کے بدن کے پاس آئے اور کہا میرے بھائی جلدی نہ کرو میں بھی جلد ہی

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

کے سپرد کیا تھا تاکہ خیموں میں اس کی حفاظت کریں اور باہر نہ آنے دیں جب امام حسینؑ تنہا میدان میں چلے گئے اس وقت کوئی یار و مدد گار نہ تھا جس وقت عبداللہ نے اپنے چچا کی مظلومی دیکھی تو اپنے چچا کی مدد کے لئے میدان کی طرف دوڑے جناب زینبؑ بھی اس کے پیچھے گئیں تاکہ میدان میں جانے سے روکیں لیکن وہ جلدی سے خیام سے باہر چلا گیا اور امام حسینؑ نے آواز دی بہن عبداللہ کو روکو لیکن عبداللہ جلدی سے دوڑ کر اپنے چچا تک پہنچے اور کہا خدا کی قسم چچا سے جدا نہیں ہوں گا اور وہ ابھی امام حسین کی گود میں ہی تھا کہ اتنے میں ایک ظالم آگے بڑھا اور اپنی تلوار کو بلند کیا تاکہ امام پر ضرب لگائے عبداللہ نے اپنے ہاتھ کو آگے کیا تاکہ تلوار کی ضرب کو روکے عبداللہ کا ہاتھ اس ضربت کی وجہ سے کٹ گیا اور جسم سے لٹکتا رہا عبداللہ نے آواز دی **یَاعَمَّاهُ یَاابَتَا** اے چچاجان اے باباجان دیکھ لیں کہ میرے ہاتھ کو کاٹ دیا امام حسینؑ نے اس بچے کو اپنی گود میں لے لیا اور فرمایا میرے عزیز صبر کرو جلد از جلد اپنے جد - باپ اور چچا کے ساتھ ملحق ہو جاؤ گے اور ان کی زیارت کرو گے ابھی امام کی دل جوئی تمام نہیں ہوئی تھی کہ حرملہ ملعون نے نازک گلوئے مبارک کو تیر کا نشانہ بنادیا اور وہ آقازادہ اپنے چچا کی گود میں شہادت پاگیا جس وقت جناب زینبؑ کو اس واقعہ کا علم ہوا تو جگر سوز آواز سے گریہ کرتی تھیں اور کہتی تھیں اے میرے بھائی کے عزیز۔ اے میری آنکھوں کے نور **لَیتَ الْمَوتَ اَعْدَمَنِی الْحَیَاةَ** کاش میں مرچکی ہوتی اور اس منظر کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھتی

آہ کازتیغ جفادست وی آویخت بپوست

سوخت بر حالت آں طفل دل دشمن و دوست

ہائے افسوس کہ اس کا ہاتھ تیغ جفا کی ضرب کے نتیجہ میں کٹ کر اس کی کھال میں لٹک گیا اور اس بچے کی حالت پر دوست اور دشمن **ناگھان** کلیجہ **ظالمی** گیا

سنگین دلی از راہ جفا

بفکند تیر سہ شعبہ سر او کردجدا

یکایک ایک سنگ دل دشمن نے ایک تین رخ کا تیر پھینکا اور اس کا سر تن سے جدا کردیا۔ بعض نے نقل کیا ہے کہ جس وقت عبداللہ کا ہاتھ کٹ گیا تو وہ خیام کی طرف متوجہ ہوا اور آواز دی۔

یَا اُمَّاهُ قَدْ قَطَعُوْ یَدِیْ اے مادر جان میرے ہاتھ کو کاٹ دیا گیا (اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی ماں رملہ کربلا میں موجود تھیں) اس کی ماں خیمہ سے باہر آئیں اور آواز دی ہائے میرے فرزند ہائے میری آنکھوں کے نور

حضرت زینبؑ کے دو فرزندوں کی شہادت

زینب کبریٰ امام حسینؑ کی بہن پانچ جمادی الاول 5 یا 6 یا 7 ہجری کو مدینہ میں پیداہوئیں اور 62 ہجری کو مصر یا مدینہ یا شام میں اس دنیا سے چلی گئیں بعض نے کہا ہے کہ جناب زینبؑ نے 64 سال کی عمر میں وفات پائی ہے جب آپ ازدواج کی عمر کو پہنچیں تو مدینے کے سرداروں اور جناب عبداللہ بن جعفر نے بھی مولا علی سے خواستگاری کی تو عبداللہ کی خواستگاری کو قبول کیاگیا اور جناب زینبؑ ان کی زوجہ قرار پائیں۔ لیکن اس میں شرط یہ تھی کہ جس وقت بھی ان کا بھائی حسینؑ سفر پر جائے اور اگر زینبؑ نے چاہا کہ وہ بھی ان کے ساتھ جائے تو عبداللہ زینبؑ کو سفر سے نہیں روکے گا۔ زینبؑ کی پانچ اولادیں تھیں اور ایک بیٹی ان کے نام یہ ہیں علی۔ عون اکبر - محمد - عباس - ام کلثوم بعض نے زینبؑ کے فرزندوں کے بارے میں اور بھی اقوال نقل کیے ہیں۔ جس وقت امام حسینؑ نے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ مدینہ سے مکہ اور وہاں سے کربلا کا سفر کیا تو زینب کبریٰؑ بھی ان کے ہمراہ تھیں ان کے شوہر عبداللہ بعض دجوہات کی بنا پر امام کے ساتھ جانے سے معذور تھے یعنی سخت بیمار تھے اور بستر گیر تھے اور آپکی عمر ستر سال کے قریب تھی خود تو نہ جا سکے لیکن اپنے دونوں نور چشم عون و محمد کو ان کی ماں زینبؑ کے ساتھ بھیجا اور انہیں تاکید کی اگر کوئی جنگ واقع ہو تو اس وقت دشمنوں کے ساتھ جنگ کرنا اور امام حسین کے حرم کا دفاع کرنا بعض نے لکھا ہے کہ عبداللہ نے ان دونوں فرزندوں کو مکہ میں امام حسین کے قافلہ کے ساتھ ملحق کیا تھا عون (کہ جو عون اکبر کے نام سے مشہور ہیں) مسلم ہے کہ حضرت زینبؑ کا فرزند تھا لیکن محمد بن عبداللہ کے بارے میں بعض کہتے ہیں کہ ان کی ماں ایک دوسری عورت تھی کہ جس کا نام خوصاء تھا اور کتاب کامل بہائی میں ہے کہ عون اور محمد دونوں حضرت زینبؑ کے فرزند تھے اور دونوں کربلا میں شہید ہوئے اور یہی روایت مشہور ہے عاشورا کے دن جناب زینبؑ نے عون او رمحمد کو نیا لباس پہنایا اور ان کو گرد غبار سے صاف اور پاک کیا ان کی آنکھوں میں سرمہ لگایا اور تلوار ان کے ہاتھ میں دی اور ان کو شہادت کے لئے آمادہ کیااس کے بعد ان دونوں کو اپنے بھائی حسینؑ کے پاس لے آئیں اور اجازت مانگی کہ یہ دونوں میدان میں جائیں گے امام نے پہلے تو اجازت نہ دی اور فرمایا شاید تمہارا شوہر راضی نہ ہو تو جناب زینبؑ نے عرض کیا ایسا نہیں ہے بلکہ میرے شوہر نے تاکید کے ساتھ فرمایا تھا اگر نوبت جنگ تک پہنچ جائے تو میرے بیٹوں کو اپنے بھائی کے بیٹوں سے پہلے بھیجنا حضرت زینبؑ اصرار کرتی رہیں آخر امام نے اجازت دے دی جناب زینبؑ نے ان دو سرخ پھولوں کو میدان کی طرف بھیجا عمر سعد نے کہا اس بہن کو اپنے بھائی سے عجیب قسم کی محبت ہے کہ اپنے دونوں نور چشم کو میدان میں بھیج رہی ہے تاکہ بھائی کا اکبر بچ جائے ان دونوں بھائیوں کو جنگ کے لئے بھیجا بالاخر محمد شہید ہوئے تو عون اپنے بھائی محمد کے بدن کے پاس آئے اور کہا میرے بھائی جلدی نہ کرو میں بھی جلد ہی

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

تمہارے ساتھ ملوں گا محمد نے جنگ کی یہاں تک کہ شہید ہوگئے امام حسینؑ نے ان دونوں نوجوانوں کے بدنوں کو اٹھایا حالانکہ ان دونوں کے پاؤں زمین کے ساتھ کھینچے جاتے تھے یعنی زمین پر خط کھینچے جاتے تھے اور خیمے میں لے آئے عجیب بات ہے کہ ان دونوں فرزندوں کے استقبال کے لئے مستورات آئیں لیکن جناب زینبؑ نہ آئیں جبکہ ہمیشہ جناب زینبؑ استقبال میں آگے آگے ہوتی تھیں لیکن اس دفعہ زینب نظر نہیں آتی ہیں خیمہ سے باہر نہیں نکلیں تاکہ انکی نظران کے خون آلودہ بدن پر نہ پڑے اور بے تاب نہ ہوں اور کہیں اس کے اجر میں کمی نہ آئے زینب اس موقع پر باہر نہیں آئیں لیکن علی اکبر کی لاش کے استقبال کے لئے سب سے آگے تھیں (چنانچہ پہلے ذکر ہوچکا)

مگو زینب بگو ام المصائب کاندریں عالم

قضا آماده بهرش صد بلای ناگهان دارد

اس کو زینبؑ نہ کہو ام المصائب کہو اس دنیا میں اس کے لئے قضا تیار ہے اور سینکڑوں ناگہاں بلائیں اپنے ساتھ لئے ہوئے ہے۔

مگو زینب بگو یک آسمان صبرو شکیبائی

غلط گفتم ز صبرش شر مساری آسمان دارد

زینبؑ نہ کہو صبر کا ایک آسمان کہو میں نے غلط کہا اس کے غم کو تو دیکھ کر آسمان بھی شرمندہ ہے

گهی در کربلا او شش برادر را کفن پوشید

گهی از بهر قربانی دو طفل خوش زبان دارد

آپ نے کربلا میں کبھی تو چھ بھائیوں کو کفن پہنایا اور کبھی دو خوش گفتار بیٹوں کو قربانی کے لئے پیش کیا

گهی بیند بجای شادی قاسم عزائی او

گهی بر سینه داغ اکبر رعنا جوان دارد

کبھی قاسم کی شادی کی جگہ اس کی موت دیکھی اور کبھی اکبر جیسے خوب صورت کا داغ سینے پر اٹھایا

گهی بیند جدا بازوی عباس علی از تن

دو چشم پرز خون براصغر شیرین زباندارد

کبھی عباس بن علی کے بازو الگ دیکھے اور کبھی اصغر شیریں زباں کے غم میں دونوں آنکھوں سے خون کے آنسو بہائے

عونؑ اور محمدؑ کی شہادت کی خبر عبداللہ بن جعفر کو

جس وقت عون و محمد کی شہادت کی خبر مدینے میں پہنچی تو عبداللہ کا آزاد شدہ غلام ابوالسلاسل نے بہت زیادہ غم کی وجہ سے اپنے گریبان کو چاک کیا اور نالہ و فریاد کرتا ہوا عبداللہ کے پاس آیا اور کہا ہائے محمد ، ہائے عون ، ہائے میرے عزیز تم سے زیادہ خوبصورت کون تھا تم دونوں چمکتے ہوئے موتی کی طرح تھے تم سے اچھا کون تھا کہ تم میرا دل اور جگر تھے تم میری جان جسم تھے لیکن آخر میں (بے ادبی کی) کہا کہ یہ مصیبت ہمارے اوپر حسین کی وجہ سے آئی اگر یہ حسین کے ساتھ نہ جاتے تو شہید نہ ہوتے تو جناب عبداللہ نے انکی شہادت کی خبر کے بعد کہا **اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ** اس کے بعد غضبناک حالت میں غلام (ابوالسلاسل) سے کہا اے بے ادب امام حسینؑ کی ذات کے لئے اس قسم کی گستاخی کرتے ہو خدا کا شکر ہے کہ میرے فرزند امام حسینؑ کے ہم رکاب شہید ہوئے کاش میں بھی ان کے ساتھ ہوتا تو ان سے پہلے شہید ہوجاتا خدا کی قسم حسینؑ کی راہ میں میں نے اپنے فرزندوں سے چشم پوشی نہیں کی تھی خود میں نے تاکید کی تھی کہ حسینؑ کی راہ میں اپنی جان قربان کرنا اب ان کی شہادت ہمارے لیے باعث سکون ہے ہمارے لئے سب سے بڑی مصیبت امام حسینؑ کی مصیبت ہے

حضرت عباسؑ کی شہادت

حضرت عباسؑ حضرت علیؑ اور ام البنین کے فرزند تھے چار شعبان 26 ہجری کو مدینہ میں پیدا ہوئے ان کی عمر چودہ سال تھی جس وقت آپ کے والد مولا علیؑ کی شہادت ہوئی عباسؑ کربلا میں امام حسینؑ کے علمدار تھے تمام مددگاروں میں سے قوی مددگار عباسؑ تھے تقریباً" 32 سال کی عمر میں ان کی شہادت ہوئی ام البنین جناب فاطمہؑ کے بعد دوسری زوجہ تھیں اور ان کا اصلی نام بھی فاطمہ ہے لیکن ان کو مولا علیؑ کے گھر میں ام البنین کے عنوان سے پکارا جاتا تھا ان کی چار اولادیں تھیں ان کے نام یہ ہیں عباسؑ - عبداللہ - جعفر - عثمان چاروں کے چاروں کربلا میں شہید ہوئے حضرت عباسؑ شجاعت اور کمالات میں باپ کا نمونہ تھے منقول ہے حضرت عباسؑ کا قاتل (بنی دارم) قبیلہ سے تعلق رکھتا تھا اس وجہ سے وہ سیاہ ہوگیا تھا کسی نے اس سے اس کی وجہ پوچھی تو جواباً" کہا میں نے ایک مرد کو جس کی پیشانی کے درمیان سجدے کا اثر پایا جاتا تھا اس کو قتل کیا کہ جس کا نام عباسؑ تھا عباسؑ کی شادی عبیداللہ بن عباسؑ کی لڑکی سے ہوئی جو مولا علیؑ کا چچازاد بھائی اور علم تفسیر میں شاگرد تھا اس سے دو فرزند پیدا ہوئے ایک کا نام عبیداللہ اور دوسرے کا نام فضل تھا بعض لکھتے ہیں کہ ان کے دو اور فرزند تھے ایک کا نام محمد دوسرے کا نام قاسم تھا کہ جو کربلا میں شہید ہوئے۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

حضرت عباسؑ کا بلند مقام

یہاں پر حضرت عباسؑ کے کچھ فضائل کی طرف اشارہ کرتے ہیں ایک دن حضرت سجادؑ نے مدینہ میں جناب عباسؑ کے فرزند عبیداللہ کو دیکھا تو ان کو اپنے چچا عباسؑ یاد آگئے اور بے اختیار آنکھوں سے آنسو نکل پڑے اور فرمایا جنگ احد سے زیادہ سخت دن پیغمبر اسلام پر نہیں گزرا اس دن حضرت کے چچا حمزہ شیر خدا کی شہادت ہوئی اس کے بعد سب سے زیادہ سخت جنگ موتہ تھی کہ پیغمبر کو حضرت جعفر طیار کی شہادت کے ساتھ سامنا کرنا پڑا لیکن کوئی دن بھی امام حسینؑ کی شہادت کے دن کی طرح نہیں ہے کہ تیس ہزار فوج نے حضرت کا محاصرہ کیا جو کہ اپنے آپ کو گمان کرتے تھے کہ مسلمان ہیں اس کے بعد فرمایا۔

اِنَّ لِلْعَبَّاسِ عِنْدَاللّٰہِ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی مَنْزِلَۃً یَغْبِطُ بِہٖ جَمِیْعُ الشُّہَدَاءِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ

عباسؑ کے لئے قیامت کے دن ایک مقام ہے کہ تمام شہداء اس مقام کو حسرت سے دیکھیں گے (رشک کریں گے)نیز فرمایا خدا میرے چچاعباسؑ پر رحمت نازل کرے کہ انہوں نے اپنی جان کو قربان کیا یہاں تک کہ دشمنوں نے ان کے دونوں ہاتھ کاٹ دیئے خدا نے اس کے بدلے میں میرے چچا کو دو پر عطا کئے ہیں جن کے ساتھ ملا ئکہ کے ہمراہ بہشت میں پرواز کرتے ہیں جس طرح جعفر بن ابی طالب کو دو پر عطا ہوئے تھے روایت میں استعمال شدہ لفظ قیاس کے معنی لغت میں سخت کے ہیں یہ عباسؑ کی شجاعت اور سخت ہونے پر دلالت کرتا ہے چونکہ آپ دشمن کے مقابلہ میں سخت اور بہادر تھے 3- عباسؑ کو صفات کمال اور شجاعت اپنے ماں باپ سے وراثت میں ملی ہیں کہ جس وقت حضرت نے چاہاکہ شادی کریں تو اپنے بھائی عقیل جو کہ نسب شناس تھے فرمایا **اُنْظُرْ لِی اِمْرَئَۃً قَدْ وَلَدَتْھَا الْفَحُوْلَۃُ مِنَ الْعَرَبِ لِاَتَزَوَّجَھَا فَتَلِدَلِی غُلَامًا" فَارِسًا"** میرے لیے ایک ایسی عورت دیکھیں کہ جو عرب کے بہادر قبیلہ سے ہو تاکہ اس کے ساتھ شادی کروں اس سے ایک جنگجو اور شاہ سوار پیدا ہو عقیل نے کہا فاطمہ کلابیہ کے ساتھ شادی کرلو چونکہ عرب میں آپ کے علاوہ ان کے باپ دادا سے بڑھ کر کوئی بہادر نہیں ہے کہ جس وقت حضرت کے فرزند عباس پیدا ہوئے تو عباسؑ کو کپڑے میں لپیٹ کر علیؑ کے پاس لایا گیا مولا علیؑ نے ان کے ہاتھوں کو دیکھا اور رو پڑے ان سے وجہ پوچھی گئی تو فرمایا یہ ہاتھ عاشورا کے دن میرے فرزند امام حسینؑ کے راستے میں جدا ہوں گے۔

4- کتاب مقاتل الطالبین میں ہے کہ حضرت عباسؑ کا خوبصورت قد تھا جب بھی ایک قوی گھوڑے پر سوار ہوتے تو حضرت کے پاؤں زمین کے ساتھ خط کھینچتے تھے لوگ ان کو (قمربنی ہاشم) کہتے تھے۔

امام حسینؑ کا علم عاشور کے دن عباسؑ کے ہاتھ میں تھا۔ اکثر مورخین نے حضرت عباسؑ کی شان میں اس طرح کہا

ہے۔ **کَالْجَبَلِ الْعَظِیْمِ وَقَلْبُہٗ کَالطَّوْدِالْجَسِیْمِ لِاَنَّہٗ کَانَ فَارِسًا" ھُمَامًا وَبَطَلًا" ضِرْغَامًا وَکَانَ جَسُوْرًا عَلَی الطَّعْنِ وَالضَّرْبِ فِی مَیْدَانِ الْکُفَّارِ وَالْحَرْبِ** عباس ایک بہت بڑے پہاڑ کی طرح تھے اور ایک سخت پہاڑ کی طرح دل تھا چونکہ وہ دلیر ، ہمت والا ، جنگ جو ، شیر کی طرح تھا اور نیزے اور ضربات کے وار کرنے میں دشمنوں پر بے باک جرات مند اور طاقتور تھا۔

حضرت عباسؑ کے القاب

عباسؑ کے کئی القاب ہیں ہرلقب کو کسی نہ کسی مناسبت سے رکھا گیا ہے۔

1- ابوالفضل چونکہ فضل کے باپ تھے یہ اس لیے کہ ان کے ایک بیٹے کا نام فضل تھا۔

2- ابوالقربہ چونکہ سقا اور تشنہ لبوں کے لیے پانی پہنچانے والا تھا قربہ کا کلمہ زندہ کے وزن پر ہے جس کا معنی مشک ہے۔

3- قمربنی ہاشم چونکہ بنی ہاشم کے درمیان چمکتے ہوئے چاند کی طرح تھے اور خوبصورت تھے۔

4- عبد صالح 5- المواسی (ہمدردی کرنے والا) 6- الفادی (قربانی دینے والا)

7- الحامی حمایت کرنے والا الواقی حفاظت کرنے والا

8- الساعی کوشش کرنے والا

9- باب الحوائج حاجتوں کو قبول کرنے کا وسیلہ

10- حامل اللواء ، صاحب لواء ، علمدار

قدیم جنگوں میں علمدار سربراہ کے معنی میں ہے کامیابی اور شکست میں ان کا بڑا ہاتھ ہوتا ہے فوج کی کامیابی کے لیے یہی کافی ہے کہ علمدار قوی ہو حضرت عباسؑ نے زندگی کے آخری لمحات تک امام حسینؑ کے علم کی حفاظت کی یہاں تک کہ جب حضرت عباسؑ کے دونوں ہاتھ کہنیوں سے جدا کئے گئے تو دونوں بازوں کی مدد سے علم کو سینے سے لگالیا اور اسی حال میں دشمن پر حملہ کیا آخر جب لوہے کا گرز حضرت کے سرپر مارا گیا تو گھوڑے کی پشت سے زمین پر گرے۔

حقیقت میں آپ اور علم دونوں زمین پر گرے یعنی جب تک خود نہ گرے حسینؑ کے علم کو نہ گرنے دیا پہلے خود گرے بعد میں علم گرا۔

ساقی بادہ توحید و معارف عباس
شاھد بزم ازل شمع شبتان الست

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

عباسؑ توحید و معرفت کی شراب کے ساقی ہیں بزم ازل کے شاہد ہیں اور شمع شبستان الست ہیں۔

ساغرابروی پیوسته او محوم کرد
هرکی نیستی افزودبه هستی پیوست

ان کے ابروئے پیوستہ کے ساغر نے مجھے محو کردیا جس نے موت کو بڑھایا وہ زندگی سے پیوستہ ہوگیا۔

سروبالائی بلندش چوخرامان می رفت
نه صنوبر که دو عالم به نظر آمده پست

اس کا بلند و بالا سرو جب محو خرام ہوتا تھا تو صرف صنوبر ہی نہیں بلکہ دو عالم پست نظر آتے تھے۔

لاله روی وی از گلشن توحید دمید
سنبل موئی وی از روضه تجرید برست

اس کے چہرے کا گل لالہ توحید کے باغ میں شگفتہ ہوا اس کے بالوں کی سنبل تجرید کے روضہ سے نمودار ہوئی۔

شاه اخوان صفا ماه بنی هاشم او است
که در او صورت و معنی به حقیقت پیوست

وہ اخوان الصفا کا شہنشاہ بنی ہاشم کا چاند ہے اس کی صورت میں حقیقتاً" صورت اور معنی یکجا ہوگئے ہیں۔

جنت ورضوان وحور و کوثر و غلمان
هست همه آیتی زخوی ابوالفضل

جنت رضوان، حور، کوثر اور غلمان یہ سب عباسؑ کی عادت کی نشانیاں ہیں۔

نور دل حیدر است و شمع شهیدان
مظهر حق است نور روی ابوالفضل

وہ حیدرؑ کے دل کا نور ہے اور شہیدوں کی شمع ہے ان کے چہرے کا نور حق کے ظاہر ہونے کی جگہ ہے۔

شمس و قمر شد خجل زنور جمالش
مشک ختن شمه ای زبوی ابوالفضل

ان کی خوبصورتی کے نور سے چاند اور سورج شرمندہ ہیں اور مشک ختن ان کے خوش بو کا معمولی سا حصہ ہے۔

خالق اعظم گناه خلق دوعالم
جمله ببخشد به آبروی ابوالفضل

پروردگار عالم دو عالم کے گناہ تمام کے تمام حضرت عباسؑ کی آبرو کے طفیل میں بخش سکتا ہے۔

امام زمانؑ کا سلام حضرت عباسؑ پر

زیارت ناحیہ مقدسہ میں امام زمانؑ سے منقول ہے کہ حضرت امام زمان حضرت عباسؑ کی طرف مخاطب ہوتے ہوئے فرماتے ہیں۔ **اَلسَّلَامُ عَلَى أَبِي الْفَضْلِ الْعَبَّاسِ بْنِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ الْمُوَاسِي أَخَاهُ بِنَفْسِهِ الْآخِذِ لِغَدِهِ مِنْ أَمْسِهِ الْفَادِي لَهُ الْوَاقِي السَّاعِي إِلَيْهِ بِمَائِهِ الْمَقْطُوعَةِ يَدَاهُ**

سلام ابوالفضل پر جو امیرالمومنینؑ کے فرزند ہیں کہ جس نے اپنی جان کو اپنے بھائی پر قربان کیا۔

دنیا کو آخرت کا وسیلہ قرار دیا

کہ جس نے اپنے آپ کو اپنے بھائی پر قربان کیا۔

جو کہ نگہبان تھے اور پانی کے لیے بہت زیادہ کوشش کی یہاں تک کہ پانی کو تشنہ لبوں تک پہنچایا۔

کہ جس کے دونوں ہاتھ (جھاد فی سبیل اللہ میں) قطع کیے گئے۔

خدا لعنت کرے ان (قاتلوں یزید بن رقاد اور حکیم بن طفیل) پر

ان کلمات میں حضرت عباسؑ کے پانچ فضائل کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

حضرت ابوالفضل کی شجاعت

حضرت عباس کی شجاعت امام حسینؑ کے اصحاب کے درمیان بے مثال تھی۔
حضرت کی شجاعت اور رجز اور دونوں ہاتھ کٹ جانے کے باوجود جہاد کرنا یہ سب ان کی صلاحیت اور شجاعت کی دلیل ہے وہ اکیلے فرات کی طرف گئے چار ہزار فوج کو تیر کا حدف قرار دیا ان کے صفوں سے اسی آدمیوں کو قتل کرکے اپنے آپ کو فرات تک پہنچایا۔ ان کی ماں ام البنین ایک شعر میں ان کی طرف خطاب کرکے فرماتی ہیں۔

لَوْکَانَ سَیْفُکَ فِی یَدَیْکَ۔ لَمَادَنٰی مِنْہُ اَحَدٌ

اگر تلوار تمہارے ہاتھ میں ہوتی تو کسی کو آپ کے قریب آنے کی جرات نہ ہوتی۔ روایت میں ہے کہ جب شہداء کربلا کی لوٹی ہوئی چیزیں شام میں یزید کے پاس لے گئے تو ان کے درمیان ایک بہت بڑا علم تھا یزید اور حاضرین نے دیکھا کہ تمام علم میں سوراخ ہیں لیکن ان کا دستہ صحیح و سالم ہے پوچھا گیا اس علم کو کون اٹھاتا تھا کہا گیا عباس بن علی اس کو اٹھاتے تھے یزید تعجب سے اس علم کی عظمت میں دو یا تین بار اٹھا اور کہا **اُنْظُرُوْا اِلٰی ھٰذَا الْعَلَمِ فَاِنَّہٗ لَمْ یَسْلَمْ مِنَ الطَّعْنِ وَالضَّرْبِ اِلَّا مِقْبَضَ الْیَدِالَّتِی تَحْمِلُہٗ** اس علم کو دیکھو کہ صدمات اور ضربات کی وجہ سے کوئی جگہ بھی سالم نہیں ہے سوائے اس کے دستے کے کہ جس کو علمدار اٹھاتا تھا۔ یعنی دستہ کا سالم رہنا اس چیز کی نشان دھی کرتا ہے کہ علمدار کے ہاتھ پر جو بھی تیر اور ضرب لگتی تھی اس کو برداشت کرتے تھے اور علم کو نہیں چھوڑتے تھے۔ اس کے بعد یزید نے کہا **اَبَیْتَ اللَّعْنَ یَا عَبَّاسُ ھٰکَذَا یَکُوْنَ وَفَاءُ الْاَخِ لِاَخِیْہِ** لعن اور ناسزا تجھ سے دور ہو ناسزا تمہارے لیے زیب نہیں دیتا ہے اے عباس یہ ہے وفاداری کا معنی جو تو نے اپنے بھائی کے لیے انجام دیا۔

به هر طرف که چوشیر درنده روکردی
که روز حشر بیاد مخالف آوردی

شیر درندہ کی طرح آپ نے ہر طرف رخ کیا اور مخالف کو روز حشر یاد دلا دیا۔

برزم خصم بپدر آنچنان کو شید
که پرده بررخ احزاب و نهروان پوشید

جنگ میں باپ کی طرح دشمن سے اس طرح مقابلہ کیا کہ احزاب اور نہروان کی لڑائیاں ماند پڑ گئیں۔

چنان درید صف ازحمله هائی پیوستش
که جبرئیل امین بوسه داد بردستش

اپنے مسلسل حملوں سے دشمن کی صفوں کو اس طرح چیرا کہ جبرئیل امینؑ نے آپ کے ہاتھوں کو بوسہ دیا۔

فتاده حضرت عباس درمیان سپاه
بسان شیر که افتدبه گله روباه

حضرت عباسؑ مخالف فوج پر اس طرح حملہ آور ہوئے جس طرح شیر لومڑیوں کے ریوڑ پر حملہ آور ہوتا ہے۔

حضرت عباس کے بھائیوں کی شہادت

حضرت عباس کے تین بھائی پدری مادری تھے
کہ جن کی ماں ام البنین تھیں ان میں سے ایک عبداللہ تھا کہ جس کی عمر 25 سال تھی دوسرا عثمان تھا کہ جس کی عمر 21 سال تھی تیسرا جعفر تھا کہ جس کی عمر 19 سال تھی۔ حضرت عباس ان سے بڑے تھے اپنے بھائیوں سے مخاطب ہوئے اور فرمایا اے میری ماں کے فرزندو آگے بڑھو تاکہ تمہارا خلوص اور خیر خواہی راہ خدا اور راہ رسولؐ میں دیکھوں وہ ایک دوسرے کے بعد میدان کی طرف روانہ ہوئے یہاں تک کہ سب شہید ہوگئے۔

حضرت عباس کا فرات کے کنارے جانا

جب حسینؑ کے یار و انصار شہید ہوگئے اور حضرت عباس نے اپنے آپ کو تنہا پایا تو اپنے بھائی کی خدمت میں آئے اور عرض کیا میرا سینہ تنگ ہوچکا ہے میں تنگ آگیا ہوں میں چاہتا ہوں کہ شہداء کے خون کا انتقام دشمن سے لوں۔
امام حسینؑ نے فرمایا جاؤ ان تشنہ لب بچوں کے لیے تھوڑا سا پانی لے آؤ

زبیم سطوت او رفت از آں سپاه شریر
خروش الحذر والامان به چرخ اثیر

ان کے جاہ و جلال کے خوف کی وجہ سے اس شریر فوج کی زبان سے الحذر اور الامان کا شور آسمان تک پہنچا

زہیر بن قین کی ملاقات حضرت عباسؑ سے

حضرت عباسؑ عاشورہ کی رات اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر خیام کے اطراف کا گشت کر رہے تھے۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

اور حفاظت کر رہے تھے تاکہ دشمن آگے نہ آئے اس وقت زہیر بن قین جو کہ امام حسینؑ کے وفادار ساتھیوں میں سے ایک تھے عباسؑ کے پاس آئے اور عرض کیا میں اس وقت اس لیے آیا ہوں تاکہ تجھ کو تمہارے والد علیؑ کی ایک بات یاد لاؤں چونکہ اھل بیتؑ کے خیام خطرے میں تھے اس لیے آپ بااسلحہ گھوڑے پر سوار تھے اور کہا کہ بات چیت کی گنجائش تو نہیں ہے چونکہ تم نے میرے باپ کا نام لیا ہے اس لیے میں ان کی بات کو نظر انداز نہیں کرسکتا ہوں بتاؤ میں سواری کی حالت میں سنوں گا زہیر نے کہا آپ کے والد نے جب آپ کی والدہ ام البنین سے شادی کرنا چاہی تھی تو اپنے بھائی عقیل سے فرمایا تھا۔ ایک بہادر خاندان سے میرے لیے رشتہ تلاش کرلو۔

چونکہ میں چاہتا ہوں کہ ایک بہادر لڑکا اس سے پیدا ہو کہ وہ اپنے بھائی حسینؑ کے لیے حامی ایثار گر اور فدا کار ہو اس بناء پر اے عباسؑ تمہارے باپ نے تجھ کو اسی دن عاشورا کے لیے چاہا تھا کہیں کوتاہی نہ ہو۔ عباسؑ یہ کلام سنتے ہی جوش میں آگئے اور گھوڑے کی زین پر انگڑائی لی جس سے آپ کی جوتی کے تسمے ٹوٹ گئے اور فرمایا اے زہیر کیا ان باتوں سے مجھے جوش دلانا چاہتے ہو۔ خدا کی قسم ہرگز اپنے ہاتھ کو بھائی سے نہیں اٹھاؤ نگا اور حرم کی حمایت میں کوتاہی نہیں کرونگا کل صبح تو ہونے دے پھر دیکھنا کہ ان کی نسلوں کو ان کے نام و نشان بھی نہ ملیں گے۔

وَاللّٰهِ لَاُرِيَنَّكَ شَيْئًا مَارَاَيْتَهٗ قَطُّ

خدا کی قسم اپنی وفاداری کو اس طرح ظاہر کرونگا اور آپ کو بتاؤں گا کہ اس کی مثال نہیں ملے گی اس وقت عباس زہیر کو حوصلہ دلانے کے لیے فوج کی طرف بڑھے اور اس طریقے سے حملہ کیا کہ جیسے ان کی تلوار میں آگ ہے اور زہیر کو بتلانے کے لیے کہ کل میں کس طرح جنگ کروں گا ایک لحظہ میں دشمن کے ایک سو پہلوانوں کو قتل کردیا من جملہ ان میں سے مادر بن صدیف ثعلبی بھی تھا جو کہ ایک بے مثال پہلوان تھا دونوں کا ایک دوسرے سے مقابلہ ہوا اور مارد کے بلند نیزے کو اس کے ہاتھ سے چھینا اور نیزے کو زور سے حرکت دی اور بلند آواز سے فرمایا اے مارد میں درگاہ خدا سے امید رکھتا ہوں کہ تمہارے نیزے کے ساتھ تجھے جہنم واصل کرونگا اس وقت اس نیزے کو مارد کے گھوڑے کی کمر میں گھونپ دیا گھوڑا مضطرب ہوا اور مارد نے اپنے آپ کو زمین پر گرادیا حالانکہ کچھ لوگ دشمن کے مادر کی مدد کے لیے آچکے تھے عباس نے اسی وقت نیزے کو مارد کے گلے میں گھونپ دیا مارد زمین پر گرا اور ایک کان سے دوسرے کان تک کٹ گیا اور پھر ہلاک ہوگیا اس حملے میں بہت سے اور لوگ بھی عباس کے ہاتھ سے مارے گئے حضرت عباس دشمن کی طرف آگے بڑے اور ان کو موعظ کیا اور بدانجامی سے ڈرایا لیکن حضرت کی باتوں میں اندھے دل والوں کے لیے اثر نہ تھا۔

جناب عباسؑ کی روانگی

عباسؑ اپنے بھائی حسینؑ کے پاس آئے اتنے میں سنا کہ بچوں نے العطش کی آواز بلند کی ہے ایک روایت میں ہے ایک مخصوص خیمہ میں خالی مشکیزے پڑے ہوئے تھے حضرت ابوالفضل اس خیمہ میں داخل ہوئے تو کیا دیکھا کہ بچے خالی مشکیزوں کو اٹھائے ہوئے ہیں اور اپنے شکم کو ان تر مشکوں پر رکھتے تھے تاکہ ان کی پیاس کم ہو ان سے فرمایا میری آنکھوں کے نور صبر کرو تمہارے لیے پانی لاتا ہوں اسی وقت گھوڑے پر سوار ہوئے اور اپنے نیزے اور مشک کو اٹھایا اور قرات کی طرف روانہ ہوئے اکسیر العبادات کی روایت کے مطابق عباس اپنے بھائی کے ساتھ وداع کے وقت آسمان کی طرف منہ کیا اور عرض کیا خدایا میں اپنا وعدہ پورا کرنا چاہتا ہوں پانی پہنچانے کے بارے میں اور اس مشک کو تشنہ لب بچوں کے لیے پانی سے بھر کر لاؤں گا۔

اس کے بعد امام حسینؑ کی پیشانی کو بوسہ دیا اور فرات کی طرف روانہ ہوئے چار ہزار یا دس ہزار شامی آب فرات کی حفاظت کے لیے وہاں پر موجود تھے ان پر حملہ کیا اسی آدمیوں کو قتل کرنے کے بعد اپنے آپ کو پانی تک پہنچایا دشمنوں نے چھ مرتبہ حملہ کیا تاکہ عباس پانی تک نہ پہنچے لیکن حضرت عباس نے بہت سی ضربات ان پر لگائیں اور پانی کے پاس پہنچے ایک چلو پانی لیا اور گھوڑے کے منہ کے قریب لے گئے تاکہ پانی پی لے اس کے بعد ایک چلو پانی لیا چاہا کہ پی لے لیکن اپنے بھائی امام حسینؑ کی پیاس یاد آگئی پانی کو پھینک دیا اور مشکیزے کو پانی سے بھرا۔ پھر اپنے آپ سے کہا اے عباس تو نے مشکیزے کو بھر لیا لیکن خود پانی نہیں پیا پھر کہا۔

يَانَفْسُ مِنْ بَعْدَالْحُسَيْنِ هُوْنِي
وَبَعْدَهٗ لَاكُنْتَ اَنْ تَكُوْنِي
هٰذَا الْحُسَيْنُ وَارِدُالْمَنُوْنِ
وَتَشْرَبِيْنَ بَارِدَالْمَعِيْنِ
تَاللّٰهِ مَاهٰذَا فِعَالُ دِيْنِي

اے عباس حسینؑ کے بعد تیری زندگی کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے اس کے بعد تمہیں زندہ نہیں رہنا چاہیے۔ یہ حسین ہے کہ جو لب تشنہ ہے اور موت کے خطرے میں ہے اے نفس تو چاہتا ہے کہ خوشگوار اور ٹھنڈا پانی پی لے خدا کی قسم میرا دین ایسے کام کی اجازت نہیں دیتا بعض نے نقل کیا ہے کہ فرمایا خدا کی قسم میں اپنے لب کو پانی کے ساتھ نہیں لگاؤں گا جب تک میرا آقا حسین تشنہ ہے۔

وَاللّٰهِ لَااَذُوْقُ الْمَاءَ وَسَيِّدِي الْحُسَيْنُ عَطْشَانًا

عقل کہتی ہے کہ پانی پی لو تاکہ طاقت بحال ہو اور اچھی طرح جنگ کرسکو لیکن عشق وفا اور صفا کہتا ہے کہ تمہارا

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

بھائی اور تمہارے بھائی کی اولاد تشنہ ہیں کس طرح پانی پیو گے۔

مقام عشق را درگه بسی بالاتر از عقل است
کسی ایں آستان بوسه که جان درآستین دارد

عباسؑ کو باپ کی وصیت

بعض نے نقل کیا ہے کہ حضرت علیؑ نے اکیسویں ماہ رمضان کی رات شب شہادت عباسؑ کو اپنے آغوش میں لیا ان کو اپنے سینے سے لگایا اور فرمایا بیٹابہت جلدی قیامت کے دن تمہاری وجہ سے میری آنکھیں روشن ہوں گی۔

وَلَبِنِی اِذَا کَانَ یَومَ عَاشُورَا وَ دَخَلتَ الْمَشْرَعَةَ اِیَّاکَ اَنْ تَشْرِبَ الْمَاءَ وَاَخُوکَ الْحَسَیْن عَطْشَانُ

بیٹا جس وقت عاشور کا دن ہوگا اور نہر فرات پر داخل ہوگے خبردار کہیں پانی نہ پینا حالانکہ تمہارا بھائی تشنہ ہوگا۔

آمد بیادش ازلب خشک برادرش
شد غیرت فرات دو چشم به خون ترش

اس کو جب اپنے بھائی کے ہونٹوں کی خشکی یاد آئی تو فرات کی غیرت کی دونوں آنکھیں خون سے تر ہوگئیں۔

گفتا نخورده آب گلستان حیدری
داری تو میل آب کجا شد برادری

اس نے کہا کہ گلستان علیؑ نے پانی نہیں پیا اور تو پانی پینے کا رجحان رکھتا ہے تیرے بھائی ہونے کو کیا ہوگیا۔

تشنه است آنکه نو گل باغ فتوت است
لب ترمکن ز آب که دورازمروت است

جواں مردی کے باغ کا نیا پھول پیاسا ہے تم ہونٹوں کو پانی سے تر نہ کرو کہ یہ مروت سے بعید ہے

توآب می خوری اوتشنه لب صفای تو کو
وصیت پدر مهربان وفای تو کو

تو پانی پینا چاہتا ہے اور وہ پیاسا ہے تیرے خلوص کو کیا ہوا مہربان باپ کی وصیت کیا ہوئی تیری محبت کہاں ہے۔

نوشی تو آب و تشنه شه دین رضا مباش
خوش نوکری ولیک چنین بی وفا نباش

شاہ دیں پیاسا ہو اور تو پانی پیئے اس پر رضامند نہ ہو تو اچھا نوکر ہے اتنا بے وفا نہ بن

گردوستی به خاک ره دوست خاک شو
آبی بزن برآتش اویاهلاک شو

اگر تو دوست ہے تو دوست کے راستے کی خاک بن جا اس کی آگ پر پانی ڈال یا ہلاک ہوجا

شاعر معروف وفائی کہتے ہیں۔

پرکرد مشک وپس کفی از آب برگرفت
می خواست تاکه نوشداز آن آب خوشگوار

اس نے مشک بھری اور اس کے بعد چلو میں پانی لیا وہ چاہتا تھا کہ اس خوش گوار پانی میں سے کچھ پیئے۔

آمد بیادش از جگر تشنه حسینؑ
چون اشک خویش ریخت زکف آب و شد سوار

اسے حسینؑ تشنہ لب کی پیاس یاد آئی اپنے آنسو کی طرح اس نے اپنے ہاتھ سے پانی پھینکا اور سوار ہوگیا۔

برخود خطاب کرد که اے نفس اند کی
آہسته تر که مانده حسین تشنه درقفا

اپنے آپ سے کہنے لگا کہ میری جان ذرا آہستہ حسینؑ پیچھے تشنہ کھڑے ہیں۔

عباس بے وفا تو نبودی کنون چه شد
نوشی تو آب و مانده حسینت درانتظار

عباسؑ تو بے وفا تو نہیں تھا اب یہ کیا ہوگیا کہ تو پانی پینا چاہتا ہے اور تیرا حسینؑ پانی کے انتظار میں ہے۔

شدبالبان تشنه از آب روان برون
دل پر زجوش و مشک بدوش آن بزرگوار

وہ پیاسا ہی دریا سے باہر آگیا دل جوش سے لبریز تھا اس صاحب عظمت کے کاندھے پر مشک تھی۔

کردند جمله حمله برآن شبل مرتضی
یک شیر درمیانه گرگان بی شمار

سب نے علی کے اس لاڈلے پر حملہ کیا ایسا لگتا تھا جیسے ایک شیر لاتعداد لومڑیوں کے درمیان میں ہے۔

یکتن کسی ندیده و چندین هزار تیر
یک گل کسی ندیده و چندین هزار خار

ایک جسم کے لیے اتنے تیر کسی نے نہیں دیکھے ہوں گے ایک پھول کے ساتھ کسی نے اتنے کانٹے نہیں دیکھے ہوں گے۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

حضرت عباس کی شہادت

حضرت عباسؑ نے مشک کو شانے پر لیا اور خیموں کی طرف روانہ ہوگئے دشمن کی فوج نے حضرت کے راستے کو روکے رکھا اور آپ کا ہر طرف سے محاصرہ کیا اور حضرت عباس اکیلے ان سب کے ساتھ جنگ کرتے تھے حضرت نے اتنی جنگ کی کہ دشمن کے مردوں کے ڈھیر لگا دیئے بالآخر نوفل ازرق نے ایک ضربت دائیں بازو پر لگائی اور اس کو جدا کردیا تو آپ نے مشکیزے کو بائیں شانہ پر رکھا ایک دوسری روایت کے مطابق زید بن ورقاء چھپ کر انتظار کر رہا تھا وہ ایک جھاڑی کے پیچھے سے باہر نکلا اور تلوار کو حضرت کے دائیں بازو پر مارا اور دائیں ہاتھ کو جدا کر دیا۔

افتاد دست راست خدایا زبیکرم
بردامن حسین برسان دست دیگرم

پروردگار میرا دایاں ہاتھ جسم سے الگ ہوگیا ہے میرے دوسرے ہاتھ کو حسینؑ کے دامن تک پہنچا دے۔

دست چپم بجا ست اگر نیست دست راست
اما هزار حیف که یکدست بی صدا است

اگر دایاں ہاتھ نہیں ہے میرا بایاں ہاتھ اپنی جگہ پر ہے لیکن ہزار افسوس کہ بالکل خاموش و بے جان ہے

حضرت نے اسی ایک ہاتھ کے ساتھ حملہ کیا اور اس طرح رجز پڑھتے تھے۔

وَاللّٰهِ اِنْ قَطَعْتُمْ يَمِيْنِي
اِنِّي اُحَامِي اَبَدًا عَنْ دِيْنِي
وَعَنْ اِمَامٍ صَادِقِ الْيَقِيْنِ
نَجْلِ النَّبِيِّ الطَّاهِرِ الْاَمِيْنِ

خدا کی قسم اگر تم نے میرے دائیں ہاتھ کو کاٹ دیا میں اسی طرح اپنے دین کی حفاظت کروں گا اور اس امام پر سچا یقین رکھتا ہوں اس کا دفاع کروں گا وہ امامؑ کہ جو نواسہ رسول ہے جو کہ پاک اور امین ہے اس کے بعد دشمن پر حملہ کیا اور دشمن کے بہت سے بہادروں کو ہلاک کیا جن ملاعین کو حضرت نے قتل کیا تھا بعض نے ان کی تعداد 855 لکھی ہے کہ اس موقع پر حکیم بن طفیل جو کہ کھجور کے پیچھے چھپا ہوا کھڑا تھا باہر نکلا اور ایک ضربت حضرت کے بائیں ہاتھ پر لگائی اور حضرت کے ہاتھ کو جدا کردیا۔

فَقَطَعَ يَدَهُ مِنَ الزَّنْدِ

حضرت اس طرح رجز پڑھتے تھے۔

يَا نَفْسُ لَاتَخْشَى مِنَ الْكُفَّارِ
وابشری برحمة الجبار
مَعَ النَّبِيِّ السَّيِّدِ الْمُخْتَارِ
قَدْقَطَعُوْا / بِبَغْيِهِمْ يَسَارِيْ
فَاَصْلِهِمْ يَارَبِّ حَرَّ النَّارِ

اے نفس کافروں سے نہ ڈر تجھ کو خدائے جبار کی طرف سے رحمت کی خوشخبری ہو اس نبی کے ساتھ کہ جو سردار اور برگزیدہ ہیں انہوں نے میرا بایاں ہاتھ اپنے ظلم سے کاٹ دیا خدا ان کو جلتی ہوئی آگ میں ڈال دے۔

من مورم و مشک آب من ران ملخ
ران ملخی نزدسلیمان ببرم

میں چیونٹی ہوں اور میری پانی کی مشک ملخ ہے (ٹڈی کا ران ہے) اور اس ٹڈی کے ران کو میں سلیمان کے پاس لے جارہا ہوں۔

دادم به سکینه وعده آب روان
گردست نبا شدم به دندان ببرم

میں نے سکینہ سے پانی کا وعدہ کیا ہے اگر میرے ہاتھ نہیں ہیں تو مشک کو دانتوں سے پکڑ کرلے جاؤں گا۔

حضرت عباسؑ نے مشکیزے کو اپنے دانتوں میں لیا اور ہمت کے ساتھ مشکیزے کو خیام میں پہنچانا چاہا کہ اچانک ایک تیر پانی کے مشکیزے پر لگا اور پانی بہنے لگ گیا اس کے بعد ایک اور تیر آپ کے سینے پر لگا اور حضرت عباسؑ گھوڑے سے زمین پر گرے۔ ابو مخنف لکھتا ہے کہ جس وقت حضرت عباس کے ہاتھ جدا ہوگئے تھے اور آپ کے دونوں شانوں سے خون کے قطرات گرتے تھے اس کے باوجود بھی دشمن پر حملہ کرتے تھے یہاں تک کہ ایک ظالم نے لوہے کے ایک گرز کے ساتھ حضرت کے سر پر وار کیا اور سر شگافتہ ہوگیا اس وقت آپ زمین پر گر پڑے اور خون میں غلطاں تھے اور آواز دی **يَا اَخِي يَا حُسَيْنُ عَلَيْكَ مِنِّي السَّلَامُ** میرے بھائی خدا حافظ ایک روایت کے مطابق آواز دی **يَا اَخَاهُ اَدْرِكْ اَخَاكَ** اے بھیا اپنے بھائی کی مدد کو پہنچیے۔ امام حسینؑ شہاب ثاقب کی طرح عباسؑ کے سرہانے پہنچے اور ان کو خون میں غلطاں پایا اور ان کا بدن تیروں سے بھرا ہوا تھا اور ان کے ہاتھ بدن سے جدا تھے اور ان کی آنکھ پر بھی تیر لگا ہوا تھا۔

فَوَقَفَ عَلَيْهِ مُنْحَنِيًا وَ جَلَسَ عِنْدَ رَأْسِهِ يَبْكِي حَتّٰى فَاضَتْ نَفْسُهُ کر خمیدہ کے ساتھ عباس کو دیکھا اس کے بعد ان کے سرہانے بیٹھ گئے اور گریہ کیا یہاں تک کہ حضرت عباس نے شہادت پائی۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

یہ بھی منقول ہے کہ بلند آواز سے گریہ کیا اور فرمایا **اَلآنَ اِنْکَسَرَ ظَہْرِیْ وَقَلَّتْ حِیْلَتِیْ وَشَمَتَ بِیْ عَدُوِّیْ** اب میری کمر ٹوٹ گئی اور میری تدبیر کم ہوگئی اور دشمن نے مجھ پر شماتت کی عرب شاعر نے اس کے بارے میں کہا ہے۔

اَحَقُّ النَّاسِ اَنْ یَبْکِیْ عَلَیْهِ
فَتًی اَبْکَی الْحُسَیْنَ بِکَرْبَلَا
اَخُوْهُ وَ ابْنُ وَالِدِهِ عَلِیٍّ
اَبُوالْفَضْلِ الْمُضَرَّجِ بِالدِّمَاءِ
وَ مَنْ وَاسَاهُ لَایَثْنِیْهِ شَیْءٌ
وَجَادَلَهُ عَلٰی عَطَشٍ بِمَاءٍ

ازمر د مان به گریه سزلوار ترکسی است
کزماتمش حسینؑ به دشت بلا گریست

لوگوں میں سے سب سے زیادہ گریہ کا مستحق وہ شخص ہے کہ جس پر حسینؑ نے کربلا میں گریہ کیا۔
جو کہ حسین کا بھائی اور علی کا بیٹا ابوالفضل تھا کہ جو خون میں غلطاں تھا اس نے اپنے آپ کو اپنے بھائی پر قربان کیا کوئی چیز بھی عباس نے حسینؑ سے جدا نہ کی یہاں تک کہ اس نے حسینؑ کی تشنگی کی وجہ سے پانی بھی نہیں پیا اور لب تشنہ شہید ہوئے۔

حضرت امام حسینؑ کا خالی ہاتھ فرات سے لوٹنا

بعض روایات کے مطابق جس وقت امام حسینؑ حضرت عباس کے سرہانے تشریف لائے اس وقت عباس زندہ تھے اور اپنے بھائی حسینؑ سے عرض کیا مولا دو وجہ سے میرے میت کو خیمے میں نہ لے جانا۔

1۔ میں نے سکینہ سے پانی لانے کا وعدہ کیا تھا میں اپنا وعدہ پورا نہیں کرسکا اور مجھے سکینہ سے شرم آتی ہے۔

2۔ میں آپ کا علمدار تھا اگر اھل خیام میرے لاشے کو دیکھیں گے تو ان کا صبر کم ہوجائیگا میں تو ان کے پردے کا ذمہ دار تھا کہیں زنیب میری لاش پر بال نہ کھول دے۔ امام حسینؑ نے حضرت عباسؑ کے جنازہ کو نہر علقمہ کے کنارے چھوڑ دیا اور خیموں کی طرف خالی ہاتھ واپس ہوئے حالانکہ حضرت اپنے آنسوؤں کو آستین کے ساتھ صاف کرتے تھے جب خیام کے قریب پہنچے تو امامؑ کی بچی سکینہ آگے بڑھیں اور گھوڑے کی لگام کو پکڑا اور عرض کی **یَا اَبَتَاهُ هَلْ لَکَ عِلْمٌ بِعَمِّیَ الْعَبَّاسَ** بابا کیا آپ کو میرے چچا کے بارے میں کوئی خبر ہے اس

نے مجھ سے پانی کا وعدہ کیا تھا اس کی علامت نہیں ہے کہ وعدہ خلافی کرے امام حسینؑ رو دیئے اور فرمایا **یَا ابْنَتَاهُ اِنَّ عَمَّکَ الْعَبَّاسَ قُتِلَ وَبَلَغَتْ رُوْحُهُ الْجَنَانَ** اے بیٹی تیرا چچا عباس شہید ہوگئے اور ان کی روح بہشت میں پہنچ گئی یہ سن کر جناب سکینہؑ، جناب زینبؑ اور باقی مستورات کے رونے کی آواز بلند ہوئی اور سب نے بلند آواز سے کہا۔

وَا اَخَاهُ وَاعَبَّاسَاهُ وَاقِلَّةَ نَاصِرَاهُ وَاضَیْعَتَاهُ مِنْ بَعْدِکَ ہائے بھائی، ہائے عباس، ہائے ناصر، ہائے ہمارا، کوئی مدد گار نہ رہا، ہائے وہ مصائب کہ جو آپ کے بعد ہوں گے۔

ارباب مقاتل لکھتے ہیں کہ جس وقت امام حسینؑ کو حضرت عباس کی شہادت کا سامنا کرنا پڑا تو۔

وَبَانَ اِلَانْکِسَارُ فِیْ وَجْهِ الْحُسَیْنِ وَبَکٰی بُکَاءً شَدِیْدًا وَنَادٰی وَا اَخَاهُ وَاعَبَّاسَاهُ وَا مُهْجَةَ قَلْبَاهُ وَاضَیْعَتَاهُ بَعْدَکَ یَا عَبَّاسَ اَلآنَ اِنْکَسَرَ ظَهْرِیْ وَقَلَّتْ حِیْلَتِیْ وَانْقَطَعَ رَجَائِیْ شکستگی اور گہرا غم حضرت امام حسینؑ کے چہرے سے نمایاں تھا اور بہت زیادہ روئے اور آواز دی ہائے بھائی ہائے میرے دل کا میوہ ہائے تمہارے فراق سے اے عباس میری کمر ٹوٹ گئی اور میری تدبیر کم ہوئی میری امیدنا امیدی میں بدل گئی۔

حضرت عباس کا زبان حال

کنار نہر علقمه غدو به دور من همه
آیا عزیز فاطمه حسین بیا برادرم

نہر علقمہ پر میرے چاروں طرف دشمن ہیں اے میرے بھائی حسینؑ آیئے۔

حسین به جان اکبرت نظر بکن برادرت
که کشة شد برادرت حسین بیا برادرم

بھائی حسینؑ آپ کو اپنے اکبرؑ کی جان کی قسم، بھائی ذرا دیکھئے آپ کا بھائی قتل ہوگیا میرے بھائی جان حسینؑ آیئے۔

نه دست دربدن مرا نه حالت سخن مرا
نه غسل و نه کفن مرا حسین بیا برادرم

میرے جسم پر ہاتھ نہیں ہیں نہ مجھے غسل دیا گیا ہے نہ کفن میرے بھائی جان حسین آیئے۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

حضرت امام حسینؑ کے زبان حال

چسان به خیمه و حرم
خبر دهم به خواهرم
خیمے میں جاکر حرم کو اور بہن کو کس طرح خبردوں
که کشته شد برادرم
آه زبی برادری
کہ میرا بھائی قتل ہوگیا۔ ہائے افسوس بھائی کے نہ ہونے پر

نه دست در بدن تورا
نه حالت سخن تورا۔
تیرے بدن میں ہاتھ نہیں ہیں نہ تو بات کرسکتا ہے
نه غسل و نه کفن تورا
آه زبی برادری
تجھے غسل ملا نہ کفن۔ افسوس بھائی کے نہ ہونے پر

کَسَرُوا بِقَتْلِکَ ظَهْرَ سِبْطَ مُحَمَّدَ
بِکَسْرِهِ اِنْکَسَرَتْ قُوَیَ الاِسْلاَمِ
قَطَعُوْا بِقَطْعِ یَدَیْکَ وَ اَنْقَطَعَتْ
بِهِ اَیْدِی النَّبِیِّ السَّامِی

بھیا تیرے قتل ہونے سے فرزند رسولؐ کی کمر ٹوٹ گئی اور اسلام کی کمر ٹوٹ گئی۔ اور تیرے ہاتھ قطع ہونے کے ساتھ حقیقت میں پیغمبر کے ہاتھوں کو جدا کردیا گیا۔

گفت اے جانِ برادرکمرم بین شده خم
چو جراحت که برایں قامت رعناآمد
اس نے کہا اے بھائی کی جان دیکھ میری کمر خم ہوگئی جب تیرے خوب صورت جسم پر زخم لگے۔

دیده بگشاونظر کن که غریبم تنها
اشک خونین من ازنرگس شهلا آمد
آنکھیں کھولو اور دیکھو کہ میں تنہا مسافر ہوں میری آنکھوں سے خونی اشک جاری ہیں۔

همدم بی کسی ام بودی و سقای حرم

موسم خوش دلی لشکر اعداء آمد
تم میری بے کسی میں مرے ہمدم تھے اور میرے اھل حرم کے سقاء تھے تمہارے نہ ہونے سے دشمنوں کے لشکر میں خوشی کا موسم آگیا۔

عباس اور امام حسینؑ کی گفتگو

بعض نے نقل کیا ہے کہ امام حسینؑ نے حضرت عباسؑ کے سر کو اپنے دامن میں لیا اور ان کی آنکھوں سے خون صاف کیا عباس گریہ کرتے تھے امام حسینؑ نے فرمایا کیوں گریہ کرتے ہو۔ عباسؑ نے عرض کیا اے بھیا اے میری آنکھوں کے نور کیوں گریہ نہ کروں کہ آپ جیسے عظیم مہمان کو اپنے سرہانے دیکھ رہا ہوں کہ جس نے میرے سر کو زمین سے اٹھا کر اپنے دامن میں رکھا لیکن کچھ دیر کے بعد کوئی نہیں ہوگا جو تیرے سر کو اٹھا کر اپنی گود میں رکھے گا میں دیکھ رہا ہوں کہ بھائیوں کے مرنے کے بعد بھائیوں کی غربت کیسے ہوتی ہے۔ کوئی نہیں ہوگا کہ جو آپ کے چہرے سے مٹی صاف کرے گا۔ حسینؑ عباس کے سرہانے بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ اتنے میں حضرت عباس کے گلو سے ایک آواز نکلی اور آپ نے واحسیناہ کہا اور اپنی جان کو جان لینے والے کے سپرد کیا **اِنَّالِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ**

ای کشته راه داور من
ای پشت و پناه لشکر من
اے میرے راہ خدا میں قتل ہونے والے اے میرے لشکر کے پشت پناہ

ای نورِ دو دیده ترمن
عباس جوان برادر من
اے میری روتی ہوئی دونوں آنکھوں کے نور میرے جوان بھائی عباسؑ

برخیز که من غریب زارم
بی مونس ویار و غمگسارم
اٹھو کہ میں کمزور مسافر ہوں میرا کوئی یار ہے نہ مونس و مددگار

غیراز تو برادری ندارم
عباس جوان برادر من
تیرے سوا میرا کوئی بھائی نہیں ہے اے میرے جوان بھائی عباسؑ

برخیز گذر به خیمه ها کن

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

غم خواری آل مصطفی کن

اٹھ خیموں میں چل آل نبیؐ کی غم خواری کر

بروعدہ خویشتن وفاکن

عباس جوان برادرمن

اپنا وعدہ وفا کر اے میرے جوان بھائی عباسؑ

دیدی کہ فلک بہ ما چھا کرد

مارا بہ غم تو مبتلا کرد

تو نے دیکھا آسمان نے ہمارے ساتھ کیا کچھ کیا ہم کو تیرے غم میں مبتلا کر دیا

کسی دست ترا ز تن جدا کرد

عباس جوان برادر من

تیرا ہاتھ تیرے جسم سے کس نے الگ کیا اے میرے جوان بھائی عباسؑ

گفتم کہ دراین جہان فانی

شاید کہ تو بعد من بمانی

میں نے کہا کہ اس جہان فانی میں شاید تو میرے بعد باقی رہے۔

زینب بہ سوئی وطن رسانی

عباسؑ جوان برادر من

زینبؑ کو وطن پہنچا دو اے میرے بھائی عباسؑ

مرحوم فاضل در بندی اسرار الشہادہ میں نقل کرتے ہیں کہ امام حسینؑ نے ارادہ کیا کہ عباسؑ کے کٹے ہوئے بازو اور خون میں ڈوبا ہوا لاشہ خیام میں لے جائے لیکن جب عباسؑ نے اپنی آنکھیں کھولیں تو پتہ چلا کہ امام ان کو خیموں میں لے جانا چاہتے ہیں تو عرض کیا مولا مجھ پر ایک آخری احسان کرو امام نے فرمایا میں تجھ کو خیمہ میں لے جانا چاہتا ہوں عباسؑ نے عرض کیا مجھے یہیں پر چھوڑ دو امامؑ نے فرمایا کیوں حضرت عباسؑ نے عرض کیا **اِنّی مُستَحِ مِن اِبنَتِکَ سَکینَۃَ وَقَد وَعَدتُھَا بِالمَاءِ وَلَم آتِھَا بِہِ مجھے** تمہاری بیٹی سکینہ سے شرم آتی ہے۔ چونکہ میں نے ان سے پانی لانے کا وعدہ کیا تھا لیکن میں پانی نہیں پہنچا سکا۔

امام حسین نے فرمایا

جَزَیتَ عَن اَخِیکَ خَیراً حَیثُ نَصَرتَنِی حَیّاً" وَمَیِتا" تمہارے بھائی کی طرف سے تجھ کو جزائے خیر ملے چونکہ تو نے میری زندگی میں اور مرنے کے بعد بھی مدد کی امام حسینؑ نے عباسؑ کو نہر علقمہ پر

Presented By: https://jafrilibrary.com

چھوڑ دیا اور تنہا خیموں کی طرف واپس لوٹے۔

قربان عاشقی کہ شہیدان کوی عشق

در روز حشر رتبہ او آرزو کنند

اس محبت کرنے والے پر میری جان قربان کہ کوچہ محبت کے شہید قیامت کے دن اس کے مرتبے کی آرزو کریں گے۔

عباس نامدار کہ شاہان روز گار

ازخاک کوی اوطلب آبرو کنند

اے نامدار عباسؑ دنیا کے بادشاہ اس کے کوچے کی خاک سے آبرو کے طلب گار ہیں۔

میراب آب بودولب تشنہ جان سپرد

می خواست آب کو ثرش اندر گلوکنند

پانی اس کے قبضے میں تھا لیکن وہ دنیا سے پیاسا ہی گیا اس کی خواہش تھی کہ وہ آب کوثر پیے۔

بی دست ماند و داد خدا دست خود بہ او

آنانکہ منکرند بگوروبروکنند

وہ ہاتھوں کے بغیر تھا اس کو خدا نے اپنے ہاتھ عطا کر دیئے تھے جن کو اس بات سے انکار ہے ان سے کہو کہ سامنے آئیں۔

گردست او نہ دست خدائی است چرا

ازشاہ تاگدا ہمہ روسوی او کنند

اگر اس کا ہاتھ خدا کا ہاتھ نہ تھا تو فقیر سے لے کر بادشاہ تک سب اس کے آگے ہاتھ کیوں پھیلاتے ہیں۔

حضرت زینبؑ کا گریہ کرنا

حضرت زینبؑ نے امام حسینؑ سے عرض کیا کہ میرے بھائی عباسؑ کو خیموں میں کیوں نہیں لائے۔ امام نے فرمایا بہن میں نے بہت کوشش کی کہ بھائی کے لاشہ کو خیموں میں لے آوں لیکن حضرت کے اعضاء اس قدر ایک دوسرے سے جدا ہوگئے تھے کہ جس کی وجہ سے ان کو حرکت نہیں دی جاسکتی تھی۔

جناب زینبؑ نے آواز بلند کی اور فرمایا

وَا اَخَاہُ وَا عَبَّاسَاہُ وَاقِلَّۃَ نَاصِرَاہُ وَاضَیعَتَاہُ بَعدَ ذَالِکَ ہائے میرے بھائی ہائے عباس مددگار کی کمی

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

اور امام نے فرمایا ہائے عباس ہمیں چھوڑ کر چلے گئے اور میری کمر ٹوٹ گئی۔

اہل حرم نالہ و فریاد کے ساتھ بلند آواز سے روئے اور امام حسینؑ نے اپنے بھائی کی مصیبت میں اس طرح مرثیہ پڑھا۔

أَخِي يَانُورَعَيْنِي يَا شَقِيْقِي
فَلِي تَنَكُنْتَ كَالرُّكْنِ الْوَثِيقِ
أَيَا قَمَرًا مُنِيْرًا كُنْتَ عَوْنِي
عَلَى كُلِّ النَّوَائِبِ فِي الْمَضِيقِ
فَبَعْدَكَ لَاتُطِيْبَ لَنَاحَيَاةٌ
سَنَجْمَعُ فِي الْغَدَاةِ عَلَى الْحَقِيقِ
أَلَا لِلّٰهِ شَكْوائِي وَ صَبْرِي
وَمَا أَلْقَاهُ مِنْ ظَمَاءٍ وَضِيقٍ

اے میرے بھائی اے میری آنکھوں کے نور اے میرے دل کے میوے تم میرے لیے پناہ گاہ تھے اے درخشندہ چاند تم تمام مصائب اور سختیوں میں میرے مدد گار تھے تیرے بعد تو زندگی ہمارے لیے گوارا نہیں ہے۔ جلدی ہم دونوں خدا کے دربار میں اکٹھے ہوں گے جان لو کہ میں اپنی شکایات اور مصائب کہ جو ہمیں پہنچے ہیں خدا کے سامنے پیش کروں گا اور اس کی پناہ حاصل کرونگا۔

حضرت عباس کی شہادت کا ایک اور نقشہ

مرحوم ملا حبیب اللہ کاشانی حضرت عباس کی شہادت کے بارے میں اور امام حسینؑ کا آپ کے سرہانے آنے کے بارے میں چند باتیں لکھی ہیں کہ جس کا خلاصہ اس طرح ہے کہ جس وقت حضرت امام حسینؑ نے اپنے بھائی عباس کی دلسوز آواز سنی تو ذوالجناح پر سوار ہوکر نہر علقمہ کی طرف روانہ ہوگئے اور دشمن کے لشکر پر حملہ کیا جبکہ وہ آگے بھاگتے تھے اور ان سے فرمایا **اِلٰی اَیْنَ تَفِرُّوْنَ وَ قَدْ قَتَلْتُمْ اَخِیْ وَ کَسَرْتُمْ ظَهْرِی** کہاں فرار کرتے ہو تم نے تو میرے بھائی کو شہید کیا اور میری کمر توڑ دی۔

آٹھ سو دشمنوں کو ہلاک کیا اور آواز دیتے تھے اے میرے بھائی کہاں ہو کہ اتنے میں ایک مقام پر ذوالجناح رک گیا اور ایک قدم بھی آگے نہ بڑھایا امامؑ نے زمین کی طرف نگاہ کی تو اپنے بھائی کے کٹے ہوئے ہاتھوں کو دیکھا تو پیدل چلنے لگے اور کٹے ہوئے ہاتھوں کو اٹھایا اور بوسہ دیا اور رو کر فرمایا ہائے میرا بھائی شہید ہوا۔ حضرت پیادہ چل

رہے تھے کہ اچانک گھوڑے نے توقف کیا امامؑ نے زمین کی طرف نگاہ کی تو بھائی کے پارہ شدہ مشکیزے کو دیکھا اور ایک آہ کھینچی کہ اچانک حضرت کی نظر اس لاش پر پڑی کہ جو زخمی تھی۔

افتاده دید غرقه به خون پاره پیکری
یا رب نبیند همچو تنی را برادری

خون میں ڈوبا ہوا جسم دیکھا یا رب کوئی بھائی کسی بھائی کے جسم کو اس حالت میں نہ دیکھے۔

تنی دید پر زخم و تیر و سنان
که در وصف اوعاجز آمد زبان

اس نے ایک جسم دیکھا جو زخموں سے چور تھا تیر اور سناں اس میں پیوست تھے اس کی تعریف کا حق ادا کرنے سے زبان عاجز ہے۔

نبا شد کسی رابه خاطر چنین
برادر نبیند برادر چنین

کسی کے دل میں یہ خیال بھی نہ آیا کہ بھائی کو بھائی اس طرح نہ دیکھے۔

پس بے اختیار ایک جانسوز آواز دل سے نکلی کہ جس نے تمام ملک اور ملکوت کو لرزا دیا فرمایا **اَلْاٰنَ اِنْكَسَرَ ظَهْرِی وَقَلَّتْ حِیْلَتِی**

اب میری کمر ٹوٹ گئی اور میرا چارہ کم ہوگیا۔

رفتی و شکست محفل ما
هم محفل ما وهم دل ما

اس کے بعد اس مظلوم نے اپنے بھائی کے سر کو سینے سے لگایا اور بہت زیادہ روئے کہ ان کے رونے سے دشمن بھی روئے اور جناب عباس سے خطاب کرکے فرمایا **جَزَاكَ اللّٰهُ خَیْرًا یَا اَخِی لَقَدْ جَاهَدْتَ فِی اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهِ**

اے بھائی خدا تمہیں جزائے خیر دے کہ تو نے راہ خدا میں مکمل طور پر جہاد کیا۔ شاعر نے کس قدر عمدہ کہا ہے کہ امام حسینؑ نے اپنے بھائی کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

فَلَمَّا رَآهُ السِّبْطُ مُلْقًى عَلَى الثَّرَىٰ
فَنَادَىٰ بِقَلْبٍ بِالْهُمُومِ قَدِ امْتَلَىٰ
أَخِي كُنْتَ عَوْنِي فِي الْأُمُوْرِ جَمِيعِهَا
أَبَاالْفَضْلِ يَا مَنْ كَانَ لِلنَّفْسِ بَاذِلًا

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

یعز علینا ان نراک علی الثری

طریحا" ومنک الوجه اضحی مرملا"

جس وقت امام حسین نے دیکھا کہ ان کے بھائی خاک پر پڑے ہوئے ہیں غم سے بھرے ہوئے دل سے ایک چیخ نکلی اور کہا اے میرے بھائی تمام امور میں تم میرے مددگار تھے اے ابوالفضل تو نے اپنی جان کو راہ خدا میں قربان کیا ہمارے لیے بہت سخت اور رنج آور ہے کہ تیرے بدن کو خاک پر پڑا ہوا دیکھیں۔ اور تمہارے چہرے کو خاک آلود دیکھیں۔

بنامردای به تشنه کامی نظر ز آب فرات بستی

زخیل عدوان درایں بیابان مگر نبوده خدا پرستی

تو نے پیاس اور ناکامی کی حالت میں دریائے فرات سے نظر ہٹالی اس جنگل میں دشمنوں کے گروہ میں کوئی بھی خدا پرست نہ تھا۔

وَهَوىٰ عَلَيْهِ مَاهُنَالِكَ قَائِلاً"

اَلْيَوْمَ بَانَ عَنِ الْيَمِيْنِ حُسَامُهَا

اَلْيَوْمُ سَارَعَنِ الْكَتَائِبِ كَبْشُهَا

اَلْيَوْمُ غَابَ عَنِ الْهُدَاةِ اِمَا مُهَا

اَلْيَوْمَ نَامَتْ اَعْيُنٌ بِكَ لَمْ تَنَمْ

و تَسَهَّدَتْ اُخْرىٰ فَعَزَّ مَنَامُهَا

حسین جھکے اور بھائی، کے زخمی بدن کی طرف متوجہ ہوئے اور ان سے خطاب کرکے فرمایا آج تیز تلوار نے ہاتھ کو دائیں ہاتھ سے جدا کردیا آج لشکر کے سردار اور لشکر کے درمیان جدائی ہوئی آج ہدایت پانے والوں کا پیشوا غائب ہوا۔

آج تک دشمن کی آنکھیں سو نہیں سکتی تھیں آج ان کو نیند آئے گی لیکن دوستوں کی آنکھیں بیدار اور بے استراحت ہوں گی ان کی نیند سخت اور کم ہوگی۔

چو نوجوانم فتادہ بی سرشکست پشتم زمرگ اکبر

شهید گشتی تو ای برادر دوباره پشت مراشکستی

جب میرا نوجوان بے آسرا ہوا تو اکبرؑ کی موت سے میری کمر ٹوٹ گئی اے بھائی تو بھی شہید ہوگیا تو میری کمر دوسری مرتبہ ٹوٹ گئی۔

کچھ مزید

حضرت عباسؑ کی مصیبت کو مزید دلسوز بنانے کے لیے درج ذیل مطالب کی طرف توجہ دیں حضرت لقمان ایک طویل سفر پر گئے وہاں سے واپسی پر راستے میں غلام سے ملاقات ہوئی اور پوچھا باپ کا کیا حال ہے غلام نے کہا کہ وہ دنیا سے چلے گئے ہیں۔ لقمان نے کہا کہ میں اپنے کاموں کا مالک ہوا اس کے بعد پوچھا میری بیوی کا کیا حال ہے غلام نے کہا وہ بھی مرگئی ہے حضرت لقمان نے کہا کہ میرے بستر ے کی تجدید ہوگی اس کے بعد پوچھا ہمشیرہ کی کیا حالت ہے غلام نے کہا وہ بھی مرگئی ہے حضرت لقمان نے کہا میرا ناموس چھپ گیا۔

پھر غلام سے پوچھا بھائی کی کیا حالت ہے غلام نے کہا وہ بھی مرگیا ہے حضرت لقمان نے کہا **اَلآنَ اِنْقَطَعَ ظَهْرِي** اب میری کمر ٹوٹ گئی یہ تعبیر مصیبت کی شدت کو بیان کرتی ہے حضرت عباسؑ کی مصیبت حضرت حسینؑ پر اس قدر سنگین تھی کہ فرمایا کہ میری کمر ٹوٹ گئی۔

2۔ علامہ بحرالعلوم کے زمانے میں (سید محمد مہدی وفات 1212 ہجری قمری) حضرت عباسؑ کی قبر مطہر کا ایک گوشہ خراب ہوگیا تو نئے سرے سے بنانے کی ضرورت پڑی تو اس کی خبر علامہ بحرالعلوم کو دی گئی اور آپ ایک معمار کو لے کر قبر مقدس کو دیکھنے اور تعمیر کی مقدار معین کرنے کے لیے ساتھ گئے اور خود ہی معین وقت میں سرداب میں چلے گئے اور قریب سے قبر کی عمارت کو دیکھا اس دوران مستری نے ایک نگاہ قبر کی طرف اور ایک نگاہ علامہ کی طرف کی پھر پوچھا آقا اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ سے ایک سوال کروں علامہ نے فرمایا پوچھ مستری نے کہا اب تک ہم نے پڑھا اور سنا تھا کہ حضرت عباس بلند قامت کے تھے کہ جب بھی گھوڑے پر سوار ہوتے تھے۔ حضرت کے زانو گھوڑے کے کانوں کے قریب پہنچ جاتے تھے اس اعتبار سے قبر بہت لمبی ہونی چاہیے لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ قبر چھوٹی ہے کیا جو کچھ میں نے سنا ہے جھوٹ ہے یا قبر چھوٹی ہونے کی کوئی اور وجہ ہے۔ علامہ نے جواب دینے کی بجائے اپنے سر کو دیوار پر رکھا اور بہت زیادہ روئے دیر تک رونے کی وجہ سے مستری پریشان ہوا عرض کیا اے میرے آقا کیوں روتے ہو میں نے کوئی سخت بات تو نہیں کی علامہ نے فرمایا جو کچھ تم نے سنا ہے وہ بالکل صحیح ہے جیسا کہ تم نے کہا کہ حضرت کا قد بلند تھا لیکن تمہارے سوال نے مجھے عباس کی مصیبت یاد دلادی چونکہ اس قدر تلوار نیزے اور تیروں کی ضربت حضرت پر لگی تھیں کہ جس کی وجہ سے حضرت کا بدن ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا تھا اور وہ بلند قد ٹکڑوں میں تبدیل ہوگیا تھا کیا تم خیال کرتے ہو کہ حضرت کی قبر اس سے بڑی ہوگی کہ جس عباس کے بدن کو حضرت امام سجادؑ نے جمع کرکے دفن کیا ہو۔

3۔ ہر شہید کو جب بھی تیر لگتے تو وہ خود اپنے ہاتھوں سے اس تیر کو بدن سے نکالتا تھا لیکن جس کے ہاتھ کٹے ہوئے ہوں اور چار ہزار تیر انداز کا ہدف قرار پائے اس کی کیا حالت ہوگی۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

4۔ ہر سوار جب بھی اپنے گھوڑے سے نیچے اترتا تو اپنے ہاتھوں کو زین پر رکھتا یا گھوڑے کی گردن پر رکھتا تا کہ پیادہ ہو لیکن جس کا ہاتھ نہیں ہے وہ کس طرح اترے۔

5۔ جو بھی سوار گھوڑے کے پشت سے زمین پر آتا تھا تو اپنے ہاتھوں کو آگے کرتا تھا تاکہ بدن کو کوئی تکلیف نہ پہنچے لیکن جس کے ہاتھ نہیں ہیں اس کی کیا حالت ہوگی۔

6۔ جس کا قد بلند ہو اور اس کا بدن تیروں سے کانٹے دار پرندے کی طرح ہو جس وقت گھوڑے کی پشت سے زمین پر آئے تیر بدن کے اندر دھنس گئے۔ اے قمر بنی ہاشم جس وقت آپ گھوڑے کی پشت سے زمین پر گرے تو تیر تیرے سینے پہلو شکم اور باقی اعضاء پر تھے تو آپ کے بدن دھنس گئے ہوں گے آہ آہ

7۔ مرحوم سید عبدالرزاق مقرم صاحب مقتل الحسین نقل کرتے ہیں کہ ایک عالم جو برجستہ علماء میں سے تھے وہ میرے پاس آئے اور کہا میں حضرت عباس کا پیغام رسان ہوں تمہاری طرف کہ میں نے آنحضرت کو خواب میں دیکھا ہے اور آپ نے مجھ سے فرمایا کہ شیخ کاظم سبیتی میری مصیبت کو بیان کیوں نہیں کرتا ہے میں نے عرض کیا میں ہمیشہ سنتا ہوں کہ شیخ کاظم آپ کی مصیبت بیان کرتا ہے فرمایا کہ شیخؒ کاظم سے کہیں کہ اس مصیبت کو بیان کرے کہ جب بھی کوئی سوار گھوڑے کی پشت سے زمین پر گرتا ہے تو اپنے ہاتھوں کو زین پر رکھتا ہے اور اگر تیر اس کے سینے میں چلے جائیں اور اس کے ہاتھ کاٹے گئے ہوں تو **بِماذا یَتَلَقَّی الْاَرْضَ** کس طرح کس سختی کے ساتھ زمین پر گرتا ہے۔

8۔ فاضل دربندی اسرار الشہادہ میں لکھتے ہیں چند آدمی کہ اس زمانے میں قابل اطمینان تھے میرے لیے نقل کرتے ہیں ایک مومن ہر روز کربلا امام حسینؑ کی زیارت کے لیے جاتا تھا لیکن ہفتہ میں ایک دفعہ حضرت عباسؑ کی زیارت کے لیے جاتا تھا اس نے عالم خواب میں حضرت زہراءؑ کو دیکھا تو ان کو سلام کیا لیکن حضرت زہراء نے اس سے منہ پھیرلیا اس مومن نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں مجھ سے کیا غلطی ہوئی ہے۔ جناب فاطمہؑ نے فرمایا چونکہ تو نے میرے فرزند کی زیارت سے روگردانی کی ہے میں نے عرض کیا میں ہر روز آپ کے فرزند امام حسینؑ کی قبر کی زیارت کرتا ہوں فرمایا **تَزُوْرُ اِبْنِی الْحُسَیْنِ وَلَاتَزُوْرُ اِبْنِی الْعَبَّاسَ اِلّاقَلِیْلاً** "تو ہر روز میرے فرزند کی زیارت کرتا ہے لیکن میرے بیٹے عباسؑ کی زیارت کو کم جاتا ہے۔

عبداللہ رضیع کی شہادت

راقم کی نظر میں کتب مقاتل میں مختلف اقوال سے استفادہ ہوتا ہے کہ عاشور کے دن دو شیر خوار بچے شہید ہوئے تھے۔

1۔ عبداللہ رضیع کہ جو اسی عاشورا کے دن پیدا ہوئے تھے ان کی ماں کا نام ام اسحاق تھا جو کہ طلحہ بن عبداللہ کی بیٹی تھی

2۔ علی اصغرؑ چھ ماہ کا شیرخوار ان کی ماں امراالقیس کی بیٹی رباب تھیں امام زمانؑ کی طرف سے جو زیارت نقل ہوئی ہے اس میں اس طرح ذکر ہوا ہے۔

اَلسَّلَامُ عَلٰی عَبْدِاللّٰہِ بْنِ الْحُسَیْنِ الطِّفْلِ الرَّضِیْعِ الْمَرْمِیِّ الصَّرِیْعِ الْمُتَشَحِّطِ دَماً الْمُصَعَّدِ دَمَہٗ فِی السَّمَاءِ الْمَذْبُوْحِ بِالسَّھْمِ فِیْ حِجْرِ اَبِیْہِ لَعَنَ اللّٰہُ رَامِیَہٗ حَرْمَلَۃَ بْنَ کَاھِلِ الْاَسَدِیِّ امام حسین کے فرزند شیرخوار عبداللہ پر سلام ہو کہ جو تیر کا ہدف قرار پایا اور اپنے خون میں غوطہ ور ہوا اور اس کا خون آسمان کی طرف گیا اور اس کا سرمبارک دشمن کے تیر کی وجہ سے اپنے باپ کی گود میں قطع ہوا قاتل اور تیر چلانے والے حرملہ بن کاہل پر خدا لعنت کرے اس معصوم بچے کی شہادت کا واقعہ اس طرح ہے کہ جب امام حسینؑ کے تمام یار اور اصحاب شہید ہوچکے تو امام کی غریبانہ آواز بلند ہوئی۔

ھَلْ مِنْ ذَابٍّ یَذُبُّ عَنْ حَرَمِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ھَلْ مِنْ مُغِیْثٍ یَرْجُوااللّٰہَ بِاِغَاثَتِنَا کیا کوئی حمایت کرنے والا ہے کہ جو رسول خداﷺ کے حرم کی حمایت کرے کیا کوئی فریاد کو پہنچنے والا ہے کہ جو ثواب کی امید کے لیے ہماری مدد کرے۔ جب یہ آواز اہل حرم کے کانوں تک پہنچی۔

تو وہاں سے گریہ وبکاء کی آواز بلند ہوئی امامؑ خیام کے قریب آئے اور جناب زینبؑ سے فرمایا میرا چھوٹا فرزند مجھے دے دو تاکہ اس کو وداع کروں آپ نے معصوم بچے کو لیا اور معصوم کا بوسہ لینا چاہتے تھے کہ حرملہ نے ایک تیر اس کے نازک گلے کی طرف چھوڑا وہ تیر معصوم کے گلے میں لگا اور اس کے سر کو ذبح کردیا۔ اس کے بارے میں سید حیدر علی کہتے ہیں۔

وَ مُنْعَطِفاً اَھْوٰی لِتَقْبِیْلِ طِفْلِہٖ۔ فَقَبَّلَ مِنْہُ قَبْلَہُ السَّھْمُ مَنْحَراً"

جیسے ہی امام حسین معصوم بچے کو بوسہ دینے کے لیے جھکے لیکن امام سے پہلے تیر نے اس کے گلے پر بوسہ دیا امام نے اس بچے کو جناب زینبؑ کو دے دیا اور فرمایا اس کو حفاظت سے رکھ لو اور ہاتھ کو اس بچے کے گلوئے مبارک کے نیچے رکھا جب خون سے بھرگیا تو اس خون کو آسمان کی طرف پھینکا اور فرمایا **ھَوَّنَ مَا نَزَلَ بِیْ اَنَّہٗ بِعَیْنِ اللّٰہِ تَعَالٰی** خدا اس منظر کو دیکھ رہا ہے جو کچھ مصیبت مجھ پر آئی ہے وہ میرے لیے آسان ہے احتجاج میں آیا ہے کہ امام حسینؑ گھوڑے سے پیادہ ہوئے اور خیمے کے پیچھے تلوار کے غلاف کے ساتھ ایک قبر کو کھودا اور اس بچے کو اس میں دفن کردیا۔

گر شیر ندارد مادر مظلومم
ور آب ندارد پدر محرومم

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

اگر میری مظلوم ماں کے پاس دودھ نہیں ہے اور میرے محروم باپ کے پاس پانی نہیں ہے

از شیر گذشتم ونمی خواهم آب

بیرون بکشید تیر ازحلقومم

تو میں پانی اور دودھ دونوں سے دستبردار ہوتا ہوں مگر میرے گلے سے تیر نکال دو۔

بودی دوسه روز مهمان مارا

ناخورده غذای میزبان رفتی

تو دو تین دن ہمارا مہمان رہا۔ اور میزبان کی کوئی غذا کھائے بغیر چلا گیا۔

گل بودی ناگهان خزان گشتی

جان بودی سوی ملک جان رفتی

تو پھول تھا یک لخت مرجھا گیا جان تھا ملک جان کی طرف چلا گیا اور دنیا سے کوچ کر گیا۔

حضرت علی اصغرؑ کی شہادت

مشہور ہے حضرت علی اصغر چھ ماہ کے تھے ان کی ماں رباب تھی جو امرا لقیس کی بیٹی تھی سکینہ علی اصغر کی پدری اور مادری بہن تھی اس بچے کے نام کے بارے میں علامہ مجلسی جلاء العیون میں فرماتے ہیں بعض نے اس کا نام علی اصغر لکھا ہے کتاب منتخب التواریخ میں منقول ہے کہ زیارات عاشورا میں ذکر ہوا ہے کہ **(وَ عَلٰی وَلَدِكَ عَلِیِّ الاَصْغَرِ الَّذِی فُجِعْتَ بِهِ)** سلام ہو تیرے فرزند علی اصغر پر کہ جس کی شہادت کی وجہ سے تم پر ایک سخت مصیبت آئی مختصر کلام یہ کہ امام حسینؑ اپنی بہن ام کلثوم (زینب صغریٰ) کے پاس آئے اور ان سے فرمایا اے بہن اس شیر خوار بچے کی حفاظت کے لئے تجھے وصیت کرتا ہوں چونکہ یہ چھ ماہ کا ہے اس لئے یہ دیکھ بھال کا محتاج ہے جناب ام کلثوم نے عرض کیا بھیا تین روز ہوچکے ہیں کہ اس بچے نے پانی نہیں پیا اس قوم سے پانی مانگ دو امام حسینؑ نے علی اصغر کو اپنی گود میں لے لیا اور اس قوم کی طرف گئے اور قوم سے خطاب فرمایا تم نے میرے بھائی انصار اور اولاد کو شہید کیا ان میں سے صرف یہ بچہ رہ گیا ہے اور شدت تشنگی سے یہ پرندے کی طرح منہ کھولتا ہے اور بند کرتا ہے اس بچے کا کوئی گناہ نہیں ہے اسے میں تمہارے پاس اس لیے کر آیا ہوں تاکہ تم اس کو پانی دے دو **یَا قَوْمُ اِنْ لَمْ تَرْحَمُوْنِی فَارْحَمُوْا هٰذَاالطِّفْلَ اَمَاتَرَوْنَهُ كَيْفَ يَتَلَظّٰى عَطَشًا** اے قوم اگر مجھ پر رحم نہیں کرتے ہو تو نہ سہی اس بچے پر تو رحم کرو کیا تم اس بچے کو نہیں دیکھتے ہو کہ کس طرح تشنگی کی حرارت اور شدت سے اپنا منہ کھولتا ہے اور بند کرتا ہے ابھی امام کا کلام تمام نہیں ہوا تھا کہ عمر سعد کے اشارے سے حرملہ بن کاہل اسدی نے اس کے نازک گلے کو تیر تین شعبہ کا ہدف قرار دیا کہ تیر گلے پر لگا اور **فَذَبَحَ الطِّفْلَ مِنَ الْوَرِيْدِ اِلَى الْوَرِيْدِ اَوْ مِنَ الْاُذُنِ اِلَى الْاُذُنِ** کہ تیر علی اصغر کے بائیں رگوں سے لے کر دائیں رگوں تک کاٹتا گیا یا ایک کان سے لے کر دوسرے کان تک ذبح کرتا گیا۔

گفت ایاقوم روح پیکرم این است

آنهمه اصغر بدند آکبرم این است

میں نے کہا کہ اے قوم یہ میرے جسم کی جان ہے وہ سب اصغر تھے یہ میرا اکبر ہے۔

حجت کبرائے روز محشرم این است

ثانی حیدر علی اصغرم این است

قیامت کے دن یہ میری سب سے بڑی حجت ہے میرا یہ علی اصغر حیدر ثانی ہے۔

اینکه بدیں کودکی گناہ ندارد

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

یاکه سر رزم این سپاه ندارد

اس کا اس بچپن میں کوئی قصور نہیں -میدان جنگ میں اس کا کوئی سپاہ بھی نہیں۔

جای دهید آنکه را پناه ندارد

بسکه دل افسرده است آه ندارد

اس کو پناہ دو جس کی کوئی پناہ نہیں دل اتنا غم زدہ ہے کہ لبوں تک آہ بھی نہیں آرہی

ناگه از آن قوم ازسعادت محروم

حرمله اش تیرکین فکند به حلقوم

اس سعادت سے محروم قوم میں سے حرملہ نے کینے کا تیر اس کے حلق کی طرف پھینکا

حلق و رانخست و جست از شه مظلوم

از شه مظلوم آن سه شعبه مسموم

اس کے گلے پر لگ کر مظلوم کو لگا اور مظلوم سے اچھل کر وہ زہر آلود تیر سہ شعبہ بلند ہوا۔

رد شد و سر زد به قلب احمد مرسل

اور احمد مرسل کے دل پر جا کر لگا

فَاَتیٰ بِهِ نَحْوَ اللِّئَامِ مُنَادِیًا
یَاقَوْمُ مَنْ قَلْبٌ لِهٰذَا یَخْشَعُ
فَرَمَاهُ حُرْمَلَةُ بِسَهْمٍ فِی الْحَشَا
بِیَدِ الْحُتُوفِ وَ اَلْقَی مَنْ لَا یَجْزَعُ

یعنی وہ اس بچے کو پست قوم کے طرف لے آیا حالانکہ وہ آواز دیتا تھا اے قوم کیا کوئی دل ہے کہ جو خدا سے ڈرے اور اس بچے کی طرف توجہ کرے جواب کی بجائے حرملہ نے ایک تیر کمان میں رکھا اور اس بچے کو تیر کا نشانہ بنایا جو کہ شدت ضعف اور پیاس کی وجہ سے بے تاب تھا۔

دید چون روی منیرش شده از خون گلگون

روز اندر نظرش چون شب یلدا آمد

جب اس کا روشن چہرہ دیکھا کہ خون سے سرخ ہوگیا ہے تو دن اس کی نظر میں شب تاریک ہوگیا۔

رباب کا زبان حال

علی اصغر اے مہ انورم

شده ای جدازچه از برم

اے علی اصغر میرے روشن چاند۔ تم میرے پہلو سے کیوں جدا ہو گئے

من بینوا به تو مادرم

وَلَدِی عَلِی وَلَدِی عَلِی

میں بے نوا تیری ماں ہوں اے میرے بیٹے علی اے میرے بیٹے علی

بغدای روی نکوی تو

دل مرده زنده زبوی تو

میں تیرے حسین چہرے پر قربان میرا دل مردہ تیری خوشبو سے زندہ تھا

چکنم زدست عدوی تو

وُلَدِی عُلِی وُلَدِی عُلِی

تیرے دشمن کے ہاتھ کا میں کیا کروں اے میرے علی اصغر اے میرے علی اصغر

تو ضیاء لیلئه تار من

زغمت برفته قرار من

تو میری تاریک رات کی روشنی تھا تیرے غم کی وجہ سے میرا سکون ختم ہوگیا۔

شده داغ هجردچار من

وَلَدِی عَلِی وُلَدِی عُلِی

میں داغ جدائی سے دوچار ہو گئی اے میرے بیٹے علی اصغرؑ اے میرے بیٹے علی اصغرؑ

بگشای نرگس و نازکن

لب غنچه سای تو بازکن

اپنی آنکھ کھول اور ناز کر اپنے غنچے جیسے لب کھول

زجفای حرمله راز کن

وَلَدِی عُلِی وَلَدِی عُلِی

حرملہ کی جفا کا بھید کھول اے میرے بیٹے علی اے میرے بیٹے علی

علی اصغر کی جگر سوز شہادت اس قدر امام حسینؑ پر سخت گزری کہ حضرت نے اس وقت گریہ کیا اور خدا کی طرف متوجہ ہو کر عرض کیا خدایا تو خود ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ فرما کہ انہوں نے مجھے دعوت دی تاکہ ہماری مدد

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

کریں لیکن ہمارے قتل کرنے پر اقدام کرتے ہیں آسمان کی طرف سے آواز آئی **یَاحُسَیْنُ دَعْهُ فَإِنَّ لَهُ مُرْضِعًا فِي الْجَنَّةِ**

اے حسینؑ علی کی فکر نہ کرو اب اس کو دودھ پلانے کے لئے ایک دایہ کو جنت میں آمادہ کیاگیا ہے یہ آواز حسینؑ کو تسلی دینے کے لئے تھی تاکہ علی اصغر کی مصیبت کو برداشت کرسکیں دوسری دلیل اس مصیبت کی سختی پر یہ ہے کہ امام حسینؑ جس وقت شہید ہوچکے تو گیارہ محرم کو جناب سکینہ شہداء کی لاشوں کے پاس آئیں اور گریہ کیا یہاں تک کہ بے ہوش ہوگئیں امام حسینؑ نے عالم بے ہوشی میں سکینہ کو چند اشعار کی تعلیم دی تاکہ ان کو عزادار شیعوں کے لئے پڑھیں دو شعر ان اشعار میں سے یہ ہیں۔

لَيْتَكُمْ فِي يَوْمِ عَاشُورَا جَمِيعًا تَنظُرُونِي
كَيْفَ أَسْتَسْقِي لِطِفْلِي فَأَبَوْا أَنْ يَرْحَمُونِي

وَ سَقَوْهُ سَهْمَ بَغْيٍ عِوَضَ الْمَاءِ الْمَعِين
يَا لَرَزْءٍ وَ مُصَابٍ هَدَّ أَرْكَانَ الْحُجُونِ

اے کاش تم سب عاشورا کے دن دیکھتے کہ کس طرح میں نے اپنے بچے کے لئے پانی طلب کیا تھا قوم نے مجھ پر رحم نہیں کیا پانی کے بدلے میرے بچے کو ظلم کے تیر کے ساتھ سیراب کردیا یہ حادثہ اس قدر جانسوز اور سخت تھاکہ اس نے مکہ کے پہاڑوں کو ہلا دیا۔

لاله باغ دل من علی جان علی جان
شمع دل محفل من علی جان علی جان

میرے چمن کے گل لالہ علی اصغر میری محفل دل کی شمع علی اصغر

طوطی من کز بر من پریدی چه دیدی
غرقه به خون بسمل من علی جان علی جان

اے میرے بلبل تم میرے پہلو سے اڑ کر چلے گئے تم نے کیا دیکھا اے میرے خون میں ڈوبے ہوئے بسمل علی اصغر

خرمن عمر تو چه رفت برباد زبی داد
سوخت زغم حاصل من علی جان علی جان

ظلم تمہاری خرمن عمر کا تو کچھ نہ بگاڑ سکا البتہ اے میری جان علی اصغر تیرے غم نے میری زندگی میں تاریکیاں و ویرانیاں بھردیں۔

حلق تو را تیر ستم دریده بریده

زخم غمت قاتل من علی جان علی جان

تیر ستم نے تمہارے حلق کو کاٹ دیا تمہارا زخم میرا قاتل بن گیا اے علی جان علی جان

اصغراگر زعطش تشنه وبی تاب شدی
بروی دست پدر خوب تو سیراب شدی

اصغر اگر پیاس کی وجہ سے بے تاب ہو تو باپ کے ہاتھ سے خوب سیراب ہو گے۔

شمر رحمی نه اگر بر دل بی تابت کرد
نوک تیر ستم حرمله سیرابت کرد

اگر شمر نے تمہارے دل بے تاب پر رحم نہ کھایا تو حرملہ کے تیر ستم نے تمہیں سیراب کردیا۔

طایر هوش زسر رفت زمدهوشی تو
ناله من به فلک رفت زخاموشی تو

میرے ہوش کا پرندہ تمہاری غفلت کی وجہ سے میرے سر سے اڑ گیا تمہارے خاموش ہوجانے کی وجہ سے میرے نالے فلک تک پہنچ گئے۔

نور چشما! بگشادیده زهم خواب بس است
بردنم طاقتت از این دل بی تاب بس است

اے نور چشم بہت سو چکے آنکھیں کھولو مجھ میں تمہارا غم برداشت کرنے کی طاقت نہیں رہی۔

بود امیدم که تو ام یاربهر حال شوی
به زبان آئی و هم صحبت اطفال شوی

مجھے یہ آسرا تھا کہ تم ہر حال میں میرے ہم درد ہوگے زبان کھولو اور بچوں کی رفاقت اختیار کرو۔

سکینہ کی آمد علی اصغرؑ کے لاشے پر

ایک اور روایت میں ہے کہ جس وقت علی اصغر اپنے باپ کی گود میں تڑپ رہے تھے تو ظالموں میں سے ایک کہ جس کا نام حصین بن تمیم تھا اس نے ایک تیر علی اصغر کی طرف مارا اور وہ تیر حضرت امام حسینؑ کے لبوں کو لگا امام حسینؑ کے لبوں سے خون جاری ہوا امام روئے اور خدا سے عرض کی خدایا جو کچھ دشمن نے مجھ پر میرے بھائیوں پر فرزندوں پر اور رشتہ داروں پر ظلم کئے ہیں ان کی تیری درگاہ میں شکایت کرتا ہوں ابومخنف کی روایت کے مطابق جب امام حسینؑ علی اصغر کے لاشے کو جب کہ اس کے گلے سے خون جاری تھا خیموں کی

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

طرف لے گئے تو سکینہ اپنے باپ کے استقبال کے لیے آگے بڑھیں اور عرض کیا **يَا اَبَةَ لَعَلَّكَ سَقَيْتَ اَخِي اَلْمَاءَ** بابا جان شاید آپ میرے بھائی کو سیراب کرکے لے آئے امام روئے اور فرمایا **بُنَيَّةُ هَاكِ اَخَاكِ مَذْبُوحًا بِسَهْمِ الْاَعْدَاءِ** بیٹی اپنے ذبح شدہ بھائی کو لے لے کہ دشمن کے تیر کی وجہ سے اس کا سر جدا ہوچکا ہے اس وقت خدا جانتا ہے کہ سکینہ پر کیا گزری

گفت جانا آتشم افروختی
جان زارم را ازاین غم سوختی

اس نے کہا اے میری جان تم نے مجھے آگ لگادی اس غم سے میری جان زار کو جلا کر رکھ دیا۔

خوش به سوی کوی جانان رفته ای
سوی قربانگاه شتابان رفته ای

تم خوش خوش خدا کے پاس چلے گئے اور قربان گاہ کا رخ کرلیا۔

دشمن کی زبان سے امام حسینؑ کے انصار کی شجاعت کا ایک نقشہ

ایک شخص عمر سعد کے لشکر کا کربلاء میں سپاہی تھا کربلاء کے شہداء کے قتل کرنے میں شریک تھا ایک شخص نے اس سے پوچھا وائے ہو تجھ پر تم کس طرح راضی ہوئے کہ فرزند رسول خدا کو کربلاء میں شہید کریں۔ اس نے جواب میں کہا اگر تم بھی کربلاء میں ہوتے تو جو کچھ ہم نے کیا ہے وہی تم بھی انجام دیتے۔

امام حسینؑ کے ساتھیوں نے ہمارے اوپر حملہ کیا ان کے ہاتھ تلواروں کے دستوں میں تھے اور درندہ اونٹ کی طرح ہمارے سواروں کو دائیں اور بائیں جانب سے رگڑتے اور اپنے آپ کو موت پر ڈالتے تھے تاکہ موت ان کی قسمت میں ہو یا موت پر غالب آجائیں اگر ہم ان سے ہاتھ اٹھاتے تو ہمارا ایک سپاہی بھی نہ بچتا اس کے بعد کہا **فَمَا كُنَّا فَاعِلِيْنَ لَااُمَّ لَكَ**

اے تمہاری ماں مرجائے اگر ان کا راستہ نہ روکتے تو کیا ہوجاتا کیا پھر بھی تم سب ہلاک ہوجاتے۔

اس سے زیادہ عجیب یہ کہ جب عراق نے ایران پر حملہ کیا تو عراق کے وزیر خارجہ سے پوچھا گیا تم نے شیمیائی کے ساتھ بمباری کیوں کی تو اس نے جواب میں کہا کہ ایرانی فوج اس قدر ہجوم لے آئی تھی کہ ہمیں کچھ پتہ ہی نہیں چلتا تھا کہ کیا کریں اگر یہ کام نہ کرتے تو ہم ان کے ہجوم کو کس طرح روک سکتے تھے۔

حضرت امام حسینؑ کے مصائب

حضرت امام حسینؑ کے مصائب ہم ذیل میں چند عنوان کے ساتھ ذکر کرتے ہیں۔

1- الوداع

جب حضرت عباس شہید ہوئے تو امام حسینؑ بغیر یار وانصار کے رہ گئے پھر کسی کو نہیں پایا کہ کوئی ان کی مدد کرے خیموں سے مستورات اور بچوں کے گریہ کی آوازیں بلند ہوئیں اس دوران امام بلند آواز سے فرماتے تھے۔

هَلْ مِنْ ذَابٍّ يَذُبُّ عَنْ حَرَمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ هَلْ مِنْ مُغِيْثٍ يَرْجُو اللّٰهَ فِي اِغَاثَتِنَا آیا کوئی ہے کہ جو حرم رسول خدا کی حمایت اور دفاع کرے کیا کوئی فریاد سننے والا ہے کہ ثواب کی خاطر ہماری فریاد کو سنے اس کے بعد اہل حرم اور بچوں سے وداع کیا ان کو خاموش کرایا اور صبر کی تلقین کی اس وقت فرمایا۔

اُخَيَّةُ اِئْتِيْنِيْ بِثَوْبٍ عَتِيْقٍ لَا يَرْغَبُ فِيْهِ اَحَدٌ اَجْعَلُهُ تَحْتَ ثِيَابِيْ لِئَلَّا اُجَرَّدَ بَعْدَ قَتْلِيْ

بہن کوئی پرانا لباس مجھے دیدو کہ جس کی طرف کوئی بھی راغب نہ ہو اور اسے میں اپنے لباس کے نیچے پہنوں تاکہ اس کو میرے بدن سے نہ اتارا جائے اور مجھے برہنہ نہ کیا جائے۔

یہ سن کر بی بی نے اپنے بھائی کو پھٹا پرانا لباس دیا۔ حضرت نے فرمایا یہ اس شخص کا لباس ہے کہ جس کو ذلت اور خواری جس کی دامن گیر ہوئی ہو اس کے بعد ایک پرانا کپڑا لیا اور اس کو جگہ جگہ سے پارہ کیا اور لباس کے نیچے پہنا اس کے بعد ایک اور کپڑا منگوایا اور اس کو بھی پارہ کیا اور پہنا تاکہ اس کپڑے کو نہ لوٹیں۔

لباس کهنه بپوشید زیر پیرهن
که تا برون نکند خصم بدمنش زتنش

آپ نے کپڑوں کے نیچے پرانا لباس زیب تن کیا تاکہ بدطینت دشمن اس لباس کو جسم سے جدا نہ کرے۔

لباس کهنه چه حاجت که زیر سم ستور
تنی نماند که پوشند جامه یاکفنش

لباس کہنہ کی کیا ضرورت کہ گھوڑے کے سموں کے نیچے جب جسم ہی نہیں رہا کہ کپڑے یا کفن پہنا جاسکے۔

اس وداع میں فرمایا **نَاوِلُوْنِيْ عَلِيًّا اِبْنِيَ الطِّفْلَ حَتّٰى اُوَدِّعَهُ** میرا چھوٹا علی اصغر مجھے دیدو تاکہ اس کو خدا حافظ کروں علی اصغر یا عبداللہ شیر خوار حضرت کو دیا گیا حضرت نے اس سے وداع کرنا چاہا تو دشمن کی طرف سے ایک تیر آیا اور علی اصغر کے گلوئے مبارک کو لگا اور وہ شہید ہوگئے اس سے پہلے حضرت علیؑ اصغر کی شہادت بیان ہوچکی ہے۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

امام سجادؑ سے وداع کرنا

جب امام حسینؑ تنہا رہ گئے تو ہر طرف نگاہ کی اور اپنے لیے کوئی یار مددگار کو نہ پایا تو آواز دی **هَلْ مِنْ ذَابٍّ يَذُبُّ عَنْ حَرَمِ رَسُولِ اللّٰهِ** کیا کوئی ہے کہ جو حرم رسول کی حمایت کرے یہ آواز اس قدر دلسوز تھی کہ جب اھل حرم نے سنا تو ان کے گریہ کی آواز بلند ہوئی اس وقت امام سجادؑ سخت بیمار تھے اور بستر پر پڑے ہوئے تھے کہ اتنے میں اٹھے اور بڑی مشکل کے ساتھ خیمے سے باہر نکلے اور اس قدر کمزور تھے کہ وہ اپنی تلوار نہیں اٹھا سکتے تھے۔ جناب ام کلثوم نے آواز دی بیٹا واپس خیمے میں آجاؤ امام سجادؑ نے فرمایا اے پھوپھی مجھے چھوڑ دو تاکہ فرزند رسول کے نصرت میں جنگ کرلوں۔

امام حسینؑ متوجہ ہوئے تو بلند آواز سے فرمایا اے کلثوم ان کو روکے رکھو ان کی حفاظت کرو تاکہ زمین نسل آل محمد سے خالی نہ ہو فاضل در بندی اسرار الشھادہ میں لکھتے ہیں کہ امام حسینؑ جلدی سے امام سجادؑ کے پاس آئے۔ اور ان کو خیمے میں لے گئے اور ان سے فرمایا بیٹا کیا چاہتے ہو امام سجادؑ نے عرض کیا بابا جان آپ کی آواز نے میرے دل کی رگوں کو کاٹ دیا ہے اب مجھ سے برداشت نہیں ہوتا میں نے چاہا کہ میدان میں آؤں اور اپنی جان قربان کروں امام حسینؑ نے فرمایا بیٹا تو بیمار ہے جہاد تمہارے اوپر واجب نہیں ہے تو میرے شیعوں کا امام اور حجت ہے تو اماموں کا باپ یتیموں اور بیوہ عورتوں کا سرپرست ہے اور ان کو مدینے پہنچا دینا اور زمین حجت خدا اور امام سے خالی نہیں ہونی چاہیے یہ سن کر امام سجادؑ نے عرض کیا بابا جان کیا آپ شہید ہوجائیں اور میں دیکھتا رہوں کاش زندہ نہ ہوتا اور میری جان آپ پر قربان ہوجاتی۔

اس کے بعد امام حسینؑ نے امام سجاد سے وداع کیا اور ان کو اپنی آغوش میں لیا اور اپنی گردن کو ان کی گردن پر رکھا اور اس طریقے سے ان کو خدا حافظ کہا امام حسینؑ کا وداع سید سجادؑ سے ایک اور طریقے سے بھی ذکر ہوا ہے۔

کہ کتاب دمعۃ الساکبہ میں نقل ہوا ہے کہ جس وقت امام حسینؑ تنہا رہ گئے اور اپنے بھائیوں کے خیموں میں گئے تو خیام کو خالی پایا پھر عقیل کی اولاد کے خیموں میں تشریف لے گئے ان کو بھی خالی پایا پھر اصحاب کے خیموں کی طرف متوجہ ہوئے ان کو بھی خالی دیکھا تو بار بار فرمایا **لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ** اس کے بعد اھل حرم کے خیموں میں تشریف لے گئے اس کے بعد امام سجادؑ کے خیمہ میں تشریف لے گئے حضرت سجاد سخت بیماری کی وجہ سے کھال کے فرش پر پڑے ہوئے تھے جناب زینبؑ ان کی تیمارداری کررہی تھیں جس وقت امام سجاد کی نظر اپنے باپ پر پڑی تو اٹھنا چاہا لیکن اٹھ نہ سکے پھر اپنی پھوپھی جناب زینبؑ سے فرمایا مجھے اپنا سہارا دو تو جناب زینبؑ نے سجاد کو سہارا دیا اور سید سجادؑ کو بٹھایا امام حسینؑ اپنے بیٹے کے احوال پوچھنے لگے امام سجادؑ نے عرض کیا خدا کا شکر ہے اس کے بعد امام سجادؑ نے عرض کیا بابا جان منافقین کے ساتھ آپ کی جنگ کی

نوبت کہاں تک پہنچی ہے۔ امام حسینؑ نے فرمایا شیطان ان پر غالب آگیا ہے خدا کو بھول گئے ہیں ہمارے اور ان کے درمیان سخت جنگ جاری ہے ہمارا اور ان کا خون تمام اس زمین پر جاری ہے سید سجادؑ نے پوچھا بابا جان چچا عباس کہاں ہیں جناب زینبؑ اس سوال کو سنتے ہی پریشان ہوگئیں اور چہرے پر آنسو جاری ہوگئے اپنے بھائی کو دیکھا کہ دیکھیں وہ کیا جواب دیتے ہیں چونکہ حضرت نے ابھی تک حضرت عباس کی شہادت کی خبر سجادؑ کو نہیں دی تھی کہ کہیں اور زیادہ بیمار نہ ہوجائیں فرمایا بیٹا تمہارا چچا شہید ہوچکا اور نہر فرات کے کنارے اس کے ہاتھ جدا ہوگئے سید سجادؑ اس قدر روئے کہ بے ہوش ہوگئے جس وقت ہوش میں آئے تو چچا اور باقی افراد کے بارے میں پوچھتے رہے اور امام حسینؑ جواب دیتے تھے یہاں تک کہ پوچھا **اَيْنَ اَخِي عَلِيٌّ وَ حَبِيْبُ بْنُ مُظَاهِرٍ وَ مُسْلِمُ بْنُ عَوْسَجَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ الْقَيْنِ** میرے بھائی علی اکبر کہاں ہیں حبیب بن مظاہر مسلم بن عوسجہ اور زہیر بن قین کہاں ہیں امام حسینؑ فرمایا **يَا بُنَيَّ اِعْلَمْ اَنَّهُ لَيْسَ فِي الْخِيَامِ رَجُلٌ اِلَّا اَنَا وَاَنْتَ** بیٹا جان لو کہ خیموں میں میرے اور تیرے علاوہ کوئی نہیں رہا سب شہید ہوگئے ہیں امام سجادؑ بہت زیادہ روئے اس کے بعد اپنی پھوپھی زینبؑ سے فرمایا کہ تلوار اور ایک عصا دیجئے امام حسینؑ نے فرمایا کہ تلوار اور عصا کو کیا کرو گے عرض کیا کہ عصا کے ساتھ سہارا لوں گا اور تلوار کے ذریعے فرزند رسول کی مدد کروں گا چونکہ اس کے بعد زندگی میں کوئی خیر نہیں ہے امام حسینؑ نے ان کو اس کام سے روکا ان کو اپنے سینے سے لگالیا اور ان سے فرمایا بیٹا تو میری ذریت سے پاکترین اور بہترین ذریت ہے تو میرا جانشین ہے۔ بچوں اور یتیموں کا نگہبان ہے یہ دشمن کے مقابلے کے وقت سخت تکلیفیں اٹھانے والے ہیں آپ ان کی سرپرستی کریں اور ان کی مدد کریں ان کے پاس آپ کے علاوہ کوئی مرد نہیں ہے ان کے ساتھ شفقت سے پیش آنا اس کے بعد آواز دی اے زینبؑ، اے ام کلثومؑ، اے سکینہؑ، اے رقیہؑ، اے فاطمہؑ میرا کلام سنو اور جان لو کہ یہ میرا بیٹا سید سجادؑ تمہارا سہارا اور میرا جانشین ہے **وَهُوَاِمَامٌ مُفْتَرَضُ الطَّاعَةِ** وہ امام ہے کہ جس کی اطاعت واجب ہے اس کے بعد فرمایا بیٹا میرے شیعوں کو میرا سلام پہنچانا اور ان سے کہنا کہ میرا باپ غربت کی حالت میں شہید کیا گیا اس کی مصیبت کے لیے نالہ و فریاد کرلو وہ شہید ہوگئے ان پر گریہ کرلو **يَاوَلَدِي بَلِّغْ شِيْعَتِي عَنِّي السَّلَامَ فَقُلْ لَهُمْ اِنَّ اَبِي مَاتَ غَرِيْبًا فَانْدُبُوْهُ وَمَضٰى شَهِيْدًا فَابْكُوْهُ**

امام حسینؑ کی وداع کا ایک واقعہ

کہا جاسکتا ہے کہ یہ وداع مصیبتوں میں سے سب سے بڑی مصیبت ہے کہ جو عاشورا کے دن اھل بیتؑ نبوت پر آئی ہیں اور بہت زیادہ دلخراش اور جگر سوز ہے۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

منقول ہے کہ علماء میں سے ایک عالم جس کا نام میرزا یحییٰ ابہری تھا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام حسینؑ کی زیارت کے لیے کربلاء گیا عرفہ کا دن تھا عید قربان کی رات حضرت امام حسینؑ کے حرم شریف سے باہر آیا میں اپنے گھر میں آکر سویا ناگاہ عالم خواب میں سنا کہ ایک مرد کہتا تھا کہ ملا محمد باقر مجلسی (علامہ مجلسی) صحن میں درس دے رہے ہیں میں نے پوچھا کہ کس جگہ پر اس نے اشارہ کیا اور اس جگہ کی نشان دہی کی میں وہاں چلا گیا دیکھا کہ ایک بہت بڑی مسجد ہے وہاں پر بہت زیادہ لوگ موجود ہیں علماء میں سے تقریباً پانچ سو جمع ہیں علامہ مجلسی منبر پر بیٹھے ہیں اور انہیں درس دے رہے درس دینے کے بعد تھوڑا سا موعظہ کیا موعظہ کے بعد تھوڑا سا ذکر مصائب بیان کرتے ہیں اس وقت ایک شخص کرے سے مجلس میں آیا اور کہا حضرت صدیقہ طاہرہ فرماتی ہیں **اُذْكُرِ الْمَصَائِبَ الْمُشْتَمِلَةَ عَلٰى وِدَاعِ وَلَدِيَ الشَّهِيْدِ** ان مصائب کو ذکر کرو کہ جو میرے بیٹے شہید کے وداع پر مشتمل ہیں علامہ مجلسی وہی مصیبت بیان کرنے لگے اور بہت زیادہ لوگ جمع ہوگئے اور سب نے گریہ کیا اور اس مصیبت کو سنا اور بہت زیادہ گریہ کیا اور میں نے اپنی تمام عمرایسی عزاداری اور گریہ کو نہیں دیکھا تھا۔

وداع کے وقت امام حسینؑ نے ایک نگاہ قتل گاہ کی طرف کی کہ 54 اصحاب اور 18 اھل بیت کربلاء کی زمین پر پڑے ہوئے نظر آئے جوکہ شہید ہوچکے ہیں تو آپ نے یقینی ارادہ کرلیا کہ دشمن کے ساتھ جنگ کے لیے جائیں اور آپ نے اس وقت آواز دی **يَا سَكِيْنَةُ يَا فَاطِمَةُ يَا زَيْنَبُ وَيَا اُمَّ كَلْثُوْمٍ عَلَيْكُنَّ مِنِّى السَّلَامُ فَهٰذَا آخِرُ الْاِجْتِمَاعِ وَقَدْ قَرُبَ مِنْكُنَّ الْاِفْتِجَاعِ**

اے سکینہؑ اے فاطمہؑ اے زینبؑ اور اے ام کلثومؑ میرا آخری سلام ہو یہ تمہارے ساتھ آخری وداع ہے کہ اب دکھ اور درد تمہارے نزدیک ہوچکے ہیں۔

اینک آمد نوبت من الوداع
الوداع ای عترت من الوداع

الوداع اب یہ لحہ بھی آگیا اے میری اولاد الوداع

زوددلهای شما خواهد شدن
سوزناک ازفرقت من الوداع

جلد ہی تمہارے دل میری جدائی کی وجہ سے بے قرار ہوجائیں گے۔

دم بدم خواهید چون ابربهار
گریه کرد از حسرت من الوداع

میری جدائی کی حالت میں تم گریہ کروگے الوداع

امام اس وقت رو رہے تھے اور زینبؑ نے عرض کیا خدا تمہاری آنکھوں کو نہ رلائے کیوں گریہ کرتے ہو۔ امام نے فرمایا **كَيْفَ لَا اَبْكِي وَ عَمَّا قَلِيْلٍ تُسَاقُوْنَ بَيْنَ الْاَعْدَاءِ** کس طرح گریہ نہ کروں حالانکہ تھوڑی دیر بعد تمہیں کو قیدی بنا کر دشمنوں کے درمیان پھرایا جائے گا گریہ اپنے لیے نہیں ہے بلکہ تمہاری اسیری کی وجہ سے ہے اھل حرم نے امام کے کلام کو سن کر بلند آواز سے گریہ کیا اور فریاد بلند کی **اَلْوِدَاعُ اَلْوِدَاعُ اَلْفِرَاقُ اَلْفِرَاقُ** اب وداع اور جدائی کا وقت ہے

امام حسینؑ کا سکینہ سے وداع کرنا

اس موقع پر جناب سکینہ اپنے باپ کے پاس آئیں اور آواز دی **يَا اَبَتَاهُ اِسْتَسْلَمْتَ لِلْمَوْتِ فَاِلٰى مَنْ اَتَّكِلُ** بابا کیا آپ موت کی طرف جارہے ہیں میں آپ کے بعد کس کی پناہ لوں گی امام حسینؑ نے فرمایا اے نور چشم جس کا کوئی یارو مددگار نہ رہا ہو وہ کس طرح نہ اپنے آپ کو موت کے سپرد کرے لیکن جان لو کہ خدا کی رحمت اور مدد دنیا اور آخر میں تجھ سے جدا نہ ہوگی بیٹی قضاء الٰہی پر صبر کرنا اور شکایت نہ کرنا دنیا گذر گاہ ہے لیکن آخرت ہمیشہ رہنے والا گھر ہے۔

سکینہؑ نے کہا ہمیں ہمارے جد کے حرم مدینہ واپس پہنچادو تو امام نے فرمایا **لَوْ تُرِكَ الْقَطَا لَغَفَا وَ نَامَ** اگر قطا پرندے کو چھوڑ دیں تو اپنی جگہ پر آرام سے بیٹھا رہے گا اور استراحت کرے گا تو اس وقت جناب سکینہ نے گریہ کیا تو امام حسینؑ نے سکینہ کو سینے سے لگایا اور اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کو صاف کیا اور یہ اشعار پڑھے۔

سَيَطُوْلُ بَعْدِيْ يَا سُكَيْنَةُ فَاعْلَمِي
مِنْكِ الْبُكَاءُ اِذَا الْحِمَامُ دَهَانِي
لَا تُحْرِقِي قَلْبِي بِدَمْعِكِ حَسْرَةً
مَادَامَ مِنِّي الرُّوْحُ فِي جُثْمَانِي
فَاِذَا قُتِلْتُ فَاَنْتِ اَوْلٰى بِالَّذِي
تَأْتِيْنَهُ يَا خَيْرَةَ النِّسْوَانِ

اے سکینہ جان لو کہ میری موت آنے کے بعد تمہارا گریہ زیادہ ہوجائے گا میرے دل کو اپنے آنسوؤں کے ساتھ حسرت کرتے ہوئے نہ جلاؤ۔ تو اے میری پیاری بیٹی جب میں مارا جاؤں تو پھر میری لاش پر آکر گریہ کرنا۔

ھلال بن نافع کہتا ہے کہ میں دشمنؑ کے لشکر کی دوصفوں کے درمیان کھڑا تھا تو میں نے دیکھا کہ ایک بچی امام

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

حسینؑ کے حرم سے باہر نکلی اور میدان کی طرف چلی اور اس نے لرزتی ہوئی دوڑتی ہوئی اپنے آپ کو امام تک پہنچایا اور حضرت کے دامن پکڑا کر کہا **یَااَبَہ اُنْظُرْ اِلَیَّ فَاِنِّی عَطْشَانْ** بابا جان میری طرف دیکھیں میں پیاسی ہوں۔ اس شیرین زبان بچی کی زبان سے اس قسم کے جگر سوز سوال نے ایک قسم کا نمک حضرت کے دل کے زخموں پر چھڑک دیا جس کی وجہ سے امام حسینؑ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور فرمایا**یُبَنَیَّۃُ اَللّٰہُ یُسْقِیْکَ فَاِنَّہٗ وَکِیْلِی** بیٹی میں جانتا ہوں کہ تو تشنہ ہے خدا تجھ کو سیراب کرے گا وہ میرا وکیل اور پناہ گاہ ہے۔

ھلال نے کہا میں نے پوچھا یہ بچی کس کی ہے اور امام حسینؑ کے ساتھ اس کی کیا نسبت ہے انہوں نے کہا یہ حضرت امام حسینؑ کی تین سالہ بیٹی سکینہ ہے۔

جناب زینب سے امام حسینؑ کا وداع کرنا

امام حسینؑ نے مستورات کو تسلی دی اور صبر کرنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ خدا تم کو دشمنوں کے ہاتھ سے نجات دے اور تمہارا انجام اچھا قرار دے خدا تمہارے دشمنوں کو قسم قسم کے عذاب میں مبتلاء کرے گا یہ مصیبتیں کہ جو تمہیں پہنچی ہیں خداوندتعالیٰ ان مصیبتوں کے بدلے میں تمہیں بہت سی نعمتیں عطا کرے گا تم اپنی زبان سے ایسی بات نہ کہنا کہ جو تمہارے مقام کے کم ہونے کا موجب بنے جناب زینبؑ نے گریہ کیا امام نے اس سے فرمایا صبر کرو۔ اے مرتضٰی کی بیٹی کہ تیرے رونے کی مدت ابھی بہت زیادہ ہیں۔ جب امام حسینؑ خیمے سے باہر آئے اور میدان کی طرف نکلے تو جناب زینبؑ نے امام کے دامن کو پکڑا اور آواز دی **مَھْلاً" یَا اَخِی تَوَقَّفْ حَتّٰی اَتَزَوَّدَ مِنْکَ وَ اُوَدِّعَکَ وِدَاعَ مُفَارِقٍ وَلاَتَلاَقِی بَعْدَہٗ**
بھائی ذرا رک جاؤ تاکہ تجھ کو جی بھر کر دیکھ لوں اور تجھؑ سے وداع کرلوں کہ یہ آخری وداع جدا کرنے والی ہے کہ اس کے بعد ملاقات نہیں ہوگی۔

بگنلر تابگر ییم چوں ابر نو بھاران
کزسنگ نالہ خیزد روز وداع یاران

ہمیں ابرنوبہار کی طرح رولینے دو اس لیے کہ دوستوں کی جدائی کے دن تو پتھر کے دل سے بھی رونے کی آواز آتی ہے۔

فَمَھْلاً اَخِی قَبْلَ الْمَمَاتِ ھُنَیْئَۃ"

لِتَبْرُدَ مِنِّی لَوْعَۃٌ وَغَلِیْلَ

میرے ماں جائے موت کی طرف جانے سے پہلے تو اک بار میرے پاس آ تاکہ میں جی بھرکر تیری زیارت کرلوں اور اپنے دل کو ٹھنڈا کرلوں۔

ای جان ماجانان ما آھستہ رو آھستہ رو
مشکن دل سوزان ما آھستہ رو آھستہ رو

اے ہمارے محبوب آہستہ آہستہ جا ہمارے جلتے ہوئے دل کو نہ توڑ آہستہ آہستہ جا

برخواھر زارت نگر برطفل بیمارت نگر
آھستہ رو آھستہ رو آھستہ رو

اپنی روتی ہوئے بہن کو دیکھ اور اپنے بیمار بچے کی طرف دیکھ آہستہ جا آہستہ جا

کردہ وصیت مادرم تامن ببوسم حنجرت
آھستہ رو آھستہ رو آھستہ رو

مجھے ماں نے وصیت کی تھی کہ میں تیرے گلے کو چوموں آہستہ جا آہستہ جا

حضرت زینبؑ اپنے بھائی سے جدا نہیں ہونا چاہتی تھیں اور اپنے بھائی کے ہاتھ پاؤں پر بوسے دیتی تھیں اور روتی تھیں۔

امام نے صبر کرنے کا حکم دیا اور خیموں کی طرف لوٹا یا اس کے بعد امام نے بہن کو تنہائی میں بلایا اور ان کو تسلی دی آخر امام حسینؑ نے اپنے ہاتھ کو جناب زینبؑ کے سر پر رکھا تو جناب زینب کو سکون ہوا اور بے قراری ختم ہوگئی پھر امامؑ نے ان سے فرمایا کہ جوافراد صبر کرتے ہیں خدا کے نزدیک ان کا بہت بڑا اجر ہے صبر کرو تاکہ تمہیں اجر ملے اس وقت جناب زینبؑ خاموش ہوگئیں اور صبر کا اظہار کیا اور عرض کیا **یَا بْنَ اُمِّی طِبْ نَفْسًا وَقَرِّعَیْنًا" فَاِنَّکَ تَجِدُنِی کَمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰی** اے میرے بھائی خوش حال رہو اور تمہاری آنکھیں روشن ہوں چونکہ مجھ کو تم جس طرح چاہتے ہو ویسا ہی پاؤ گے۔

جناب زینبؑ کا زبان حال

صَبَرْتُ عَلٰی شَئٍ اَمَرَّ مِنَ الصَّبْرِ - سَاَصْبِرُ حَتّٰی یَعْجِزَ الصَّبْرُ عَن صَبْرِی

میں نے صبر کیا ایسی چیز پر کہ جو صبر سے زیادہ کڑوی ہے عنقریب اتنا صبر کروں گی کہ صبر بھی میرے صبر سے عاجز آجائے گا۔

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

ھان برو زینب که درد است بی دوا
درد مند حق طبیب دردها است

ہاں زینبؑ جاؤ کہ اس درد کی کوئی دوا نہیں ہے حق کا درد رکھنے والا تکلیفوں کا علاج کرنے والا ہے

تند رو زینب که خواهی شد اسیر
زین اسیری هست جانت ناگزیر

زینب جلدی جاؤ تمہیں قید ہونا ہے یہ قید تمہارے لیے ناگزیر ہے

رویتیمان مرا غم خوار باش
درغریبی بی کسند تو یار باش

جاؤ میرے یتیموں کا غم کھاؤ وہ حالت مسافرت میں بے کسی کا شکار ہیں تم ان سے ہمدردی کرو۔

گر خورد سیلی سکینه دم مزن
عالمی زین دم زدن برهم مزن

اگر سکینہ طمانچے کھائے تو خاموش رہنا اور کچھ بول کر عالم کو درہم برہم نہ کرنا

آیت اللہ اصفہانی کے اشعار

ای خسرو خوبان مکن آهنگ میدان
ای جان جانان

اے خوبصورتوں کے بادشاہ میدان جنگ کا ارادہ نہ کر اے محبوبوں کی جان

بهر خدا رحمی برایں شیرین زبانان
اطفال حیران

خدا کے لیے ان شیریں زبان بچوں پر رحم کر

ای شاهباز لامکان ترک سفر کن
صرف نظر کن

اے لامکاں کے شہباز سفر ترک کردے اسے نظر انداز کردے۔

مرغان قدسی را منه درچنگ زاغان
در دام عدوان

عالم قدس کے پرندوں کو کوؤں کے پنجوں میں نہ دے اور دشمنوں کے جال میں نہ پھنس

یک کاروان زن چون بماندبی نگهبان

ای شاه خوبان

اے شاہ خوبان چونکہ عورتوں کا ایک قافلہ بغیر نگہبان کے رہ گیا

آیا به امید که مارامی گذاری
با آه وزاری

تو ہمیں کس امید پر گریہ و زاری میں چھوڑ کر جارہا ہے

مائیم ویک تن ناتوان سوزان و نالان
دشمن فراوان

دشمن لاتعداد ہیں اور ہمارے ساتھ کمزور سوزان اور نالاں ایک مرد ہے

کای شهر یار کشور صبر و تحمل
قدری تامل

اے صبر و تحمل کی سلطنت کے بادشاہ تھوڑا سا ٹھہر

کاندر قفاداری بسی دلهای بریان
باچشم گریان

تو اپنے پیچھے سے روتے ہوئے جلتے ہوئے دل چھوڑ رہا ہے

جانا مکن قطع رسوم آشنائی
روز جدائی

اے دوست جدائی کے دن جان پہچان کی رسم کو مت توڑ

مارا ببر همره تورا گردیم قربان
ای ماه تابان

اے چمکتے ہوئے چاند ہمیں ساتھ لے چل ہم تجھ پر قربان ہوجائیں۔

ازخواهران و دختران دل برگرفتی
یک باره رفتی

بہنوں اور بیٹیوں سے یک لخت منہ موڑ کر چلا گیا

از ماگسستی باکه پیوستی بدینسان
آوخ زہجران

ہم سے رشتہ توڑ لیا اور کسی سے ناطہ جوڑ لیا اف رے جدائی

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

حضرت زہراءؑ کی وصیت کا یاد آنا

بعض نقل کرتے ہیں کہ جب امام حسینؑ خیموں سے چند قدم دور چلے گئے تو حضرت زینبؑ خیمے سے باہر آئیں اور آواز دی بھیا! ذرا ٹھہر جاؤ تاکہ میری ماں نے جو وصیت کی تھی اس کو پورا کرلوں امام ٹھہر گئے اور فرمایا وہ وصیت کیا ہے جناب زینبؑ نے عرض کیا کہ میری ماں نے مجھے وصیت کی تھی کہ جس وقت میرے نور چشم حسینؑ کو دشمن کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے روانہ کرو تو اس کے گلوئے مبارک کو بوسہ دینا اس وقت جناب زینبؑ نے اپنے بھائی کے گلوئے مبارک کو بوسہ دیا اور پھر خیمے کی طرف واپس آگئیں۔

برادر دعاکن کہ زینب بمیرد
مبادا کہ بعد از تو ماتم بگیرد

بھائی دعا کیجئے کہ زینب مرجائے ایسا نہ ہو کہ اسے آپ کے بعد آپ کے ماتم میں نہ بیٹھنا پڑے

برادر بہ قربان خلق نکویت
اجازہ بفرما ببوسم گلویت

بھائی آپ کی خوش خلقی کے قربان اجازت دیجئے کہ میں آپ کا گلا چوم لوں۔

امام نے ابھی چند قدم ہی میدان کی طرف اٹھائے تھے کہ اچانک ایک ضعیف آواز پیچھے سے سنی کہ کوئی کہہ رہا ہے بابا جان تھوڑا سا ٹھہرجاؤ میری بھی ایک حاجت ہے امامؑ نے پیچھے کی طرف دیکھا کہ سکینہ جلدی سے آرہی ہے تو امام نے گھوڑے کی لگام کو کھینچا اور ٹھہر گئے سکینہ جب قریب آئیں تو رکاب کو پکڑ کر عرض کیا میری حاجت یہ ہے کہ آپ گھوڑے سے نیچے آئیں مجھے اپنے ساتھ لیجائیں اور مجھے یتیم بچوں کی طرح پیار کریں تاکہ میں دیکھوں کہ یتیم کیسے ہوتے ہیں۔

اپنی شفقت کے ہاتھ کو میرے سر پر پھیرا امام نے جناب سکینہ کے آنسوؤں کو صاف کیا اور ان کو تسلی دی اور خیموں کی طرف واپس لوٹا دیا۔

وداع کرتے وقت ایک جگر سوز واقعہ

جس وقت امام حسینؑ وداع میں مشغول تھے اور سکینہ اور باقی اہل حرم کو تسلی دے رہے تھے اور صبر کی تلقین کررہے تھے تو عمر سعد نے اپنے سپاہیوں سے کہا اور آواز دی وائے ہو تم پر جبکہ حسینؑ وداع میں مشغول ہیں

اس وقت ہر طرف سے تم ان پر حملہ کردو خدا کی قسم اگر وہ وداع سے فارغ ہوگئے تو دائیں اور بائیں جانب حملہ کریں گے تو تمہیں درھم برھم کردیں گے دشمن کی فوج نے امامؑ پر حملہ کیا حضرت امام حسینؑ کو خیمے کے قریب تیروں کا ہدف قرار دیا۔

ہائے تیر خیموں کے طنابوں کے درمیان آکر لگے بعض تیر اہل حرم کو لگے کہ جنہوں نے ان کے لباس کو سرخ کردیا مستورات خوف کی حالت میں خیموں میں داخل ہوئیں اور امامؑ کی طرف دیکھتی تھیں کہ دیکھیں کہ امامؑ کیا کرتے ہیں انہوں نے دیکھا کہ امام نے غضبناک شیر کی طرح دشمن پر حملہ کیا جو بھی قریب آیا اس کو ہلاک کیا اور ہر طرف سے ان کی طرف تیر آرہے تھے اور حضرت اپنے سینے اور گلوئے مبارک کو دشمن کے تیروں کا سپر قرار دیتے تھے اس کے بعد اپنے مرکز کی طرف لوٹے اور بار بار فرماتے تھے **لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ** ایک اور دل سوز واقعہ یہ ہے کہ امامؑ نے وداع کے بعد چاہا کہ گھوڑے پر سوار ہوں تو اہل حرم اور بچوں نے نالہ و فریاد بلند کی اور ہر طرف سے ان کے دامن کو پکڑتے تھے۔ **فَنَادٰی اِحْبِسِیْهِنَّ یَازَیْنَبُ** آواز دی کہ اے بہن زینب ان مستورات اور بچوں کو روکے رکھو

حضرت امام حسینؑ کی شجاعت

اگرچہ جانسوز حوادث کے باعث امام حسینؑ بے اختیار گریہ کرتے تھے اور کبھی بلند آواز سے روتے تھے لیکن ان کا رونا شفقت اور دشمن سے نفرت کی بناء پر تھا نہ یہ کہ ذلت کی بناء پر حضرت امام حسینؑ اس قدر قوی اور طاقتور تھے کہ آپ کا تنہا دشمن کا مقابلہ کرنا اور حضرت کا شدید حملے اور اپنے آپ کو ان کے سپرد نہ کرنا آخری سانس اور آخری خون کے قطرہ تک دشمنان خدا سے لڑنا یہ سب حضرت کی شجاعت اور صلاحیت کی دلیل ہے نمونہ کے طور پر حضرت امام حسینؑ عاشورا کی صبح نماز صبح کے بعد اصحاب کی طرف مخاطب ہوئے اور حمد و ثناء کے بعد فرمایا۔

اِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى قَدْ اَذِنَ فِی قَتْلِکُمْ وَقَتْلِی فِی هٰذَا الْیَوْمِ فَعَلَیْکُمْ بِالصَّبْرِ وَالْقِتَالِ خدا نے مجھے اور تمہیں قتل ہونے کی اجازت دی ہے پس صبر کرو اور جنگ کرو اگرچہ ہماری تعداد کم ہے لیکن اپنے آپ کو سپرد نہ کرو صبر اور استقامت کو اپنے ہاتھ سے نہ جانے دو۔ جس وقت امام حسینؑ اور ان کے ساتھی کربلاء میں سخت مشکلات میں پڑگئے اور دشمن کا محاصرہ ہر لحظہ تنگ ہوتا جارہا تھا تو حضرت اور حضرت کے ساتھی اس قدر پریشان ہونے کے باوجود بھی ہر لحظہ ان کے چہرے درخشان اور ان کے اعضاء قوی دکھائی دیتے تھے لیکن کچھ ایسے بھی تھے کہ جن کا رنگ اڑ گیا تھا اور لرزہ براندام تھے۔ ایک دوسرے کو کہتے تھے کہ امام

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

حسینؑ کو دیکھو کہ ان کا چہرہ یہ بتارہا ہے کہ ان کو موت سے کسی قسم کی پرواہ نہیں ہے۔

صَبْرًا بَنِی الْکِرَامِ فَمَا الْمَوْتُ اِلَّا قَنْطَرَۃٌ تَعْبُرُ بِکُمْ عَنِ الْبُؤْسِ وَالضَّرَّاءِ اِلَی الْجِنَانِ الْوَاسِعَۃِ وَالنَّعِیْمِ الدَّائِمَۃِ فَاَیُّکُمْ یَکْرَہُ اَنْ یَنْتَقِلَ مِنْ سِجْنٍ اِلٰی قَصْرٍ وَمَا ھُوَ لِاَعْدَائِکُمْ اِلَّا کَمَنْ یَنْتَقِلُ مِنْ قَصْرٍ اِلٰی سِجْنٍ وَ عَذَابٍ اِنَّ اَبِیْ حَدَّثَنِیْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اَنَّ الدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّۃُ الْکَافِرِ وَالْمَوْتُ جِسْرُ ھٰؤُلَاءِ اِلٰی جِنَانِھِمْ وَجِسْرُ ھٰؤُلَاءِ اِلٰی جَحِیْمِھِمْ مَاکَذِبْتُ وَلَاکُذِبْتُ

اے صاحبان شرف و کرامت کی اولاد صابر اور بردبار رہو موت ایک ایسا پل ہے کہ انسان کو سختیوں سے ایک وسیع بہشت اور ہمیشہ رہنے والی نعمتوں کی طرف عبور کرتا ہے تم میں سے کون دوست نہیں رکھتا ہے کہ قید خانے سے قصر کی طرف منتقل ہو لیکن موت تمہارے دشمنوں کے لیے اس طرح ہے کہ کوئی قصر سے قید خانے کی طرف منتقل ہو چونکہ میرے پدر بزرگوار نے رسول خدا سے نقل کیا ہے اور فرمایا کہ دنیا مومن کے لیے زندان اور کافر کے لیے بہشت ہے ہاں موت ایک ایسا پل ہے کہ مومن جسے عبور کرکے بہشت اور کافر اسے عبور کرکے جہنم میں چلا جاتا ہے نہ میں جھوٹ کہتا ہوں نہ میرے باپ نے جھوٹ کہا ہے کہ حمید بن مسلم کہتا ہے میں نے امام حسینؑ کو دشمن کے ساتھ سخت جنگ کرتے ہوئے دیکھا کہ

فَوَاللّٰہِ مَارَأَیْتُ مَکْثُوْرًا قَطُّ قَدْقُتِلَ وُلْدُہٗ وَاَھْلُ بَیْتِہٖ وَ اَصْحَابُہٗ اَرْبَطَ جَاشًا وَلَا اَمْضٰی جَنَانًامِنْہُ خدا کی قسم میں نے ہرگز کسی مغلوب اور گرفتار کو نہیں دیکھا کہ جس کے خاندان اولاد اور انصار شہید ہوچکے ہوں اس کے باوجود دل قوی ہو اور استقامت ہو حسینؑ سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا جب دشمن ان پر پیادہ حملہ کرتے تھے تو حضرت اپنی تلوار کے ساتھ ان پر حملہ کرتے تھے وہ دائیں بائیں بھاگ جاتے تھے جس طرح لومڑیاں شیر سے بھاگ جاتی ہیں۔

ہلال بن نافع دشمن کا سپاہی کہتا ہے کہ اس وقت امام حسینؑ گھوڑے کی پشت سے زمین پر گرے اور شہادت کے لمحات قریب ہوچکے تھے **فَوَاللّٰہِ مَارَأَیْتُ قَتِیْلًا مُخَضَّبًا بِدَمِہٖ اَحْسَنَ مِنْہُ وَلَااَنْوَرَ وَجْھًا شَغَلَنِیْ نُوْرُ وَجْھِہٖ وَجَمَالُ ھَیْئَتِہٖ عَنِ الْفِکْرَۃِ فِیْ قَتْلِہٖ**

خدا کی قسم میں نے کسی مقتول کو نہیں دیکھا کہ جو اپنے خون میں غلطاں ہو اور اس کا چہرے حسینؑ کے چہرہ سے زیادہ خوبصورت اور درخشاں ہو اس کے قد کی زیبائی نے مجھ کو ایسا جاذب کیا کہ میں جرات نہ کرسکا کہ ایسے پر نور حسینؑ کو قتل کروں۔

زیارت قائمیہ میں امام حسینؑ کو خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

فَلَمَّا رَأَوْکَ ثَابِتَ الْجَأْشِ غَیْرَخَائِفٍ وَلَاخَاشٍ نَصَبُوْالَکَ غَوَائِلَ مَکْرِھِمْ

وَقَاتَلُوْکَ بِکَیْدِھِمْ

جس وقت تمہارے دشمنوں نے تجھ کو قوی دل مستقیم نڈر اور جرئت والا پایا تو وہ آپ کے ساتھ مردانہ جنگ نہ کرسکے بلکہ حیلے تلاش کرتے رہے اور مکر و فریب کے ساتھ تجھ کو شہید کردیا جب کہ آپ سخت پیاسے تھے

امام حسینؑ کے حملے کے بارے میں جو تعبیرات آئی ہیں یہ ہیں۔ کہ جب امامؑ نے حملہ کیا تو دشمن کی فوج کی تعداد تیس ہزار تھی **فَیَنْھَزِمُوْنَ مِنْ بَیْنِ یَدَیْہِ کَاَنَّھُمُ الْجَرَادُ الْمُنْتَشِرُ** دشمن امام حسینؑ کے مقابلے میں مکڑی کی طرح ان کے سامنے پراگندہ تھے اور فرار کرتے تھے۔

امامؑ اپنی جگہ واپس ہوجاتے تھے اور فرماتے تھے **لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ**

امام حسینؑ کا اتمام حجت کرنا

امام حسینؑ عاشورا کے دن بعض مراحل میں دشمن کے مقابلے میں آئے اور اپنی تلوار کا سہارا لیا اور بلند آواز سے فرمایا **اُنْشِدُکُمُ اللّٰہَ ھَلْ تَعْرِفُوْنَنِیْ** تمہیں خدا کی قسم دے کر کہتا ہوں کیا تم مجھے پہنچانتے ہو دشمن کی فوج نے جواب دیا ہاں تو نواسہ رسولؐ ہے امام نے فرمایا تمہیں خدا کی قسم دے کر کہتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ علیؑ بن ابی طالبؑ میرے والد ہیں دشمن کی فوج نے جواب دیا ہاں ہم جانتے ہیں امام نے فرمایا تمہیں خدا کی قسم دے کر کہتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ خدیجہ خویلد کی بیٹی سب سے پہلی عورت ہے کہ جس نے اسلام قبول کیا وہ میری نانی ہے دشمن نے کہا ہاں ہم جانتے ہیں۔ امام نے فرمایا تمہیں خدا کی قسم دیکر کہتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ جعفر بہشت میں پرواز کرتا ہے اور وہ میرا چچا ہے دشمن نے کہا ہاں ہم جانتے ہیں امام نے فرمایا کہ تمہیں خدا کی قسم دیکر کہتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ یہ تلوار کہ جو میری کمر سے بندھی ہوئی ہے وہ پیغمبر خدا کی تلوار ہے دشمن نے کہا کہ ہاں ہم جانتے ہیں۔

امامؑ نے فرمایا تمہیں خدا کی قسم دے کر کہتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ مسلمانوں کے درمیان سب سے پہلا فرد کون تھا کہ جس نے اسلام کو قبول کیا علم میں سب سے زیادہ عالم صبر میں سب سے زیادہ بردبار اور وہ ہر مومن مرد اور عورت کا ولی ہے دشمن نے کہا ہاں ہم جانتے ہیں آپ کے باپ حضرت علیؑ تھے۔

امامؑ نے فرمایا تمہیں خدا کی قسم یہ بتاؤ کہ یہ عمامہ کہ جو میرے سر پر ہے رسول خدا کا عمامہ ہے دشمن نے کہا کہ ہم جانتے ہیں اس وقت امامؑ نے فرمایا **فَبِمَ تَسْتَحِلُّوْنَ دَمِیْ** پس یہ بتاؤ کہ میرے خون بہانے کو کیوں حلال سمجھتے ہو حالانکہ قیامت کے دن حوض کوثر میرے باپ کے پاس ہوگا اور وہ ایک جماعت کو اس طرح محروم کریں گے کہ جس طرح تشنہ اونٹ کو پانی سے روکا جائے اور قیامت کے دن لطف و کرم کا پرچم ان کے ہاتھ میں ہوگا

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

دشمن کی فوج نے کہا

قَدعَلِمنَا ذَالِکَ کُلَّہُ وَ نَحنُ غَیرُ تَارِکِیکَ حَتّٰی تَذُوقَ المَوتَ عَطَشاً ہم ان سب چیزوں سے آگاہ ہیں لیکن پھر بھی آپ کو نہیں چھوڑیں گے یہاں تک کہ آپ کو پیاسہ قتل کریں۔ ایک دوسری عبارت میں ہے کہ امام حسینؑ نے دشمن کی فوج سے خطاب کرکے فرمایا

اے لوگو! آگاہ ہوجاؤ کہ دنیا ایک فانی چیز ہے ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف تبدیل ہوجاتی ہے اے لوگو! تم اسلام کے قوانین کو جانتے ہو قرآن مجید کو تم نے پڑھا ہے اور تم جانتے ہو کہ محمدؐ حساب لینے والے خدا کے رسول ہیں اس کے باوجود ظالم بن کر رسولؐ خدا کے فرزند کو قتل کرنے کے لیے کھڑے ہو۔؟

مَعَاشِرَ النَّاسِ اَمَاتَرَونَ اِلٰی مَاءِ الفُرَاتِ یَلُوحُ کَاَنَّہُ بُطُونُ الحَیَّاتِ یَشرَبُہُ الیَہُودُ وَالنَّصَارٰی وَالکِلَابُ وَالخَنَازِیرُ وَآلُ الرَّسُولِ یَمُوتُونَ عَطَشاً

اے لوگو کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ فرات کا پانی ایسا چمکتا ہے جیسا کہ سانپ کا شکم چمکتا ہے یہود و نصاریٰ یہاں تک کہ حیوانات جیسے کتے خنزیر بھی اس سے پانی پی رہے ہیں حالانکہ پیغمبرؐ کی اولاد پیاسی ہے۔

اے ستمگرقوم دون من کاین چنین امروز خوارم
نوگل گلزار پیغمبرؐ عزیز کردگارم

ستم ڈھانے والی قوم میں آج اس طرح برے حال میں ہوں پیغمبر کے باغ کا پھول پروردگار کو بہت عزیز ہے

خادم راہ حق و مخدوم خاص جبرئیلم
زیب دوش احمد و عرش برین راگوشوارم

میں حق کے راستے کا خادم ہوں اور جبرئیل کا خاص مخدوم ہوں محمد مصطفیٰ کے کاندھے کو زیب دینے والا ہوں اور آسمان کا گوشوارہ ہوں

گربدین مصطفیٰ اقرار دادید اواست جدم
گر محب مرتضائید اوبود باب کبارم

اگر محمدؐ کے دین کو مانتے ہو تو سن لو کہ وہ میرے جد بزرگوار ہیں اگر علیؑ کے چاہنے والے ہو تو وہ میرے والد ماجد ہیں۔

اکر موالضیف از پیغمبر نیست اے بی شرم مردم
یانہ من امروز مہمان شمادراین دیارم

کیا پیغمبر اسلام نے **اَکرِمُوا الضَّیفَ** نہیں فرمایا ہے یعنی مہمان کی عزت کرو بے شرم لوگو کیا میں آج اس دیار میں تمہارا مہمان نہیں ہوں۔

این چہ ظلم واین چہ رحمی است اے بی رحم مردم
کاین زمان لزتشنگی جان می دھند اطفال زلرم

یہ کونسا ظلم اور کون سا رحم ہے اے بے رحم لوگو اس وقت میرے بچے تشنگی سے جان بلب ہیں۔

روشنائی رفتہ از چشمم برون از مرگ اکبر
رحمی آخر برمن و این دیدہ ھائی اشکبارم

اکبر کی موت کی وجہ سے میری آنکھوں کا نور رخصت ہوگیا مجھ پر اور میری روتی ہوئی آنکھوں پر رحم کھاؤ۔

امام حسینؑ کی جنگ کا ایک منظر

حصہ اول میں پانچویں معصوم امام حسینؑ کی جنگ کے بارے میں عرض کر چکے ہیں اب یہاں پر حضرت کی جنگ کا ایک اور نقشہ پیش کرتے ہیں۔

امام حسینؑ یکہ وتنہا میدان میں آئے اور دشمن کو جنگ کی دعوت دی جو بھی میدان میں آتا زیادہ دیر نہیں ہوتی تھی کہ حضرت کے ہاتھ سے ہلاک ہوجاتا اس طریقے سے امام نے بہت سے دشمنوں کو قتل کیا اس کے بعد دائیں طرف کے دشمنوں پر حملہ کیا اس حالت میں کہ رجز پڑھتے تھے۔

اَلقَتلُ اَولٰی مِن رُکُوبِ العَارِ
وَالعَارُ اَولٰی مِن دُخُولِ النَّارِ
وَاللّٰہِ مِن ھٰذَا وَ ھٰذَا جَارِی

عار پر سوار ہونے سے قتل ہوجانا بہتر ہے

اور عار دنیا میں (ظاہری شکست) بہتر ہے دوزخ کی آگ میں جانے سے خدا ہر حال میں میری پناہ ہے میں اس کی عزت کی پناہ چاہتا ہوں اور اپنے آپ کو ذلت کے ساتھ تمہاری پناہ میں نہیں دونگا۔

اَنَا الحُسَینُ بنُ عَلِیّ
آلَیتُ اَن لَا اَنثَنِی
اَحمِی عِیَالَاتِ اَبِی
اَمضِی عَلٰی دِینِ النَّبِیّ

میں علی کا فرزند حسینؑ ہوں میں نے قسم کھائی ہے کہ ظالموں کے مقابلے میں سر نہیں جھکاؤں گا میں اپنے باپ کے رشتہ داروں کی حمایت کروں

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

گاپیغبر اسلام کے راستے پر چلوں گاحالانکہ امام حسینؑ بہت زیادہ مشکلات میں پڑ چکے تھے

1- سخت پیاس جو مارنے والی تھی 2- سخت گرمی 3- پھر عزیزوں اور اقرباء کی شہادت کا غم 4- سنگ دل دشمن 5- اہل بیت کا بعد میں قید ہونا 6 تنہائی اور غربت

اس کے باوجود اس قدر شجاعت کا مظاہرہ کیا کہ تمام عالم کے بہادر ان کے سامنے سر جھکائے ہوئے نظر آتے ہیں۔ بقول شاعر

سماواتیاں پردہ برداشتند
بہ نظارہ گردن برافراشتند

آسمان والوں نے پردہ اٹھادیا ہے انہوں نے دیکھنے کے لئے سراونچا کرلیا ہے

سماواتیاں محو و حیران همه
سر انگشت حیرت به دندان همه

آسمان والے سب کے سب ششدر ہیں اور سب کے سب انگشت بدندان ہیں

که یارب چه زور و چه بازو است این
مگر باقبر هم ترازوست این

یارب کیا زور ہے اور کیسا بازو ہے یہ قضاء و قدر کے ترازو کا پلڑا معلوم ہوتا ہے۔

عجب صف شکن پهلوان یلی است
به نیروی و مردی بسان علی است

یہ عجیب و غریب پہلوان ہے مردانگی میں علی کی طرح ہے

ولی حیف کاین تشنه لب بی کس است
غریب است و بی یارو بی مونس است

لیکن افسوس کہ یہ پیاسا ہے اور بے کس ہے مسافر ہے بے یارو مددگار ہے

دریغا ندارد علی اکبری
ندارد علمداری و لشکری

ہائے افسوس! علی اکبر اس کے پاس نہیں اب نہ اس کا کوئی لشکر ہے نہ علمدار

امام حسینؑ آب فرات کے قریب

امام حسینؑ نے دشمن کے ساتھ سخت جنگ کی حضرت پر پیاس بہت زیادہ غالب آئی تو ارادہ کیا کہ فرات کی طرف جائیں تو گھوڑے پر سوار ہوکر فرات کی جانب روانہ ہوئے چار ہزار دشمن پر جو کہ (آب فرات پر نگہبان تھے اور ان کا سردار عمر بن حجاج تھا) آپ نے حملہ کیا لشکر کو دونوں طرف سے پراگندہ کیا اور فرات پر پہنچ گئے امام نے اپنے گھوڑے کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا

اَنْتَ عَطْشَانٌ وَ اَنَاعَطْشَانٌ فَلَا اَشْرِبُ حَتّٰی تَشْرِبَ

تو بھی پیاسا ہے اور میں بھی پیاسا ہوں جب تک تم نہیں پیو گے اس وقت تک میں نہیں پیونگا کہ اتنے میں دشمنوں میں سے ایک شخص نے آواز دی

یَا اَبَا عَبْدِاللّٰہِ تَتَلَذَّذُ بِالْمَاءِ وَقَدْ هُتِکَتْ حَرَمُکَ

اے حسینؑ تو پانی پی کر سکون حاصل کرتاہے حالانکہ دشمن تیرے خیموں میں داخل ہو گئے ہیں اور تیرے حرم کی ہتک کررہے ہیں اور خیموں کو آگ لگادی ہے یہ سن کر حضرت کی غیرت جوش میں آگئی اور پانی کو پھینک دیا اور جلدی سے خیموں کی طرف لوٹے لیکن بعد میں پتہ چلا کہ کسی نے خیموں پر حملہ نہیں کیا تھادشمن اس بہانے کے ساتھ چاہتا تھا کہ حسینؑ کہیں پانی نہ پی لے۔

امام حسینؑ کی تین پیش نہاد

بعض نے نقل کیا ہے کہ امام حسینؑ نے عمر سعد سے چاہا کہ آپ کی تین باتیں مانی جائیں گویا کہ یہ بھی ایک قسم کا اتمام حجت تھا۔

1- مجھ سے اور میرے اہل بیتؑ سے ہاتھ اٹھالو تاکہ میں اپنے نانا کے پاس مدینہ واپس چلا جاؤں۔

2- **اِسْقِنِیْ شَرْبَةً مِنَ الْمَاءِ لَقَدْ نَشَفَتْ کَبِدِیْ مِنَ الظَّمَاءِ**

مجھے پانی کاایک گھونٹ پلادو کیونکہ شدت تشنگی کی وجہ سے میرا جگر خشک ہوچکا ہے۔

3- اگر پہلی دو باتیں قابل عمل نہیں تو میں ایک ہوں میرے مقابلہ میں ایک ایک کرکے بھیجا جائے عمر سعد نے کہا لیکن مدینے واپس لوٹنا اور پانی کا پینا تو یہ کسی صورت میں بھی ممکن نہیں ہے لیکن آپ کی تیسری بات مانی جاسکتی ہے چونکہ آپ ایک کریم مرد ہیں عمر سعد کے حکم کے مطابق دشمنوں نے چند بہادروں کو میدان میں بھیجا امام حسینؑ اکیلے ان کے ساتھ جنگ کرتے رہے لیکن سب کے سب امام کی آتشی تلوار سے ہلاک ہوگئے عمر سعد

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

نے یہ اندازہ لگالیا کہ اگر ایک ایک کرکے امام کے ساتھ جنگ کریں گے تو ایک بھی باقی نہیں رہے گا اس لئے اس نے اپنے عہد کو توڑا اور مل کر حملہ کرنے کا حکم دیا تو فوج نے ہر طرف سے حملہ کردیا اور امام پر اس قدر ہجوم ٹوٹ پڑا کہ جس طرح مکڑیاں حملہ کرتی ہیں۔ مسعودی اثبات الوصیتہ میں لکھتے ہیں کہ امام حسینؑ نے اس قدر جنگ کی کہ ایک روایت کے مطابق ایک ہزار آٹھ سو دشمن کو مارڈالا۔ ایک روایت کے مطابق زخمیوں کے علاوہ ایک ہزار نو سو پچاس دشمنوں کو قتل کیا عمر سعد نے اپنی قوم سے بلند آواز میں کہا وائے ہو تمہارے اوپر کیا تم جانتے ہو کہ کس کے ساتھ جنگ کرتے ہو یہ **انزع بطین** کا بیٹا ہے (یعنی علی) کہ جس کی پیشانی کے دونوں جانب بال نہیں تھے اور ایمان و علم نے اس کے تمام وجود کو گھیر رکھا تھااور عرب کو قتل کرنے والا تھاا ے فوج ہر طرف سے حملہ کرواس وقت چار ہزار کمان نے حضرت کو تیر کا ہدف قرار دیا حضرت امام حسینؑ نے اس قدر جنگ کی کہ شدت تشنگی کی وجہ سے پانی طلب کرتے تھے لیکن کوئی بھی جواب نہیں دیتا تھااور حضرت کے بدن پر اس قدر تیر لگے تھے کہ کہا گیا ہے

حَتّٰی صَارَ کَالْقُنْفُذِ حضرت کا جسم تیروں کی وجہ سے گھرکٹ کی طرح ہوگیا تھا اس کے بعد شمر ایک جماعت کے ساتھ آیا اور خیام پر حملے کے لئے آگے بڑھاتو امام نے آواز دی

وَیْلَکُمْ یَا شِیْعَۃَ آلِ اَبِی سُفْیَانَ اِنْ لَمْ یَکُنْ دِیْنٌ وَ کُنْتُمْ

لَا تَخَافُوْنَ یَوْمَ الْمَعَادِ فَکُوْنُوْ اَحْرَارًافِی دُنْیَاکُمْ

وائے ہو تم پر اے ابوسفیان کے پیروکارو اگر تم دین نہیں رکھتے ہو اور قیامت کے حساب سے نہیں ڈرتے ہو تو کم از کم اپنی دنیا کو تو انسانوں والی دنیا قرار دوشمر نے بلند آواز میں کہا اے فرزند فاطمہ کیا کہتے ہو؟امام نے فرمایا میں کہتاہوں کہ میں تمہارے ساتھ جنگ کرتا ہوں اور تم میرے ساتھ جنگ کرو عورتوں کی کوئی تقصیر نہیں ہے اپنے گمراہوں اور تجاوز کرنے والوں کو روکے رکھو جب تک میں زندہ ہوں میرے حرم کے درپے نہ ہوں شمر نے بلند آواز سے کہا اے فاطمہ کے فرزند ہم حرم پر حملہ آور نہیں ہوں گے اس وقت شمر نے اپنی فوج سے کہا کہ سب کے سب حسینؑ کی طرف متوجہ ہوجاؤ اور پہلے اس کا کام تمام کرو دشمن کی فوج نے امام پر حملہ کیا اور حضرت نے اس قدر جنگ کی یہاں تک کہ حضرت کا بدن زخموں سے بھرگیا آخر ایک ظالم نے جس کا نام(صالح بن وہب) تھاوہ آگے آیا اور اس قدر حضرت کے ران پر ضربت لگائی کہ حضرت گھوڑے کی پشت سے زمین پر گرے اور دایاں رخسار زمین پہ آلگا اس کے بعد اسی حالت میں اٹھے اور پیادہ جنگ کو جاری رکھا۔

حضرت زینبؑ قتل گاہ کے قریب

حضرت امام حسینؑ کی زندگی کے آخری لحات میں جناب زینب خیمے سے باہر نکلیں اور فریاد کرتی تھیں **وَامُحَمَّدَاہُ وَابَتَاہُ وَاعَلِیَّاہُ وَا جَعْفَراہُ** اس کے بعد فرمایا

لَیْتَ السَّمَاءَ اَطْبَقَتْ عَلَی الْاَرْضِ وَ لَیْتَ الْجِبَالَ تَدَکْدَکَتْ عَلَی السَّھْلِ

کاش آسمان و زمین ویران ہوجاتے اے کاش پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہوجاتے اور بیابان میں گرجاتے اس کے بعد امام حسینؑ کے قریب گئیں جبکہ اس وقت عمر سعد بھی ایک جماعت کے ساتھ آگیا اور امام جان کنی کی حالت میں تھے جناب زینب نے آواز دی اے عمر اباعبداللہ قتل ہو رہے ہیں اور تو دیکھ رہاہے جناب زینب کا یہ کلام اس قدر دل سوز تھاکہ عمر سعد نے اس قدر گریہ کیا کہ اس کے آنسوؤں سے داڑھی تر ہوگئی لیکن اس کے باوجود

وَ صَرَفَ وَجْھَہٗ عَنْھَا وَلَمْ یُجِبْھَا بِشَیْءٍ

عمر سعد نے منہ پھیرلیا اور کوئی جواب نہ دیا اور خاموش ہوگیا جناب زینب نے آواز دی

وَیْلَکُمْ اَمَا فِیْکُمْ مُسْلِمٌ

کیا تمہارے درمیان ایک مسلمان بھی نہیں ہے پھر بھی کسی نے جناب زینب کو جواب نہ دیا

ندانم ای شه خوبان چه بود تقصیرت
که آن به تیر زندو آن یکی به شمشیرت

اے خوبصورتوں کے بادشاہ مجھے نہیں معلوم کہ تیری کیاخطا تھی کہ کوئی تم پر تیر برساتاہے اور کوئی تلوار کا وار کرتاہے

مشبک است چرا سینه ات زنوک خدنگ
شوم فدای تو وسینه پراز تیرت

تیرا سینہ تیر کی نوک کے وار سے کیوں زخمی ہے میں تجھ پر قربان اور تیرے تیروں سے چھلنی سینے پر۔

کسی کمان نکشید وبه قتل صید حرم
چه شد که تیر زنندی بسان نخجیرت

کسی نے کمان نہ سنبھالی اور شکار حرم کے قتل پر یہ کیا ہوگیا کہ تجھ جیسے شکار پر سب تیر چلا رہے ہیں

سرت شگافته پهلو دریده تن مجروح
هنوز تاچه مقدر بود زتقدیرت

تیرا سر پھٹاہواہے پہلو شکستہ ہے جسم زخمی ہے ابھی تیری تقدیر کو کیا کچھ دکھاتا ہے

قدت خمیده و آهت علم کشیده مگر
نموده ماتم عباس نوجوان پیرت

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

تیرا قد جھکا ہوا ہے اور تیری آہ کا الم بلند ہے کیا تو عباسؑ نوجوان کے غم کو ظاہر کررہا ہے امام حسینؑ زمین سے اٹھے اور بیشہ شجاعت کے شیر کی طرح دشمن پر حملہ کیا اور فرمایا کیا تم نے میرے قتل پر اتفاق کیا ہے خدا کی قسم میرے بعد خدا کے بندوں میں سے کسی کو قتل نہیں کروگے خدا میرے قتل کرنے کی وجہ سے تجھ پر غضب کرتا ہے خدا کی قسم جس وقت مجھ کو قتل کروگے تو خدا تمہارے درمیان پھوٹ ڈالے گا اور ایک دوسرے کی خونریزی کروگے اور آخر عذاب الٰہی میں مبتلا ہوجاؤگے اس قدر دشمن کے ساتھ جنگ کی یہاں تک کہ بہتر(72) زخم بدن پر آئے۔

تیر سہ شعبہ اور پتھر کا لگنا

امام خیام کے قریب آئے تاکہ تھوڑی دیر آرام کریں تو اچانک ایک پتھر دشمن کی طرف سے آیا اور حضرت کی پیشانی پر لگا جس کی وجہ سے پیشانی سے خون جاری ہوگیا اور امام نے دامن کو اٹھایا تاکہ پیشانی کے خون کو صاف کریں تو اس وقت ایک تیر سہ شعبہ زہر آلود آیا جوکہ حضرت کے سینے پر لگا تو امام نے فرمایا

بسم اللّٰہ و باللّٰہ و علی ملۃ رسول اللّٰہ

خدا کے نام کے ساتھ اور خدا کی مدد سے اور رسول خدا کے دین پر اس کے بعد سر کو آسمان کی طرف بلند کیا اور عرض کیا خدایا تو جانتا ہے کہ یہ ایسے مرد کو قتل کرتے ہیں کہ روئے زمین پر فرزند رسولؐ اس کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے اس وقت اس تیر کو پشت سے نکالا اور پرنالے کی طرح خون جاری ہوگیا۔

امام حسینؑ کی شہادت

اس وقت حضرت کے بدن پر ضعف غالب آگیا دشمن کی فوج نے جنگ سے ہاتھ اٹھالیا اس واقعہ کے بعد ایک طویل مدت گزری کسی نے جرات نہ کی کہ حضرت پر آخری ضرب لگائے (اور قاتل کے عنوان سے خدا سے ملاقات کرے) شمر نے اپنے ساتھیوں سے کہا

وَیحَکُم مَا تَنظُرُونَ بِالرَّجُلِ اقتُلُوہُ ثَکِلَتکُم اُمَّھَاتُکُم

وائے ہو تم پر کیوں اس مرد کو مہلت دیتے ہو تمہاری ماں تمہارے غم میں بیٹھے اس کو قتل کردو۔ اس وقت بے رحم دشمنوں نے ہر طرف سے امام مظلوم پر حملہ کیا ایک نے بائیں شانے پر ضربت لگائی دوسرے نے کاندھے پر ضربت لگائی سنان بن انس آگے بڑھا اور ایسی ضربت حضرت کے گلوئے مبارک پر لگائی کہ جس نے سینے کی ہڈیوں کو توڑ ڈالا۔ اور حضرت زمین پر گر پڑے تھوڑی دیر کے بعد امام اٹھے اور تیر کو اپنے گلوئے مبارک سے نکالا سر

اور داڑھی بدن کے خون سے رنگین ہوچکے تھے اور فرمایا

ھٰکَذَا اَلقَی اللّٰہَ مُخضَبًا بِدَمِی مَغصُوبًا عَلَیَّ حَقِّی

میرے ہی خون کے ساتھ مجھے رنگین کیا گیا اور میرا حق غصب کیا گیا اسی حالت میں میں خدا سے ملاقات کروں گا ھلال بن نافع (دشمن کا سپاہی تھا) کہتا ہے کہ میں نے قتل گاہ کی طرف دیکھا کہ امام حسینؑ اپنے آپ کو سمیٹتے تھے اور جان دے رہے تھے اور چہرے کی نورانیت اور قد کی خوبصورتی نے مجھے فکر میں ڈال دیا اور اسی وجہ سے امام کو قتل نہ کرسکا اور میں نے کسی خون آلود کو کبھی بھی اس طرح نہیں دیکھا کہ جس طرح میں نے امام حسین کو دیکھا اس وقت امام نے فرمایا تھوڑا پانی مجھے پلادو ایک ظالم نے کہا پانی نہیں پی سکوگے یہاں تک کہ دوزخ کا جوش مارتا ہوا پانی پیوگے حضرت نے فرمایا کیا میں جہنم کا گرم پانی پیوں گا۔ ہرگز نہیں بلکہ میں اپنے نانا کے پاس جاؤں گا اور ان کے پاس سے بہشت کا پانی پیوں گا اور تمہارے ظلم کی شکایت کروں گا امام کے خطاب نے ان سنگ دلوں کے دل پر اثر نہ کیا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ذرہ بھی ان کے دلوں میں رحم نہیں تھا۔ عمر سعد نے ایک شخص کو جو دائیں جانب بیٹھا ہوا تھا اس کو حکم دیا کہ جاکر امام حسینؑ کا کام تمام کردو ایک روایت کے مطابق سنان بن انس نے خولی سے کہا کہ جاؤ حسینؑ کے سر کو بدن سے جدا کردو۔ خولی اس قصد سے امام حسینؑ کی طرف آیا لیکن لرزہ براندام ہوگیا ایک روایت کے مطابق شمر نے حضرت کے سر کو بدن سے جدا کیا اور کہتا تھا باوجود اس کے کہ میں جانتا ہوں کہ تو آقا اور فرزند رسولؐ خدا اور ماں باپ کے اعتبار سے بہترین انسان ہے اس کے باوجود میں سر کو جدا کرتا ہوں۔ شاعر کہتا ہے۔

فَاَیُّ رَزِیَّۃٍ عَدَلَت حُسَینًا
غَدَاۃَ تَبِیرُہُ کَفَّا سِنَانٍ

اس کے بعد سر بریدہ کو خولی کے حوالے کیا تاکہ اس کو عمر سعد کے پاس لے جائے

ایک روایت میں ہے کہ امام حسینؑ کی شہادت کے موقع پر عمر سعد نے آواز دی کہ حسینؑ کی طرف چلے جاؤ اور اس کا کام تمام کردو۔ شمر حضرت کی طرف آیا اور انتہائی گستاخی کے ساتھ حضرت کے سینہ پر بیٹھا اور حضرت کی داڑھی کو اپنے ہاتھ میں لیا اور اپنی تلوار سے بارہ ضربوں کے ساتھ حضرت کے سر کو بدن سے جدا کیا۔

خواہر بروکہ کار حسینیت تمام شد
خواہر بروکہ صبح امید تو شام شد

بہن جاؤ تمہارے بھائی حسینؑ کا کام تمام ہوچکا بہن جاؤ کہ تمہاری صبح امید کی شام ہوچکی۔

خواہر بروکہ طایر روحم زسر شدہ
بس نوک نیزہ برجگرم کارگر شدہ

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

خواهر برو که مدار دگر انتظار من
خواهر برو که نوک سنان ساختکارمن

بہن جاؤ کہ میری روح کا طائر پرواز کرگیا نیزے کی نوک میرے جگر پر کارگر ہوچکی۔

خواهر برو که دیده ام از خون دل تر است
چشم به زیر تیغ سوی نعش اکبر است

بہن جاؤ میری آنکھ دل کے خون سے تر ہے میری نگاہ تلوار کے نیچے بھی اکبر کی لاش کی طرف ہے

خواهر برو که زندگی من حرام شد
دیگر به خیمه آمدن من تمام شد

بہن چلی جاؤ کہ میری زندگی ختم ہوگئی ہے اور میرا دوبارہ خیام میں آنا ختم ہوگیا ہے۔

رو در حرم که ننگری اے بے قرینه ام
کز ضرب چکمه شمر شکسته است سینه ام

بہن چلی جاؤ خیمہ میں کہ میری حالت تم سے دیکھی نہ جائے گی۔ شمر کی ضربوں سے میرے سینے کی ہڈیاں ٹوٹ چکی ہے۔

بر گرد تانظر نه کنی زیر دشنه ام
بر گرد تاکه ننگری این گونه تشنه ام

بہن چلی جاؤ کہ تم مجھے خنجر کے نیچے نہ دیکھو واپس چلی جاؤ کہ تم مجھے اتنا پیاسا نہ دیکھو

امام حسینؑ کی گفتگو شمر کے ساتھ

حضرت امام حسینؑ شہادت کے آخری لمحات میں شمر کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا

اِذَا كَانَ لَابُدَّ مِنْ قَتْلِيْ فَاسْقِنِيْ شَرْبَةً مِنَ الْمَاءِ

اگر مجھے قتل ہی کرنا ہے تو مجھے تھوڑا سا پانی پلادو شمر نے کہا اے ابو تراب کے بیٹے کیا تم گمان نہیں کرتے کہ تمہارا والد ساقی کوثر ہے اور اس سے اپنے دوستوں کو سیراب کرتا ہے تھوڑی دیر صبر کرلو تاکہ اس کے ہاتھ سے سیراب ہونا۔ ایک دوسری روایت میں آیا ہے کہ کہا **وَاللّٰهِ لَا ذُقْتَ قَطْرَةً وَاحِدَةً مِنَ الْمَاءِ حَتّٰى تَذُوْقَ الْمَوْتَ غُصَّةً بَعْدَ غُصَّةٍ**

خدا کی قسم ایک قطرہ پانی کا نہیں پیوگے یہاں تک موت کا ایک ایک گھونٹ سختی کے ساتھ چکھو گے۔

امام حسینؑ کی نماز اور مناجات

عاشورا کے دن جس وقت ظہر کا وقت ہوا تو ابو ثمامہ صیداوی نے کہ جو امام حسینؑ کے انصار میں سے تھا سورج کی طرف دیکھا تو معلوم ہوا کہ ظہر کاوقت ہوچکا ہے تو مولا سے عرض کیا کہ نماز کا وقت ہوگیا ہے اور آپ پر قربان ہونے سے پہلے دل چاہتاہے آپ کے ساتھ نماز پڑھ لوں امام حسینؑ نے آسمان کی طرف دیکھا اور اس سے فرمایا کہ خدا تمہیں نماز گزاروں میں سے قرار دے کہ نماز کو یاد کیا

ذَكَرْتَ الصَّلٰوةَ جَعَلَكَ اللّٰهُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ الذَّاكِرِيْنَ

ہاں نماز کا وقت ہوچکا ہے تم دشمن سے تھوڑی سی مہلت مانگو تاکہ ہم نماز پڑھ لیں جب دشمن سے مہلت مانگی گئی تو حصین بن نمیر نے کہا تمہاری نماز قبول نہیں ہوگی حبیب بن مظاہر نے جواب دیا اے شراب میں مست رہنے والو کیا تمہاری نماز قبول ہوگی اور فرزند پیغمبرؐ کی نماز قبول نہیں ہوگی امام حسینؑ نے اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ ظہر کی نماز کو نماز خوف کے عنوان سے انجام دیا زہیر بن قین اور سعید بن عبداللہ حضرت کے سامنے کھڑے ہوکر سپر بنے لیکن اس قدر تیر سعید کے بدن پر لگے کہ جس سے زمین پر گر گئے سعید نے نماز کے بعد امام سے عرض کیا کیامیں نے اپنی ذمہ داری پوری کردی امام نے فرمایا۔

نَعَمْ اَنْتَ اَمَامِيْ فِي الْجَنَّةِ

ہاں تم مجھ سے پہلے بہشت میں ہو سعید شہید ہوگئے اور اس وقت بھی بدن پر تیرہ تیر پیوست تھے۔

الحق نماز آن به در بی نیاز کرد
از خون وضو گرفت و به مقتل نماز کرد

سچ تو یہ ہے کہ بارگاہ بے نیاز میں نماز اس طرح اس نے پڑھی ہے جس نے اپنے خون سے وضو کیا ہے اور مقتل میں نماز ادا کی ہے

یک سجده کرد و داد سر اندر رضای دوست
اهل نماز را در دو جهان سر فراز کرد

ایک سجدہ کیا اور سر خدا کی رضا کے راستے میں دے دیا اور نمازیوں کو دو جہانوں میں سربلند کردیا

عشق از شه شهید بیاموز کانچه داشت
از جان و دل به درگه جانان نثار کرد

عشق خدا کا درس شاہ شہیداں سے لو اس لئے کہ اس کے پاس جو کچھ تھا اس نے بڑی خوشی سے راہ خدا میں

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

لٹادیا

ساقی ہر آنچہ جام بلا دادیش بدست
دست از برائے ساغر دیگر دراز کرد

ساقی نے جو بھی شراب مصیبت کا جام اس کے ہاتھ میں دیا اس کے بعد اس نے دوسرے جام کے لئے ہاتھ بڑھا دیا

گہ بر تنور و گہ بہ سنان شد سرش عجب
در راہ دوست طی نشیب و فراز کرد

کبھی اس کا سر نوک سناں پر چڑھایا گیا کبھی تنور میں رکھا گیا راہ خدا میں اس نے عجیب غریب انداز میں نشیب و فراز طے کئے

ہر نماز کے لئے تعقیبات ہیں اور اس نماز کی تعقیبات اس وقت یہ تھیں کہ امام حسینؑ خون میں غوطہ در ہوکر گھوڑے کی پشت سے زمین پر آئے اور خدا کے ساتھ مناجات کی ان میں سے ایک یہ تھی

صَبْراً عَلیٰ قَضَائِکَ یَارَبِّ لَا اِلٰہَ سِوَاکَ یَاغِیَاثَ الْمُسْتَغِیْثِیْنَ مَالِی رَبٌّ سِوَاکَ وَلَا مَعْبُوْدَ غَیْرُکَ صَبْرا عَلیٰ حُکْمِکَ یَاغِیَاثَ مَنْ لَا غِیَاثَ لَہٗ یَادَائِمًا لَا نَفَادَلَہٗ یَامُحْیِیَ الْمَوْتیٰ یَاقَائِمًا عَلیٰ کُلِّ نَفْسٍ بِمَا کَسَبَتْ اُحْکُمْ بَیْنِی وَ بَیْنَھُمْ وَاَنْتَ خَیْرُ الْحَاکِمِیْنَ

تیری قضا کے سامنے صبر کرتا ہوں اے میرے پروردگار تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے اے پناہ حاصل کرنے والوں کو پناہ دینے والا اے وہ خدا کہ تو ہمیشہ ہے ختم ہونے والا نہیں ہے اے مردوں کو زندہ کرنے والا اے وہ ذات کہ جو ہر کسی پر عمل کی بنیاد پر حکومت کرتا ہے میرے اور دشمن کے درمیان فیصلہ فرما تو بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔

تَرَکْتَ الْخَلْقَ طُرًّا فِیْ ھَوَاکَ
وَاَیْتَمْتَ الْعِیَالَ لِکَیْ اَرَاکَ
وَلَوْ قَطَّعْتَنِیْ فِی الْحُبِّ اِرْبًا
لَمَا حَنَّ الْفُؤَادُ اِلیٰ سِوَاکَ

تمام مخلوق کو تیرے عشق کے راستے میں ترک کردیا اور اپنے بچوں کے یتیم ہونے پر راضی ہوا تاکہ تجھ کو دیکھ لوں اگر تیرے عشق میں ٹکڑے ٹکڑے کیا جاؤں تو تیرے علاوہ کسی اور کی طرف میرا دل مائل نہیں ہوگا۔

آنکس کہ تو راشناخت جان راچہ کند
فرزند و عیال و خانمان راچہ کند

جس نے تیری معرفت حاصل کرلی اسے زندگی کی کیا ضرورت اسے بال بچوں اور گھر سے کیا تعلق

دیوانہ کني ہر دو جہانش بخشي
دیوانہ تو ہر دو جہان راچہ کند

تو اسے دو جہان عطا کرکے دیوانہ بناتا ہے تیرے دیوانے کو دو جہاں کی کیا ضرورت

الہی در رہت از جان گذشتم
ہم از جان وہم از جانان گذشتم

پروردگار تیری محبت میں میں نے جان دے دی جان سے بھی گزر گیا جاناں سے بھی گزر گیا

ہم از عون وہم از جعفر گذشتم
ہم از عباس نام آور گذشتم

جعفر اور عون بھی تیری راہ میں قربان کردئے عباس نامور کو بھی تیری بارگاہ میں پیش کردیا

ہم از اصغر ہم از اکبر گذشتم
ہم از قاسم ہم از احمد گذشتم

اکبر اصغر کو بھی قربان کردیا قاسم اور احمد کو بھی قربان کردیا

رضا گشتم کہ زینب زار گردد
اسیر کوچہ وبازار گردد

میں اس پر بھی رضا مند ہوگیا کہ زینب غم زدہ ہوجائے کوچہ و بازار میں قیدیوں کی طرح پھرائی جائے

زکینہ پیکرم پامال گردد
زعشقت سر زنی بر دارگردد

دشمنی اور بغض کے نتیجے میں میرا جسم پامال سم اسپاں ہوا اور تیری محبت کی وجہ سے میرا سر نوک نیزہ پر بلند ہوا۔

وَاَیْتَمْتَ الْعِیَالَ لِکَیْ اَرَاکَ

میں نے اپنے بچوں کی یتیمی برداشت کرلی تیرے دیدار کی خواہش کے لئے

عشق داور

شنیدستم کہ در روز ازل آں خالق یکتا
بگفتا!کازمی وصلم لبالب ساغری دارم

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

میں نے سنا ہے کہ روز ازل خالق یگانہ و یکتا نے کہا کہ میں اپنے وصل کی شراب کا لبریز ساغر لئے ہوں

که می نوشد می وصلم که می پوید ره عشقم
که می گوید که من درسر عشق داوری دارم

کون میری ملاقات کی شراب پیتا ہے اور کون میری محبت کے راستے پر چلتا ہے کون یہ کہتا ہے کہ میں اپنے سر میں خدا کی محبت کا سودا رکھتاہوں

تمام انبیاءؑ زان می به قدر حوصله خوردند
حسینؑ بن علی گفتا درایں سودا سری دارم

تمام انبیاء نے اس شراب میں سے بقدر حوصلہ کچھ چکھا حسینؑ بن علی نے کہا کہ اس شراب وصل خدا کے لئے میرا سر حاضر ہے

ندا آمد دو دست بی گنه از تن جدا خواهم
بگفتا! حضرت عباس میر لشکری دارم

آواز آئی کہ جسم سے دونوں ہاتھوں کو جدا دیکھنا چاہتاہوں حسینؑ نے کہا کہ میری فوج کا علم بردار عباس موجود ہے

ندا آمد جوانی بایدت سرپاره از خنجر
بگفتا هیجده ساله علی آکبری دارم

آواز آئی کہ ایک بچے کو تیر کا نشانہ بنتے ہوئے دیکھنا چاہتاہوں حسینؑ نے کہا کہ اصغر شیر خوار اس مقصد کے لئے حاضر ہے

ندا آمد که طفلی را نشان تیر می خواہم
بگفتا! بارالها شیرخواره اصغری دارم

آواز آئی کہ ایک بچے کو تیر کا نشانہ بنتے ہوئے دیکھنا چاہتا ہوں حسین نے کہا کہ بارالہا اصغر شیرخوار اس مقصد کے لیے حاضر ہے۔

ندا آمد که زلفی رابه خون آغشته می خواهم
بگفتا بار الها زینب غم خواره ای دارم

آواز آئی کہ خون سے رنگین بالوں کو دیکھنا چاہتا ہوں حسینؑ نے کہا زینب غم خوار موجود ہے۔

ندا آمد که مبطخ راگلستان می کنی یانه

بگفتا بار الهابهر آں مبطخ سری دارم

آواز آئی کہ تنور کو گلزار بناؤ گے یا نہیں حسینؑ نے کہا کہ اس تنور کے لیے میرا سر حاضر ہے

ند آمد زسیلی عارض گلنار می خواهم
بگفتا بار الها یک سه ساله دختری دارم

آواز آئی کہ تمانچے کی ضرب سے رخسار سرخ دیکھنا چاہتاہوں حسینؑ نے کہا کہ اس کے لیے میری تین سال کی دختر سکینہ ہے۔

امام حسینؑ کی مصیبت کے جاں سوز واقعات بہت زیادہ ہیں ہم یہاں چند واقعات پر اکتفا کرتے ہیں امام حسینؑ جب اس مرحلہ پر پہنچے کہ اب جنگ نہ کرسکتے تھے تو ایک اونچی جگہ پر کھڑے ہوگئے جو بھی دشمن آتا مولا اس کو واصل جنہم کرتے اس وقت ایک مرد کندی سامنے آیا کہ جس کا نام مالک بن یسر تھا پہلے حضرت کے ساتھ گستاخ ہوا اس کے بعد اپنی تلوار کے ساتھ حضرت کے سر پر وار کیا۔ اس وار نے حضرت کے عمامہ کو چیرا اور تلوار سر تک پہنچی امام نے ایک کپڑے کے ساتھ سر کے زخم کو باندھا اور ایک عمامہ طلب کیا اور سر پر رکھا۔امام حسینؑ کی شہادت کے بعد عمر سعد نے اپنی فوج میں اعلان کیا۔

مَنْ يَنْتَدِبُ لِلْحُسَيْنِ فَيُوَاطِئُ الْخَيْلَ ظَهْرَهُ وَصَدْرَهُ

کون ہے کہ جو حسینؑ کے لئے اپنے آپ کو تیار کرے اور حضرت کی پشت اور سینے کو اپنے گھوڑے کے ساتھ پائمال کرے تو دس آدمی اس کام کے لئے تیار ہوگئے (کہ ان دس قاتلوں کانام مقاتل میں ذکر ہوچکا ہے)ان دس آدمیوں نے گھوڑوں پر سوار ہوکر امام حسینؑ کے بدن پر حملہ کیا اس طریقے سے کہ حضرت کے سینے کی ہڈیاں اور پشت کی ہڈیاں ٹوٹ گئی تھیں اور دربار ابن ضیاد میں انہوں نے فخر سے کہا۔

نَحْنُ رَضَضْنَا الصَّدْرَ بَعْدَ الظَّهْرِ
بِكُلِّ يَعْبُوبٍ شَدِيدِ الْأَسْرِ

ہم ہی ہیں کہ جو اپنے تیز گھوڑوں پر سوار ہوئے اور حسینؑ کے سینہ اور پشت کو پائمال کیا ابن زیاد نے کہا کہ تم کون ہو انہوں نے کہا ہم اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے اور حسینؑ کی پشت پر گھوڑے دوڑائے **حَتّٰی طَحَنَّا حَنَاجِرَ صَدْرِہٖ** یہاں تک کہ چکی کی طرح سینے کی ہڈیوں کو پیس دیا ابن زیاد نے حکم دیا کہ انہیں کچھ انعام دے دیا جائے ابوعمر زاہد نے کہا کہ ہم نے ان دس آدمیوں کی تحقیقات کی تو پتہ چلا کہ سب زنا زادے تھے مختار نے ان کو لٹا کر ان کے ہاتھوں اور پاؤں میں میخیں گھاڑیں اور ان پر گھوڑے دوڑا دیے اور سب واصل جنہم ہوگئے۔

-3 جس وقت امام حسینؑ نے عاشورا کے دن اپنے آپ کو فرات تک پہنچایا اور چاہا کہ پانی پیئں تو حصین بن

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

نمیر نے ایک تیر حضرت کو مارا تیر امام حسینؑ کے حلق مبارک کو لگا آنحضرت نے تیر کو نکالا اور ہاتھ کو خون کے نیچے رکھا اور خون کو آسمان کی طرف پھینکا اور حصین سے کہا خدا تجھ کو سیراب نہ کرے اس کے بعد دشمن نے ایک مکر کیا کہ جس کی وجہ سے امام حسینؑ جلدی سے خیموں کی طرف واپس آگئے (چنانچہ پہلے ذکر ہوچکا ہے) اس وقت اہل حرم اور بچے کہ جو پیاسے تھے اس خیال سے کہ امام پانی لائیں ہیں امام حسینؑ کی طرف دوڑے تو کیا دیکھا کہ حضرت کا چہرہ سینہ اور ہاتھ خون آلود ہیں اور سب رونے لگ گئے اور اپنے ہاتھوں کو چہرے پر مارتے تھے امام حسینؑ کے فرات کی طرف جاتے ہوئے ایک بچے نے عرض کیا تھا کہ باباجان میں پیاسا ہوں امام نے اس سے فرمایا صبر کرو تمہارے لئے پانی لینے کے لیے جاتا ہوں جب امام واپس لوٹے تو وہ بچہ امام کے پاس آیا اور کہا بابا پانی لے آئے ہو امام روئے اور یہ شعر پڑھا

شِیْعَتِی مَھْمَا شَرِبْتُمْ مَاءَ عَذْبٍ فَاذْکُرُونِی

اس کے بعد ایک کپڑا مانگا اور گلوئے مبارک کے زخم پر رکھا پھر دوبارہ اہل بیتؑ کے ساتھ وداع کیا اور قوم اشقیاء کی طرف گئے اور حضرت نے بڑی کوشش کی کہ کسی طرح سے فرات تک پہنچیں لیکن حضرت کے راستے کو روکا گیا امام باقرؑ فرماتے ہیں کہ امام حسینؑ کو اس طریقے سے شہید کیا گیا کہ حضرت رسول خدا نے درندہ حیوانوں کو بھی اس طرح سے ذبح کرنے سے روکا ہے

لَقَدْ قُتِلَ بِالسَّیْفِ وَالسِّنَانِ وَ بِالْحِجَارَةِ وَ بِالْخَشَبِ وَ بِالْعَصَاءِ

حضرت امام حسینؑ کو تلواروں سے نیزوں سے اور پتھروں سے شہید کیا گیا۔

وَلَقَدْ اَوْطَؤُهُ الْخَیْلَ بَعْدَ ذَالِکَ

شہید کرنے کے بعد اپنے گھوڑوں پر سوار ہوکر حضرت کے بدن کو گھوڑوں کے سموں سے پامال کیا گیا۔

ذوالجناح کی مصیبت کا بیان

امام حسینؑ جس گھوڑے کی پشت سے زمین پر گرے حضرت کے اس گھوڑے کا نام ذوالجناح تھا جو حضرت کے اطراف میں چکر لگاتا اور حضرت کا دفاع کرتا اور آواز نکالتا تھا عمر سعد نے آواز دی کہ اس گھوڑے کو پکڑ کر میرے پاس لاؤ ایک دستہ فوج نے گھیرا ڈالا تاکہ اس کو پکڑلیں لیکن ذوالجناح اپنے پاؤں کے ساتھ اپنا دفاع کرتا تھا اور اس کو پکڑنے کے دوران چالیس آدمی مرگئے عمر سعد نے آوازدی کہ اس کو چھوڑدو تاکہ ہم دیکھیں کہ یہ کیا کرتا ہے جس وقت گھوڑے نے امن کا احساس کیا تو حضرت امام حسینؑ کے پارہ پارہ بدن کے پاس آیا اور اپنے سر کے بالوں کو امام حسینؑ کے خون سے رنگین کیا اور امام حسینؑ کے بدن کو سونگھتا تھا اور بلند آواز نکالتا تھا امام باقرؑ نے

فرمایا کہ وہ اپنی آواز میں کہتا تھا۔

اَلظَّلِیمَةُ اَلظَّلِیمَةُ مِنْ اُمَّةٍ قَتَلَتْ اِبْنَ بِنْتِ نَبِیِّھَا

ہائے افسوس اس امت کے ظلم پر کہ جنھوں نے فرزند رسول خدا کو شہید کیا اس وقت اس نے خیموں کی طرف رخ کیا حالانکہ وہ اس طریقے ہنکناتا تھا کہ اس کی آواز نے تمام بیابان کی فضا کو بھر دیا تھا

وَقَدْ مَلَاءُ الْبَیْدَاءُ صَھِیْلاً

(حضرت زینب نے ذوالجناح کی آوز کو سنا تو اپنی بہن ام کلثوم کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا یہ میرے بھائی حسینؑ کا گھوڑا ہے کہ جو خیموں کی طرف آرہاہے ہو سکتا ہے کہ اس کے ساتھ پانی ہو ام کلثوم پریشان حالت میں خیمے سے باہر نکلیں اچانک گھوڑے کو دیکھا کہ گھوڑا آرہا ہے لیکن اس کا صاحب نہیں آیا ہے ہاتھ کو سر پر مارا اور اپنی چادر کو پارہ کیا اور فریاد بلند کی۔

قُتِلَ وَاللّٰہِ الْحُسَیْنُ

خدا کی قسم حسینؑ شہید ہوچکے - امام زمانہؑ زیارت ناحیہ مقدسہ میں (امام حسینؑ سے خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں)

وَاَسْرَعَ فَرَسُکَ شَارِدًا اِلٰی خِیَامِکَ قَاصِدًا مُھَمْھِمًا بَاکِیًا فَلَمَّا رَأَیْنَ النِّسَاءُ جَوَادَکَ مَخْزِیًّا وَنَظَرْنَ سَرْجَکَ عَلَیْهِ مَلْوِیًّا بَرَزْنَ مِنَ الْخُدُوْرِ نَاشِرَاتِ الشُّعُوْرِ لَاطِمَاتِ الْخُدُوْدِ سَافِرَاتِ الْوُجُوْهِ وَبِالْعَوِیْلِ دَاعِیَاتٌ وَبَعْدَ الْعِزِّ مُذَلَّلَاتٌ وَاِلٰی مَصْرَعِکَ مُبَادِرَاتٌ وَالشِّمْرُ جَالِسٌ عَلٰی صَدْرِکَ مُوْلِغٌ سَیْفَهُ عَلٰی نَحْرِکَ

اے جد بزرگوار میں اس منظر کو کس طرح نہ یاد کروں کہ جس وقت اہل حرم نے تمہارے گھوڑے کو گردن جھکائے ہوئے درخیام پہ دیکھا۔ جب زین اس کی ایک طرف جھکی ہوئی تھی تو سب بیبیاں خیموں سے باہر آئیں۔ بیساختہ اپنے چہرے اور سر پیٹنے لگیں سروں کے بال کھلے ہوئے تھے ان کے رونے کی صدائیں بلند ہوئیں اور جب دیکھا کہ اب ہمارا کوئی نہیں رہا۔ تو مقتل کی طرف دوڑیں آگے کیا دیکھا کہ شمر ملعون آپ کے سینہ اقدس پر سوار ہے اور اس کے ہاتھ میں تلوار ہے آپؑ کی گردن پر وار کر رہا ہے یہاں تک کہ سر کو تن سے جدا کر دیا۔

جناب سکینہ اور ذوالجناح

ایک دوسری روایت میں ہے کہ جب ذوالجناح کی آواز اہل خیام تک پہنچی تو جناب زینب نے سکینہ سے کہا

Presented By: https://jafrilibrary.com

Presented By: https://jafrilibrary.com

سکینہ تمہارا بابا پانی لے کر آیا ہے اس کی طرف جاؤ اور پانی پی لو سکینہ خیمے سے باہر نکلیں جب سکینہ نے ذوالجناح کا یہ منظر دیکھا تو گریہ و بکاء بلند کیا اور آواز دی۔

وَامُحَمَّدَاهُ وَاغَرِيبَاهُ وَاحُسَيْنَاهُ وَاجَدَّاهُ وَافَاطِمَتَاهُ

اے میرے باپ کے گھوڑے کیا ہوا شافعی قیامت کو کہاں چھوڑا ہے رسول خدا کی آنکھوں کی روشنی کہاں ہے اور چند اشعار گھوڑے سے مخاطب کرتے ہوئے پڑھے من جملہ ان اشعار میں سے ایک یہ ہے

أَمَيْمُونُ أَشْقَيْتَ الْعِدَى مِنْ وَلِيِّنَا
وَأَلْقَيْتَهُ بَيْنَ الْأَعَادِي مُجَدَّلًا
أَمَيْمُونُ إِرْجِعْ لَا تُطِيلُ خِطَابَنَا
فَإِنْ عُدْتَ تَرْجُو عِنْدَنَا وَتُؤَمِّلَاهُ

اے میرے بابا کے بابرکت گھوڑے تو میرے بابا کو دشمنوں کے نرغہ میں خاک اور خون میں غلطاں چھوڑ آیا ہے۔
اے گھوڑا واپس ہو جاؤ اور میرے بابا کو جلدی لے آؤ اگر تو میرے بابا کو یہاں لے آیا تو تیری آمد اور زیادہ قابل احترام ہوجائے گے۔

کتاب مصائب المعصومین میں منقول ہے کہ جس وقت ذوالجناح خیموں کی طرف آیا تو اھل حرم نالہ اور فریاد کرتے ہوئے اور ہاتھ اپنے منہ پر مارتے ہوئے خیموں سے باہر آئے اور تمام مستورات باری باری گھوڑے کے ساتھ باتیں کرتی تھیں اور کہتی تھیں اے گھوڑا تو حسینؑ کو کیوں لے گیا اور واپس کیوں نہیں لایا اور کوئی کہتی تھی کہ امام کو دشمنوں کے درمیان کیوں چھوڑ آیا ہے جناب زینب نے فرمایا ہائے تیرے خون آلود چہرے کو دیکھ رہی ہوں سکینہ نے کہا میرے بابا جاتے وقت پیاسے تھے۔

يَا جَوَادُ هَلْ سُقِيَ أَبِي أَمْ قُتِلَ عَطْشَانًا

اے گھوڑا میرے بابانے پانی پیا یا پیاسا شہید کیا گیا۔

پیل تن اسپ چرا بارخ مات آمده ای؟
شاه را بر دی و تنها زفرات آمده ای؟

اے ہاتھی جیسی طاقت رکھنے والے گھوڑے تو شکست خوردہ چہرہ لئے ہوئے کیوں آیا ہے شاہ دین کو لے کر گیا اور فرات سے اکیلا واپس آیا ہے

ای فرس قافله سالار تو کشتند مگر
که توبی قافله وآتش وآه آمده ای

گھوڑے تیرے قافلہ سالار کو انہوں نے قتل کردیا اور تو بے قافلہ آتش و آہ لے کر آیا ہے

شاه مارا مگرافکنده ای از پشت به خاک
عذر جویان زپی عفو گناه آمده ای

تو نے ہمارے بادشاہ کو اپنی پشت سے زمین پر گرادیا اور اپنے اس گناہ کو بخشوانے کے لیے عذر خواہی کرتے ہوئے آیا ہے

مایتیمان چه کنیم از الم بی پدری
بد تر از بی پدری در بدری خون جگری

ہم یتیم افراد کیا کریں بے پدری سے بڑھ کر دربدری ہے اور جگر خون ہوجاتا ہے۔

بعض نے کہا ہے کہ اس گھوڑے نے خیمے کے نزدیک اس قدر سر کو زمین پر مارا یہاں تک کہ وہ مرگیا بعض نے نقل کیا ہے کہ وحشت زدہ گھوڑا اہل حرم کے پاس سے واپس لوٹ گیا اور اپنے آپ کو فرات میں ڈال دیا اور پھر پتہ نہ چلا۔

Presented By: https://jafrilibrary.com